Spot CMYK#Waheed

ترتیب وتحریر

صفحہ

اداریہ .... اعتدال پسندی اور روشن خیالی کا فلسفہ .... مفتی محمد رضوان ۳

درسِ قرآن .... سورہ بقرہ (قسط۸) .... مفتی محمد رضوان ۹

درسِ حدیث .... عذاب قبر کے اسباب (چوتھی وآخری قسط) .... مفتی محمد یونس ۱۲

مقالات ومضامین: تزکیۂ نفس، اصلاحِ معاشرہ واصلاحِ معاملہ

زمانۂ جاہلیت اور اسلام کے بعد کا ماہِ صفر .... مفتی محمد رضوان ۱۸

ٹیلیویژن کے مروّجہ پروگراموں کے مفاسد (قسطِ اول) .... // // // ۲۳

طالبان حکومت اور اُس کا زوال .... مولانا ڈاکٹر حافظ تنویر احمد خان صاحب ۲۶

ماہِ صفر: پہلی صدی ہجری کی اجمالی تاریخ کے آئینے میں ...... مولوی سعید افضل رمولوی طارق محمود ۳۰

حضرت صالح علیہ السلام اور قوم صالح (پہلی قسط) .... مولانا محمد امجد ۳۴

صحابیٔ رسول حضرت شماس بن عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ .... انیس احمد حنیف ۳۹

آداب تجارت (قسط۱) .... مفتی منظور احمد ۴۱

اپنی طبیعتوں میں نرمی پیدا کیجئے .... حافظ محمد ناصر ۴۶

مہمان ہونے کے آداب (دوسری وآخری قسط) .... مفتی محمد رضوان ۴۸

پریشان کُن خیالات ووساوس اور اُن کا علاج (قسط۹) .... // // // ۴۹

مکتوباتِ مسیحُ الاُمّت (بنام حضرت نواب قیصر صاحب) (قسط۱۲) .... ترتیب: مفتی محمد رضوان ۵۱

طلبہ کو حد سے زیادہ مارنا (قسط۴) (تعلیماتِ حکیم الامت کی روشنی میں) .... // // // ۵۶

علم کے مینار...حضرت حسن وحسین رضی اللہ عنہما (دوسری وآخری قسط) .... مولانا محمد امجد ۵۷

تذکرۂ اولیاء: ... حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمہ اللہ (قسط۱) .... مولوی طارق محمود ۶۲

پیارے بچو! .... اچھا بچہ بننے کے گُر (قسط۲) .... انیس احمد حنیف ۶۶

بزمِ خواتین .... پیا جس کو چاہیں سہاگن وہی ہے .... مولانا محمد امجد ۶۹

آپ کے دینی مسائل کا حل.... کیا ماہِ صفر میں بلائیں نازل ہوتی ہیں؟ .... دارالافتاء ۷۳

کیا آپ جانتے ہیں؟ .... مفید معلومات، احکامات وتجزیات .... م۔ر۔ن ۷۷

عبرت کدہ .... ہندوستان کا اسلامی عہد (قسط۱) .... مولانا محمد امجد ۷۹

طب وصحت ..... ہرڑ کے عجیب وغریب خواص .... ابولقمان ۸۴

اخبارِ ادارہ .... ادارہ کے شب وروز .... مولانا محمد امجد ۸۶

اخبارِ عالم .... قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں .... ابوجویریہ ۸۷

Music in Knocking .... ابرار حسین ۹۲

اداریہ مفتی محمد رضوان

اسلام میں اعتدال پسندی اور روشن خیالی کا فلسفہ

اسلام ایک ایسا مذہب ہے جو پوری طرح سے اعتدال اور میانہ روی پر مبنی ہے، اس میں نہ کمی کی گنجائش ہے اور نہ زیادتی کی ،اس میں نہ غلو کی اجازت ہے اور نہ حد سے تجاوز کرنے کی ❀ اسلام ایک عالمگیر (انٹرنیشنل) مذہب ہے، جس کا فیض اور ہدایت پورے عالم اور ساری دنیا اور تمام اقوامِ عالم کے لئے عام ہے ،اور سب ملکوں، علاقوں اور سارے براعظموں میں بسنے والی انسانیت کو اس کی دعوتِ عام ہے، قیامت تک آنے والے ہر زمانے میں یہ قابلِ عمل اور تروتازہ رہنے والا مذہب ہے، اسی لئے تو خالقِ کائنات نے اس کو آخری دین اور اس دینِ اسلام کو لے کر آنے والے نبی کو آخری نبی بنایا ❀ دینِ اسلام دینِ فطرت ہے، اس کے سارے احکام انتہائی اعتدال پر مبنی ہیں اور فطرتِ انسانی کے عین مطابق ہونے کے ساتھ ساتھ دل و دماغ کو منور اور روشن کرنے والے ہیں، اس دین سے ہٹنا اس میں کمی زیادتی اور کتر بونت کرنا درحقیقت اعتدال سے ہٹنا اور دل و دماغ کو روشنی سے اندھیرے اور تاریکی کی طرف لے جانا ہے ❀ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"قَدْ جَاءَ كُمْ مِنَ اللّٰهِ نُوْرٌ" کہ "اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہارے لئے نور اور روشنی آچکی ہے"

معلوم ہوا کہ روشنی اسی دین پر چل کر حاصل ہوتی ہے، اس سے ہٹ کر نہ تو دماغ روشن ہو سکتا اور نہ خیالات پاکیزہ اور منوّر رہ سکتے۔

❀ دوسری جگہ ارشاد ہے: "جَعَلْنَا كُمْ اُمَّةً وَّسَطاً" کہ "ہم نے تم کو اعتدال والی امت بنایا ہے"

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اس امت کو ہی اعتدال پسند امت بنایا ہے۔

❀ ایک اور جگہ ارشاد ہے: "يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَافَّةً" یعنی "اے ایمان والو! اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ"

جس سے ظاہر ہوا کہ جو دینِ اسلام میں پورا پورا داخل نہ ہو، آدھا تیتر اور آدھا بٹیر رہے، وہ اللہ تعالیٰ کے اعتدال والے دین سے ہٹا ہوا اور اس کا باغی ہے، پھر خواہ اسے کوئی شدت پسند کہے یا کچھ اور۔

❀ ایک موقع پر ارشاد ہے: "وَذَرُوْا ظَاهِرَ الْاِثْمِ وَبَاطِنَهٗ" کہ "تم ظاہری اور باطنی ہر قسم کے گناہوں کو

چھوڑ دو‘‘

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا حکم جو کہ اعتدال پسندی پر مبنی ہے ہر قسم کے ظاہری اور باطنی گناہوں کو چھوڑنے پر ہی موقوف ہے خواہ اس کو انتہا پسندی اور بنیاد پرستی کہا جائے یا کچھ اور۔

❁ اس دینِ اسلام کو اللہ تعالیٰ نے ’’دینِ قیم‘‘ یعنی سیدھا دین اور ٹیڑھ پن اور کج روی سے پاک اعتدال والا فرمایا ہے جیسا کہ ارشاد ہے: ’’ذٰلِکَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ‘‘

خلاصہ یہ کہ اللہ کے بھیجے ہوئے دین پر چل کر ہی روشنی حاصل کی جاسکتی ہے، اس سے ہٹ کر اندھیرا ہی اندھیرا، ظلمت ہی ظلمت اور تاریکی ہی تاریکی ہے ❁ اس امت کی خصوصیت ہی اعتدال ہے، جو اعتدال سے ہٹ گیا وہ اس امت کی امتیازی خصوصیت سے محروم ہو گیا ❁ اعتدال پسندی اس امت کی امتیازی خصوصیات میں سے ہے جو ہر ہر موقع پر ظاہر ہوتی ہے، اور یہ خصوصیت اللہ تعالیٰ نے اس امت کو نہ صرف یہ کہ بطورِ نعمت عطا فرمائی ہے، بلکہ ہر مسلمان کو اعتدال والے راستہ کی ہدایت کو طلب کرنے کی بھی دعوت دی ہے، جو ہر نماز میں ان الفاظ میں اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کی جاتی ہے:

’’اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ‘‘ ’’ہمیں سیدھے یعنی اعتدال والے راستہ کی ھدایت دیجئے‘‘

پھر اس سیدھے اور اعتدال والے راستہ کی مزید وضاحت اس طرح کی گئی:

’’صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ‘‘ ’’یعنی اعتدال والا راستہ ان لوگوں کا ہے جن پر ربِ کریم نے انعام فرمایا ہے‘‘

اور اعتدال سے ہٹا ہوا راستہ ان لوگوں کا ہے، جن پر اللہ تعالیٰ کا غضب نازل ہوا، اور وہ گمراہ ہوئے، جس کی تفصیل ان الفاظ میں فرمائی گئی:

’’غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ‘‘ مطلب یہ ہے کہ جنھوں نے اللہ کے بھیجے ہوئے دین میں کمی یا زیادتی کی وہ اعتدال سے ہٹنے والے اور اللہ کے غیظ و غضب کا شکار ہونے والے اور گمراہ لوگ تھے۔

پھر جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا ان کا ذکر بھی خود ہی اس طرح فرما دیا:

اُولٰئِکَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّھَدَاءِ وَالصّٰلِحِیْنَ

ترجمہ: ’’یعنی وہ لوگ جن پر اللہ تعالیٰ کا انعام ہوا، انبیاء، اور صدیقین اور شہداء اور صالحین‘‘

اب اعتدال پر رہنے والی جماعت اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے انعام پانے والی جماعت ان چار طرح کے حضرات پر مشتمل ہے (۱) انبیاء کرام علیہم السلام (۲) صدیقین کرام (۳) شہدائے عظام (۴) صالحین۔

جن میں سب سے پہلے انبیاء علیہم السلام کی جماعت ہے، پھر صدیقین کی جماعت ہے، صدیقین وہ حضرات ہیں جو انبیائے کرام علیہم السلام کی امت میں اخلاصِ نیت اور اتباعِ عمل میں سب سے اونچے مقام اور سب سے زیادہ مرتبے اور رتبے والے ہوتے ہیں، ان حضرات میں باطنی کمالات بھی بہت ہوتے ہیں۔ اس کے بعد شہداء کی جماعت ہے، شہداء وہ حضرات ہیں جنہوں نے دین کی محبت میں اپنی جان تک دے دی ہو۔ اس کے بعد صالحین کی جماعت ہے، صالحین وہ حضرات ہیں جو پوری طرح شریعت کی اتباع کرنے والے ہیں، فرائض میں بھی، واجبات میں بھی، سنتوں میں بھی اور مستحبات میں بھی۔ عام بول، چال میں ان کو "نیک و دیندار" کہا جاتا ہے۔

❁ اعتدال پر قائم رہنے والی سچی اور پکی جماعت کو دیکھنا ہو تو وہ صحابۂ کرام کی جماعت ہے، جو پوری طرح دین پر قائم تھی اور اس کی بدولت اس جماعت کو ربُّ العزت کی طرف سے ہدایت، روشنی، رضا، فلاح اور کامیابی وغیرہ جیسے انعامات والقابات سے نوازا گیا۔

❁ قرآن وحدیث سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ گناہوں میں مبتلا ہونے اور اللہ تعالیٰ کے احکامات کی مخالفت کرنے سے انسان کے دل و دماغ میں ظلمت و تاریکی اور اندھیرا چھا جاتا ہے اور زنگ لگ جاتا ہے جس کے نتیجہ میں انسان کے خیالات بھی پراگندہ اور آلودہ ہوجاتے ہیں، ایسی حالت کو روشن خیالی سے تعبیر کرنا، بہت بڑی تعبیر کی غلطی ہے۔

❁ کچھ عرصہ سے اغیار نے سچے اور پکے مسلمانوں کو جھوٹے اور کچے مسلمان بنانے یا ثابت کرنے کے لئے چند نئے خطابات، القابات اور کلمات وضع کر کے پُر زور انداز میں ان کی تشہیر شروع کر رکھی ہے اور اس موقع پر جھوٹ کے سب سے ہوشیار مبلغ گوبلز (Gobbles) کے اس مقولہ کی صداقت اور سچائی خوب ظاہر ہو رہی ہے کہ: "جھوٹ اتنا بولو کہ دنیا اُسے سچ سمجھنے لگے"۔ ایک طرف تو اعتدال پسندی، میانہ روی اور روشن خیالی کے نعرے ہیں اور دوسری طرف انتہاء پسندی، شدت پسندی اور بنیاد پرستی کے الزامات ❁ ذرائع ابلاغ اور میڈیا کے ذریعہ اتنی صفائی، مہارت اور فن کاری کے ساتھ ان کلمات کی تشہیر وتشریح کی گئی کہ دیکھتے ہی دیکھتے ان الفاظ و کلمات کا لگا بندھا اور خود ساختہ تصور مسلمانوں کے ذہنوں میں بٹھا دیا گیا، اور اس طرح اغیار کے دجل و فریب کا شکار ہو کر مسلمانوں کا ایک بڑا طبقہ خصوصاً وہ طبقہ جو سیکولرزم، ماڈرن اور آزاد پسند سوچ کا مالک ہے، اس کا مبلّغ اور داعی بن گیا۔

❁ چنانچہ اب روزمرہ اس قسم کے الفاظ ذرائع ابلاغ پر سننے یا پڑھنے کو ملتے ہیں کہ:

''اسلام اعتدال پسندی اور میانہ روی کی تعلیم دیتا ہے، انتہاء پسندی کا اسلام میں کوئی تصور نہیں، یہ جہاد نہیں بلکہ دہشت گردی ہے، شدت پسندوں اور انتہاء پسندوں سے پوری دنیا کو شدید خطرہ لاحق ہے، مسلمانوں کو روشن خیالی کا مظاہرہ کرنا چاہئے، داڑھی، برقعہ اور ٹوپی کا اسلام جسے پسند ہے وہ اپنے گھر میں رکھے، وغیرہ وغیرہ۔''

❁ اگر ہم اپنے گریبانوں میں منہ ڈال کر اپنے اعمال واحوال کا صحابۂ کرام اور انعام یافتہ جماعت کے ساتھ موازنہ کریں گے تو شاید یہ جماعت بھی آج ہمیں انتہاء پسند اور تاریک خیال ہی (نعوذ باللہ تعالیٰ) نظر آئے گی، نہ کہ روشن خیال اور اعتدال پسند۔

❁ آج بعض لوگوں کے نزدیک شرعی احکامات پر عمل کرنا اور انعام یافتہ جماعت کے زمرے میں شامل ہونا ہی اعتدال سے ہٹنا ہے، صدیقین کی طرح سچا اور پکا مسلمان ہونا انتہا پسندی ہے، شہدائے عظام کے نقشِ قدم پر چل کر جہاد کرنا دہشت گردی ہے، اور صالحین کے طریقہ کو اختیار کرنا بنیاد پرستی ہے۔ تو اب سوال یہ ہے کہ وہ کونسا اعتدال ہے جس کا چرچا کیا جارہا ہے، اور اس کی طرف اسلام کا نام لے کر دعوت دی جارہی ہے، کتنی حیرت کی بات ہے کہ اعتدال سے ہٹنے والے اعتدال پر چلنے والوں کو الزام دے رہے ہیں

❁ افسوس! کہ جو لوگ نماز، روزے، زکوٰۃ وغیرہ جیسے اسلام کے بڑے بڑے احکامات کو نظر انداز کر کے اور شراب نوشی، فحاشی، بے حیائی جیسے کبیرہ گناہوں میں مبتلا ہو کر اعتدال سے ہٹے ہوئے ہیں، وہ اپنے آپ کے اعتدال پر قائم ہونے کے مدعی اور جو حضرات ان مذکورہ احکامات پر عمل پیرا ہیں اور مذکورہ گناہوں سے بچے ہوئے ہیں، ان کو اعتدال سے ہٹنے کا الزام دے رہے ہیں، گویا کہ ''الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے'' والی کہاوت صادق آرہی ہے۔

❁ آج اعتدال پسندی اور روشن خیالی کا دعویٰ کر کے خواتین کے پردہ کو انتہا پسندی، بنیاد پرستی اور شدت پسندی خیال کیا جاتا ہے اور سمجھا جاتا ہے کہ پردہ سے عورتوں کی حق تلفی ہوتی ہے، اسلام میں پردہ جیسی سختی نہیں، یہ سب انتہاء پسندوں اور بنیاد پرستوں کی گھڑی ہوئی باتیں ہیں۔ حالانکہ اسلام اور اس کے سب احکام قیامت تک آنے والے انسانوں کے لئے سراسر اعتدال پر مبنی ہیں، پردہ کا حکم نہ تو خواتین پر ظلم وزیادتی ہے اور نہ خواتین کی حق تلفی، بلکہ پردہ دراصل خواتین کی عصمت وعزت کی حفاظت اور سلامتی کا

ذریعہ اور انسانوں کو فتنہ وفسادات سے بچانے کا راستہ ہے۔

❁ اعتدال پسندی اور روشن خیالی کے دعویدار طبقہ کی اعتدال پسندی اور روشن خیالی کا نمونہ کہیں عورتوں اور مردوں کے باہمی اختلاط اور مخلوط تعلیمی نظام کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے، جس سے شاید اس طبقہ کا دماغ روشن ہوتا ہے۔

❁ کہیں روشن خیالی کا مظاہرہ دہشت گردی اور جہاد کو انتہا پسندی اور بنیاد پرستی کی فہرست میں شامل کر کے ہوتا ہے۔

❁ کہیں دنیا کے ساتھ چلنے اور عالمی برادری سے الگ نہ ہونے کا بہانہ بنا کر کافروں کی برادری میں شامل ہونے کو ترجیح دی جاتی ہے۔

❁ کہیں ذرائع ابلاغ اور میڈیا پر بے حیائی اور فحاشی کو فروغ دے کر الزام دیا جاتا ہے کہ جن کو یہ چیزیں ناگوار اور انتہا پسندی معلوم ہوں، تو وہ اپنی آنکھوں پر پٹی باندھ لیں، گویا کہ (نعوذ باللہ تعالیٰ) فحاشی اور بے حیائی کے پروگراموں سے دماغ روشن ہوتے ہیں، اس لئے ان پروگراموں کو بند نہیں کرانا گوارا نہیں، تاکہ دماغ تاریک نہ ہو جائیں۔

❁ کبھی یہ اعلان کیا جاتا ہے کہ موسیقی اگر کسی کو بری لگتی ہے تو وہ اپنے کانوں کو بند کر لے، کیونکہ موسیقی کو روح کی غذا سمجھ لیا جائے تو کیسے اپنی روح نکلنے دی جائے گی اور کیسے اپنے خیالات کو موسیقی کے گناہ سے بچا کر تاریک کیا جاسکے گا۔

❁ کبھی اعتدال پسندی کا نمونہ کھیل کود کو مقصد زندگی بنا کر ظاہر کیا جاتا ہے۔ اس سے کیا سروکار کہ انسان کی پیدائش کا مقصد واضح طور پر جو قرآن مجید میں بیان کیا گیا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے، اس طبقہ کو تو اپنا مقصدِ زندگی کھیل کو ہی بنا لینے میں روشن خیالی اور اعتدال پسندی نظر آتی ہے۔

❁ کبھی اعتدال پسندی اور روشن خیالی مردوں اور عورتوں کو ایک ہی صف میں شانہ بشانہ کھڑا کر کے ظاہر کی جاتی ہے، حالانکہ یہ اسلام کے نزدیک انسانی معاشرے کو اعتدال سے ہٹانے کا ذریعہ ہے۔

❁ چہرہ پر داڑھی رکھنا اور سر پر ٹوپی اور عمامہ پہننا اور مردوں کو پائجامہ شلوار ٹخنوں سے اونچا رکھنا بھی روشن خیالی کے اصول کے خلاف اور بنیاد پرستی اور انتہاء پسندی کی علامت سمجھی جاتی ہے تو اس کے برعکس داڑھی مونڈوا دینا، سروں پر انگریزی بال رکھ کر دندناتے پھرنا، گلے میں ٹائی پہننا، ٹخنوں سے نیچی شلوار پینٹ

وغیرہ پہننا، روشن خیالی اور اعتدال پسندی کی دلیل ۔گویا کہ رسول اللہ ﷺ کے دشمنوں کے طریقہ کو اپنانا (نعوذ باللہ تعالیٰ) خیالات کو روشن کرنے اور ظلمت کو دور کرنے کی نشانی ہے، ایسی روشن خیالی کو جتنی بھی مبارکباد دی جائے وہ کم ہے۔

❀ علمائے کرام کے متعلق یہ بات بھی عام طور سے کہی جاتی ہے کہ وہ روشن خیالات کے مالک نہیں لہٰذا ان کو اجارہ داری کا حق نہیں دیا جاسکتا، اس کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص جس نے کبھی کسی میڈیکل کالج کی شکل تک نہ دیکھی ہو، یہ اعتراض کرنے لگے کہ ملک میں علاج ومعالجہ پر سند یافتہ ڈاکٹروں کی اجارہ داری کیوں قائم کردی گئی ہے؟ مجھے بھی بحیثیت ایک انسان کے یہ حق ملنا چاہئے ۔یا کوئی یہ کہنے لگے کہ ملک میں نہریں، پل اور بند تعمیر کرنے کا ٹھیکہ صرف ماہر انجینئروں ہی کو کیوں دیا جاتا ہے؟ میں بھی بحیثیت ایک شہری کے یہ خدمت انجام دینے کا حق دار ہوں، یا کوئی یہ اعتراض اٹھانے لگے کہ ملکی قانون کی تشریح وتعبیر پر صرف ماہرینِ قانون (وکلاء اور ججوں) ہی کی اجارہ داری کیوں قائم کردی گئی ہے، میں بھی عاقل بالغ شہری ہونے کی حیثیت سے یہ کام کرسکتا ہوں۔

ان سب کو یہی جواب دیا جائے گا کہ بے شک تمہاری بات صحیح ہے لیکن تم اپنے اندر ان چیزوں کی اہلیت پیدا کرو، اسی طرح سے مستند علمائے کرام کا بھی معاملہ ہے کہ جو اس میدان میں قدم رکھنا چاہے، وہ اپنے اندر اس کی اہلیت پیدا کرے، پھر آگے بڑھے۔

❀ انبیاء کرام علیہم السلام کے مقابلہ میں بڑے بڑے حکمرانوں اور عہدیداروں نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ (نعوذ باللہ) تم زمانے کے نیچ خیال رکھنے والے لوگوں میں سے ہو اور ہم روشن خیال اور ترقی یافتہ لوگ ہیں، فرعون نے لوگوں سے کہا تھا کہ موسیٰ اور اس کے حواری تمہیں تمہاری اس سرزمین سے نکالنا چاہتے ہیں، اور تمہارے اوپر قابض ہونا چاہتے ہیں، ہر زمانے میں اس طرح کے روشن خیالی کے دعویداروں کو اللہ تعالیٰ نے اپنے عذاب کا ایسا مزہ چکھایا کہ رہتی دنیا تک یاد رہے گا، کہیں فرعون کو سمندر میں غرق کیا گیا تو کہیں قارون کو زمین میں دھنسایا گیا۔

ابھی بھی وقت ہے اس قسم کا بے بنیاد دعویٰ کرنے والے اللہ کے عذاب سے ڈریں اور اللہ کی پکڑ سے اپنے آپ کو بچانے کا سامان کریں ۔جس کا طریقہ انعام یافتہ جماعت کے زمرہ میں شامل ہونا ہی ہے، جس کو بعض لوگوں کی طرف سے انتہاء پسندی اور شدت پسندی سے تعبیر کیا جارہا ہے۔

Idara Ghufran

درسِ قرآن

مفتی محمد رضوان

سورہ بقرہ (قسط ۸)

اللہ تعالیٰ کے علم میں جو لوگ ایسے تھے کہ وہ ایمان لانے والے نہیں تھے ان کے ایمان نہ لانے اور حضورﷺ کی دعوت و تبلیغ کا ان پر اثر نہ ہونے کی وجہ یہ بیان فرمائی گئی:

خَتَمَ اللّٰہُ عَلٰی قُلُوْبِھِمْ وَعَلٰی سَمْعِھِمْ وَعَلٰٓی اَبْصَارِھِمْ غِشَاوَۃٌ ز

''اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں اور کانوں پر مُہر لگا دی ہے اور ان کی آنکھوں پر پردہ پڑا ہوا ہے''

گویا کہ سوچنے اور سمجھنے کے جتنے راستے ہیں وہ سب بند ہو چکے ہیں، لہٰذا ان سے اصلاح و ایمان کی توقع نہیں رکھی جا سکتی۔

کسی چیز پر مُہر اس لئے لگائی جاتی ہے تا کہ وہ چیز بند ہو جائے اور باہر سے کوئی چیز اس کے اندر نہ جا سکے، جیسا کہ خط لکھ کر لفافہ میں بند کر دیا جائے تو پھر مُہر لگا دی جاتی ہے، اور مہر لگ جانے کے بعد لفافہ میں کسی طرف سے بھی کوئی چیز اندر داخل نہیں کی جا سکتی۔ اُن کے دلوں اور کانوں پر مُہر لگ جانے کے بعد حق بات اندر داخل نہیں ہو سکتی، اور آنکھوں پر پردہ پڑ جانے کی وجہ سے اُن سے فائدہ اٹھانا بھی ممکن نہ رہا۔

دلوں اور کانوں پر مُہر اور آنکھوں پر پردہ کی وجہ: دلوں اور کانوں پر تو مُہر لگنے کا ذکر کیا گیا مگر آنکھوں پر پردہ پڑ جانے کا ذکر کیا گیا، اس فرق کی وجہ یہ ہے کہ دلوں میں آنے والا مضمون یا فکر وخیال اور اسی طرح کانوں میں آنے والی آواز کسی ایک جہت اور ایک سمت کے ساتھ خاص نہیں، بلکہ ہر طرف اور ہر جہت سے دلوں میں مضمون یا فکر وخیال اور کانوں میں آواز آ سکتی ہے، لہٰذا دل اور کان کی بندش تو جب ہی ہو سکتی ہے جبکہ ان پر مُہر لگا دی جائے، اس لئے دل اور کانوں پر مہر لگ جانا ہی ضروری تھا، پردہ پڑ جانا کافی نہیں تھا، تا کہ ہر طرف اور ہر جہت سے ادراک ختم ہو جائے۔ لیکن آنکھوں سے کسی چیز کو صرف سامنے ہی کی طرف سے دیکھا جا سکتا ہے، ہر طرف کی چیز کو نہیں دیکھا جا سکتا، یعنی کہ آنکھوں کے ذریعہ سے جو فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے وہ صرف سامنے کی طرف سے اٹھایا جا سکتا ہے، لہٰذا صرف سامنے کی طرف پردہ پڑ جانے سے آنکھوں کا فائدہ ختم ہو جاتا ہے اس وجہ سے آنکھوں پر پردہ ڈال دینا ہی کافی تھا، مہر لگانے کی ضرورت نہیں تھی۔

Idara Ghufran

اللہ تعالیٰ کے مُہر لگانے اور پردہ ڈالنے کی وجہ: یہاں بظاہر یہ شبہ پیدا ہوتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر اور کانوں پر مُہر لگادی اور آنکھوں پر پردہ ڈال دیا ہے، جس کی وجہ سے ان میں حق کے قبول کرنے کی صلاحیت ختم ہوگئی تو اس میں ان کافروں کا کیا قصور رہا، وہ تو مجبور ومعذور ہوگئے، پھر ان پر عذاب وعتاب بھی نہیں ہونا چاہئے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ مہر لگانا اور پردہ ڈالنا ان کی اختیاری سرکشی اور بغاوت کا نتیجہ ہے اور اس کی سزا ہے، ان لوگوں نے شرارت وعناد کر کے باختیارِ خود اپنی استعداد برباد کرلی ہے، اس لئے اس تباہی کے یہ خود ذمہ دار اور مختار ہوئے، لیکن اس کے باوجود یہ مہر اور پردہ ان کو کفر وضلالت پر مجبور نہیں کرتا، بلکہ اس مہر کو توڑنا اور پردہ کا ہٹانا ان کے اپنے اختیار میں ہے، وہ اس طرح کے وہ حق کے سامنے سر جھکادیں، اللہ تعالیٰ نے گمراہی کے تالے بھی پیدا کئے جو بعض سرکشی اور عناد وتکبر کرنے والوں کے دلوں پر بطورِ سزا کے ڈال دیئے گئے، مگر اسی کے ساتھ ساتھ اس ذات پاک نے ان تالوں کو کھولنے کیلئے کنجیاں اور چابیاں بھی پیدا کیں، لیکن اگر کوئی بدبخت وبدنصیب چابی اور کنجی کو تالا کھولنے کیلئے خود ہی استعمال نہ کرے تو اس میں کسی دوسرے کا کیا قصور، تالا خود بخود تو ظاہر ہے کہ کھل نہیں سکتا۔

اس سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ کفر اور ہر گناہ کی اصل سزا تو آخرت میں ہی ملے گی، لیکن بعض گناہوں کی کچھ سزا دنیا میں بھی مل جاتی ہے، اور یہ دنیا کی سزا بعض اوقات اس شکل میں ملتی ہے کہ اصلاحِ حال کی توفیق سلب اور ضائع ہوجاتی ہے، آخرت کے حساب وکتاب سے بےفکر ہوکر نافرمانیوں اور گناہوں کی دلدل میں پھنستا اور گھستا چلا جاتا ہے، اور اس کی برائی کا احساس بھی نہیں ہوتا، اور گناہ کی ایک دنیوی سزا یہ بھی ہوتی ہے کہ ایک گناہ دوسرے گناہ کو کھینچ لاتا ہے، جس طرح ایک نیکی دوسری نیکی کو کھینچ لاتی ہے۔ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان کے گناہ کرنے سے دل پر سیاہی آجاتی ہے، ایک حدیث کا مضمون یہ ہے کہ ’’انسان جب کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ نقطہ اور نشان لگ جاتا ہے، اور جس طرح سفید کپڑے پر ایک سیاہ داغ بھی انسان کو ناگوار نظر آتا ہے اور اس کی وجہ سے پریشانی ہوتی ہے، اسی طرح گناہ کی سیاہی دل پر آجانے کی وجہ سے بھی پریشانی اور بےچینی پیدا ہوتی ہے، لیکن اس کے بعد اگر توبہ نہ کی اور دوسرا گناہ کرلیا تو دل پر ایک اور سیاہ نقطہ اور نشان لگ جاتا ہے، اور اسی طرح ہر ہر گناہ پر (توبہ نہ کرنے کی صورت میں) سیاہ نقطے اور سیاہ داغ لگتے چلے جاتے ہیں اور بالآخر ایک وقت وہ ہوتا ہے کہ گناہوں کی سیاہی پورے

دل کو گھیر لیتی ہے، اب اس شخص کی یہ حالت ہو جاتی ہے کہ وہ نہ کسی اچھی چیز کو اچھا سمجھ سکتا ہے اور نہ بری چیز کو برا، یعنی نیکی اور بدی کا امتیاز اس شخص کے دل سے اٹھ جاتا ہے، اور اسی سیاہی اور تاریکی کا نام قرآن مجید میں ''زنگ'' رکھا گیا ہے، چنانچہ ارشاد ہے ''رَانَ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ'' (سورہ مطففین) کہ ''ان لوگوں کے دلوں پر زنگ بیٹھ گیا ہے'' (مشکوٰۃ بحوالہ مسند احمد و ترمذی)

دارالعلوم دیو بند سے ایک خوش آئند خبر

برصغیر کی ممتاز وقدیم دینی درسگاہ دارالعلوم دیو بند کے دو بازوں (دارالعلوم دیو بند رجسٹرڈ اور دارالعلوم دیو بند وقف) میں ۸۰ء کی دہائی سے ایک اختلافی معاملہ باہمی تنازع کی شکل میں چلا آ رہا تھا، پچھلے ماہ دارالعلوم دیو بند کے پریس ریلیز کے حوالے سے بعض قومی اخبارات نے خبر دی ہے کہ یہ تنازع بخوبی وخوش اسلوبی حل ہو گیا اور اختلاف رفع دفع ہو گیا (روزنامہ جنگ ونوائے وقت ۲۰ فروری ۲۰۰۵ء)

یہ اختلاف خواہ کسی بھی حوالے سے ہو ایسے بڑے ادارے کے لئے خوش آئند نہیں تھا، اہلِ حق کی اجتماعیت کو متاثر کرنے والا تھا، اس کے رفع دفع ہونے میں ہی خیر تھی، اور مسلمانانِ عالم کے اس بین الاقوامی مرکز علم ودین کے حاملین سے اسی کی امید تھی، سو یہ امید بھر آئی، دارالعلوم دیو بند گذشتہ ڈیڑھ سو سال سے عالمی سطح پر اسلامی علوم کی نشر واشاعت کا علمبردار رہا ہے، فرزندانِ دارالعلوم دیو بند نے چہار دانگ میں اسلام کی اشاعت وحفاظت کا فریضہ سرانجام دیا ہے، آج بھی سیکولر ہند میں دارالعلوم اپنے شاندار ماضی اور اپنے اسلاف کی روایات کو پورے عزم وحوصلہ اور استقامت کے ساتھ نبھائے ہوئے ہے ؎

امداد ورشید واشرف کا یہ قلزم عرفان چمکے گا   یہ نور برابر چمکا ہے یہ نور برابر چمکے گا

درسِ حدیث مفتی محمد یونس

◆ احادیث مبارکہ کی تفصیل وتشریح کا سلسلہ

عذابِ قبر کے اسباب (چوتھی وآخری قسط)

عَنْ اَبِیْ رَافِعٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِذَا صَلَّی الْعَصْرَ ذَھَبَ اِلٰی بَنِیْ عَبْدِ الْاَشْھَلِ فَیَتَحَدَّثُ عِنْدَھُمْ حتّٰی یَنْحدِرَ لِلْمَغْرِبِ قَالَ اَبُوْ رَافِعٍ فَبَیْنَمَا (وَفِیْ نُسْخَۃٍ فَبَیْنَا) النَّبِیُّ ﷺ یُسْرِعُ اِلَی الْمَغْرِبِ مَرَرْنَا بِالْبَقِیْعِ فَقَالَ اُفٍّ لَّکَ اُفٍّ لَّکَ قَالَ فَکَبُرَ ذٰلِکَ فِیْ ذِرْعِیْ فَاسْتَاْخَرْتُ وَظَنَنْتُ اَنَّہٗ یُرِیْدُنِیْ فَقَالَ مَالَکَ اِمْشِ فَقُلْتُ اَحْدَثْتُ حَدَثًا (وَفِیْ نُسْخَۃٍ اَحَدَثَ حَدَثٌ) قَالَ مَاذَاکَ؟ قُلْتُ اَفَّفْتَ بِیْ قَالَ لَا وَلٰکِنْ ھٰذَا فُلَانٌ بَعَثْتُہٗ سَاعِیاً عَلٰی بَنِیْ فُلَانٍ فَغَلَّ نَمِرَۃٌ فَدُرِّعَ الْآنَ مِثْلَھَا مِنْ نَّارٍ

(رَوَاہُ النَّسَائِیْ فِیْ کِتَابِ الْاِمَامَۃِ بَابُ الْاِسْرَاعِ اِلَی الصَّلٰوۃِ مِنْ غَیْرِ سَعْیٍ ج ۱ ص ۱۳۸)

ترجمہ: حضرت ابورافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عصر کی نماز ادا فرمانے کے بعد بنی عبدالاشہل (قبیلہ) کی طرف تشریف لے جاتے پھر ان کے پاس بات چیت فرماتے، یہاں تک کہ مغرب (کی نماز) کے لئے (آپ ﷺ) چل پڑتے۔ حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ (یہاں سے فارغ ہو کر) نبی کریم ﷺ مغرب (کی نماز) ادا فرمانے کے لئے تیزی سے تشریف لے جارہے تھے (اور ہم بھی آپ کے ہمراہ تھے) جب ہم بقیع (کے قبرستان) کے قریب سے گزرے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اف ہے تجھ پر، اف ہے تجھ پر (یعنی نبی ﷺ نے انتہائی افسوس کا اظہار فرمایا) حضرت ابورافع فرماتے ہیں کہ مجھ پر یہ بات بہت بھاری گزری میں (آپ ﷺ سے خوف اور شرم کے مارے) پیچھے رہ گیا اور میں نے سوچا کہ نبی کریم ﷺ (اس افسوس کا اظہار) میرے ہی متعلق فرمارہے ہیں، نبی ﷺ نے (مجھے خطاب کرتے ہوئے) فرمایا تمہیں کیا ہوگیا؟ تم ہمارے ساتھ) کیوں نہیں چلتے؟ میں نے عرض کیا کہ کیا میں نے کوئی نیا کام کیا ہے؟ یا مجھ

سے کوئی نئی بات سرزد ہوئی ہے، حضورﷺ نے فرمایا: کیوں؟ میں نے عرض کیا آپ ﷺ نے میری وجہ سے اف اف جو فرمایا نبیﷺ نے فرمایا (ایسی کوئی بات) نہیں اور اصل واقعہ یہ ہے کہ (اس قبرستان میں) فلاں شخص (دفن) ہے اس کو (زندگی میں) میں نے فلاں قبیلہ میں (زکوٰۃ وصول کرنے کے لئے) بھیجا تھا تو اس نے ایک چادر خیانت کر کے رکھ لی تھی، پس اب اسے (برزخ میں بطور عذاب کے) اسی جیسی آگ کی چادر پہنائی گئی ہے۔ (نسائی)

تشریح: اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ خیانت کا گناہ بھی انسان کے لئے قبر و برزخ کے عذاب میں مبتلا ہونے کا سبب ہے خیانت بہت سنگین اور کبیرہ گناہ ہے اس کی برائی کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ حدیث شریف میں اس کو نفاق کی نشانی بتلایا گیا ہے (مشکوٰۃ ص ۱۷ بحوالہ بخاری مسلم) اور ایک حدیث شریف میں ارشاد فرمایا گیا کہ مومن کی فطرت میں خیانت اور جھوٹ کے سوا ہر خصلت کی گنجائش ہے (مسند احمد، بیہقی فی شعب الایمان)

مطلب یہ ہے کہ مومن اگر واقعی مومن ہے تو جھوٹ اور خیانت کی اس کی فطرت میں گنجائش نہیں ہوسکتی کیونکہ یہ منافقانہ قسم کی خصلتیں ہیں۔ اسی لئے قرآن مجید میں بھی کئی آیات میں خیانت کی برائی کو بیان کیا گیا اور اس گناہ سے سختی کے ساتھ روکا گیا ہے، چنانچہ سورۂ انفال میں ارشاد ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ وَتَخُوْنُوْٓا اَمٰنٰتِكُمْ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (سورہ انفال آیت نمبر ۲۷)

ترجمہ: اے ایمان والو! خیانت نہ کرو اللہ کی اور رسول ﷺ کی، اور نہ خیانت کرو اپنی آپس کی امانتوں میں حالانکہ تم جانتے ہو

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ فرائض کو چھوڑ کر اللہ کی خیانت نہ کرو اور سنتوں کو چھوڑ کر رسول اللہ ﷺ کی خیانت نہ کرو (درمنثور ج ۳ ص ۱۷۸)

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کرنا درحقیقت اللہ و رسول کی خیانت کرنا ہے۔ اور آپس میں خیانت کرنے کا مطلب یہ ہے کہ حقوق العباد میں کوتاہی کی جائے سورۂ انفال کی مذکورہ آیت کے آخر میں جو فرمایا کہ حالانکہ تم جانتے ہو اس کا مطلب یہ ہے کہ تم تو خیانت کی برائی اور اس کے وبال کو جانتے ہو اور کسی برے کام کو اس کا برا انجام جانتے ہوئے کرنا عقل و دانش کے خلاف ہے قرآن وسنت کی زبان میں امانت کی طرح خیانت کے مفہوم کا دائرہ بھی وسیع ہے جس میں بہت ساری ایسی

شکلیں بھی خیانت کے زمرے میں داخل ہیں جنہیں آجکل اکثر دیندار افراد بھی خیانت نہیں سمجھتے اور بلاجھجک ان میں مبتلا ہوجاتے ہیں مثلاً ہر انسان کے پاس اس کی زندگی، علمی و عملی صلاحیتیں، اس کے اعضاء وجوارح یعنی ہاتھ پاؤں، کان، آنکھ، دل، دماغ وغیرہ مال دولت، اولاد، شاگرد، اقتدار، عہدہ، وقت، جوانی غرضیکہ ہر وہ چیز جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ یا کسی بھی بندے کا حق متعلق ہو اور مالک کی طرف سے جس کی حفاظت اور ادائیگی انسان پر لازم ہو وہ امانت ہے، اور اس حق کی ادائیگی میں کسی طرح کی کوتاہی خیانت ہے۔

بہرحال اس حدیث کی روشنی میں خیانت کی وجہ سے عذابِ قبر کا ہونا معلوم ہوتا ہے، اس لئے حتی الامکان خیانت کے گناہ سے بچنے کی کوشش کرنا چاہئے۔

❁...... ناحق قتل کرنا:

احادیث میں آتا ہے کہ ایک شخص (جن کا نام ملحم بن جثامہ تھا) نے کسی شخص کو جہاد کے موقع پر باوجود اس کے کلمہ پڑھنے کے قتل کردیا، چند دن کے بعد قاتل کا انتقال ہوگیا تو زمین نے اس کی لاش اگل دی، متعدد بار دفن کیا گیا، لیکن زمین ہر بار اس کی لاش اگل دیتی تھی، آنحضرت ﷺ سے اس کا ذکر کیا گیا تو فرمایا زمین تو اس سے بھی برے لوگوں کو چھپالیتی ہے، لیکن اللہ تعالیٰ نے یہ منظر تم کو اس لئے دکھایا تاکہ تمہیں ایک دوسرے کی قابلِ احترام چیزوں (جان، مال اور عزت وآبرو) کو پامال کرنے میں نصیحت وعبرت حاصل ہو (بیہقی، دلائل النبوۃ ج ۶ ص ۳۰۹، مصنف عبدالرزاق ج ۱۱ ص ۳۱۷، سنن ابن ماجہ ص ۲۸۱، مجمع الزوائد ج ۷ ص ۲۹۴)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی انسان کو ناحق قتل کرنا بھی عذابِ قبر کا سبب اور سخت کبیرہ گناہ اور قانوناً انتہائی سنگین جرم ہے، لیکن آج کل یہ گناہ اتنا عام ہوچکا ہے کہ شاید ہی کوئی دن ایسا گذرتا ہو جس میں سینکڑوں افراد کا ناحق خون نہ ہوتا ہو۔

❁...... آنحضرت ﷺ پر جھوٹ بولنا:

احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جن لوگوں نے آنحضرت ﷺ کے نام پر جھوٹ بولا تھا ان کی لاش کو زمین نے قبول نہیں کیا بلکہ باہر اگل دیا (صحیح بخاری ج ۱ ص ۵۱۱، صحیح مسلم ج ۲ ص ۳۷۰، بیہقی، دلائل نبوت ج ۶ ص ۲۴۵)

جھوٹ بولنا ویسے بھی بہت بڑا گناہ اور نفاق کی نشانی ہے اور اس پر بہت سخت وعیدیں بیان کی گئی ہیں، چنانچہ صحیح بخاری میں آنحضرت ﷺ کے ایک لمبے خواب کا ذکر ہے (اور انبیاء کرام علیہم السلام کا خواب بھی

وحی ہوتا ہے) جس میں برزخ کے بہت سے مناظر دکھائے گئے اسی میں ہے کہ جھوٹی افواہیں پھیلانے والے کو آپ ﷺ نے دیکھا کہ زنبور سے اس کا ایک کلہ گدی تک چیرا جارہا ہے پھر دوسرے کلے کے ساتھ بھی یہی ہوتا ہے، اتنے میں پہلا کلہ ٹھیک ہو جاتا ہے، اس کو پھر چیرا جاتا ہے اور فرمایا کہ قیامت تک اس کے ساتھ یہی سلوک ہوتا رہے گا۔

یہ تو عام جھوٹ کی کوئی بات پھیلانے کی سزا ہے اور جو شخص حضور نبی کریم ﷺ کی طرف قصداً ایسی بات منسوب کرے ایسے شخص کے بارے میں خود آنحضرت ﷺ نے یہ وعید ارشاد فرمائی ہے کہ اسے اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالینا چاہئے (مشکوٰۃ، کتاب العلم الفصل الاول بحوالہ بخاری)

اسی لئے بہت سے جلیل القدر صحابہ کرام احادیث نقل کرنے میں بڑی احتیاط سے کام لیتے تھے، اس لئے احادیث کے بیان اور نقل کرنے میں بڑی احتیاط لازم ہے، عموماً جاہل وعظ گو اس گناہ میں زیادہ تر مبتلا نظر آتے ہیں۔ اعاذنا اللہ منہ

❀......ملاوٹ کرنا:

علامہ حافظ ابن القیم اور محدث علامہ جلال الدین سیوطی رحمہا اللہ نے حافظ ابن ابی الدنیا کے حوالہ سے یہ واقعہ نقل کیا ہے، کہ عبدالحمید بن محمود کہتے ہیں کہ میں حضرت ابن عباس کی خدمت میں بیٹھا تھا، اتنے میں کچھ لوگ آئے اور ذکر کیا کہ ہم لوگ حج کے لئے آئے تھے، ہمارے ایک ساتھی کا انتقال ہو گیا، ہم نے اس کے لئے قبر کھودی اور لحد (قبر) بنائی، جب لحد سے فارغ ہوئے تو دیکھتے کیا ہیں کہ اس میں ایک کالا ناگ بیٹھا ہے وہ اتنا بڑا تھا اس نے پوری لحد (قبر) بھر رکھی تھی ہم نے دوسری جگہ قبر کھودی تو وہاں بھی کالا ناگ موجود تھا، حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ یہ کالا ناگ اس کے گلے کا طوق ہے جو اس کو پہنایا جائے گا جاؤ جو قبریں تم نے کھود رکھی ہیں انہی میں سے کسی میں دفن کردو، پس قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے، اگر تم اس کیلئے ساری زمین بھی کھود ڈالو، تو یہ کالا ناگ تمہیں ہر جگہ موجود ملے گا۔

چنانچہ ہم واپس گئے اور مُردے کو انہی گڑھوں میں سے ایک میں دفن کر دیا، جب ہم حج سے واپس لوٹے تو ہم نے اس کا سامان اس کے گھر میں پہنچا دیا اور اس کا قصہ سنایا اور اس کی بیوی سے پوچھا کہ یہ شخص کیا عمل کرتا تھا؟ اس نے بتایا کہ یہ غلہ فروخت کرتا تھا روزانہ گھر کی ضرورت کا غلہ نکال لیتا تھا اور اتنی مقدار چھٹائی کا بھوسہ خرید کر اس میں ملا دیا کرتا تھا (کتاب الروح ص ۱۲۳، شرح الصدور ۷۵)

عذاب قبر کا ثبوت اس واقعہ پر موقوف نہیں، بلکہ عذابِ قبر کے بارے میں کثرت سے صحیح احادیث موجود ہیں، اور عذابِ قبر اگرچہ جن وانس سے مخفی رکھا جاتا ہے لیکن بعض اوقات عبرت ونصیحت کے لئے اللہ تعالیٰ اپنی قدرت بندوں پر ظاہر بھی فرمادیتے ہیں۔

اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ ملاوٹ کرنا بھی عذابِ قبر کا سبب بن سکتا ہے۔

ملاوٹ بھی دوسرے کبیرہ گناہوں کی طرح کبیرہ گناہ ہے، ایک حدیث شریف میں ہے کہ جو ملاوٹ کرے اس کا میرے ساتھ کوئی تعلق نہیں (مشکوٰۃ ص ۲۴۸ از مسلم) دوسرے گناہوں کی طرح یہ گناہ بھی آج کل ہمارے معاشرے میں بہت عام ہو چکا ہے، خورد ونوش کا سامان ہو یا ادویات ہوں، کپڑوں کا معاملہ ہو یا زیورات کا ہر چیز میں ملاوٹ ہو رہی ہے، خالص چیز ملنے کا تصور روز بروز مشکل ہوتا جا رہا ہے، حالانکہ مذکورہ بالا واقعہ اور حدیث سے اس کا بھیانک انجام واضح ہے۔

❀......ماں کی گستاخی کرنا:

علامہ جلال الدین حافظ سیوطی رحمہ اللہ نے عوام بن حوشب سے نقل کیا ہے کہ میں ایک دفعہ ایک قبیلے میں گیا، اس کے قریب ایک قبرستان ہے، عصر کے بعد کا وقت ہوا، تو ایک قبر پھٹی اور اس میں سے ایک شخص نکلا جس کا سر گدھے کے سر جیسا تھا، اور باقی بدن انسان جیسا تھا، اس نے تین مرتبہ گدھے جیسی آواز نکالی، پھر قبر بند ہوگئی، میں نے لوگوں سے اس کے بارے میں دریافت کیا تو بتایا گیا کہ یہ شخص شراب نوشی کرتا تھا، جب شام ہوتی تو اس کی والدہ اس کو کہا کرتی کہ بیٹا! اللہ سے ڈرو، اس کے جواب میں یہ شخص کہتا کہ تو گدھے کی طرح ہینکتی ہے، یہ شخص عصر کے بعد مرا، اسی دن سے آج تک روزانہ عصر کے بعد اس کی قبر پھٹتی ہے اور وہ گدھے کی طرح تین مرتبہ ہینکتا ہے، اس کے بعد اس کی قبر بند ہو جاتی ہے (شرح الصدور بحوالہ ترغیب والترہیب للاصبہانی)

اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ والدہ کی گستاخی کرنا بھی عذابِ قبر کا سبب ہے، اور آجکل یہ گناہ بھی ہمارے معاشرے میں بہت زیادہ عام ہو چکا ہے، حالانکہ والدین کے حقوق ادا کرنے اور ان کا ادب واحترام کرنے کی قرآن حدیث میں جابجا تاکید کی گئی ہے، چنانچہ ایک حدیث میں آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے تم پر تمہاری ماؤں کی نافرمانی کو حرام قرار دیا ہے الخ (مشکوٰۃ ص ۴۱۹ از بخاری، مسلم)

اس لئے والدین اور خاص کر ماں کی نافرمانی اور گستاخی سے بہت زیادہ بچ کر رہنا ضروری ہے۔

❀......بغیر طہارت کے نماز پڑھنا اور مظلوم کی مدد نہ کرنا:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بندے کو قبر میں سو کوڑے لگانے کا حکم ہوا، وہ اللہ تعالیٰ سے کمی کی التجا کرتا رہا بالآخر کمی ہوتے ہوتے ایک کوڑا رہ گیا، اس کے کوڑا لگا تو پوری قبر آگ سے بھر گئی، جب یہ عذاب ختم ہوا اور اسے ہوش آیا تو اس نے فرشتوں سے پوچھا کہ تم لوگوں نے کس گناہ پر مجھے کوڑا لگایا، انہوں نے جواب دیا کہ تو نے ایک دن نماز بغیر وضو کے پڑھی تھی اور تو ایک مظلوم کے پاس سے گزرا تھا، مگر تو نے اس کی مدد نہیں کی تھی (مشکل الآثار ج۴ ص۱۳۱)

اس روایت سے معلوم ہوا کہ بغیر طہارت کے نماز پڑھنا اور مظلوم کی مدد نہ کرنا بھی عذابِ قبر کا سبب ہے، اس لئے ان گناہوں سے بچنا بھی بہت ضروری ہے۔

❀......صحابہ رضی اللہ عنہم کو بُرا کہنا:

ابن ابی الدنیا نے کتاب القبور میں ابو اسحاق سے نقل کیا ہے کہ مجھے ایک میت کو غسل دینے کے لئے بلایا گیا، میں نے اس کے چہرے سے کپڑا اٹھایا تو دیکھا کہ ایک بڑا بھاری سانپ اس کی گردن میں لپٹا ہوا ہے، میں واپس آ گیا، اس کو غسل نہیں دیا۔ لوگوں نے یہ بتلایا کہ یہ شخص صحابہ کو برا بھلا کہتا تھا (کتاب الروح ص۱۲۴، شرح الصدور ص۷۵)

اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام کو برا بھلا کہنا اور ان پر لعن طعن اور تبرا بازی کرنا بھی عذابِ قبر کا سبب ہے، یہ اتنا سخت گناہ ہے کہ اس کی وجہ سے ایمان کے ضائع ہونے کا بھی خطرہ ہے، کیونکہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ میرے صحابہ کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو، اللہ تعالیٰ سے ڈرو، میرے صحابہ کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو، اللہ تعالیٰ سے ڈرو، میرے بعد ان کو تنقید کا نشانہ نہ بنانا، پس جس شخص کو اُن سے محبت ہوگی، میری محبت کی وجہ سے ان سے محبت ہوگی، اور جو اُن سے بغض رکھے گا، اُسے میرے ساتھ بغض کی وجہ سے اُن سے بغض ہوگا، اور جس نے ان کو تکلیف پہنچائی اُس نے گویا مجھے تکلیف پہنچائی، اور جس نے مجھے تکلیف پہنچائی اس نے گویا اللہ تعالیٰ کو تکلیف پہنچائی اور جس نے اللہ تعالیٰ کو تکلیف پہنچائی، پس قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ اُس کو پکڑ لے (مشکوٰۃ ص۵۵۴ بحوالہ ترمذی)

یہ تو چند اہم گناہوں کا ذکر کیا گیا ورنہ اور بھی ایسے کئی گناہ ہیں جو عذابِ قبر کا سبب بن سکتے ہیں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی قبر کی فکر اور اس کی تیاری کا اہتمام نصیب فرمائیں۔

مقالات و مضامین مفتی محمد رضوان

زمانۂ جاہلیت اور اسلام کے بعد کا ماہِ صفر

بعض لوگ صفر کے مہینے کو منحوس سمجھتے ہیں ،اور اسی وجہ سے اس مہینہ میں شادی ، بیاہ کی تقریبات منعقد نہیں کرتے ، اگر کوئی بچہ اس مہینہ میں پیدا ہو جائے ، اس کو منحوس و معیوب سمجھتے ہیں ، اگر اس مہینہ میں کسی کی شادی ہو جائے تو کہتے ہیں ’’صَفر کی شادی صِفر ہوتی ہے‘‘ یا اسی سے ملتے جلتے الفاظ سے صفر میں ہونے والی شادی کو نامبارک اور منحوس قرار دیتے ہیں ، اگر کوئی اس مہینہ میں مکان ، دوکان وغیرہ کا افتتاح کرے اس کے بارے میں بھی اچھا گمان نہیں رکھتے اور خیال کرتے ہیں کہ اس مکان میں رہنا اور اس دوکان میں کاروبار کرنا خیر و برکت سے خالی ہوگا ، غرضیکہ طرح طرح سے اس مہینہ کا منحوس و معیوب ہونا ظاہر کرتے ہیں۔

حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ اس قسم کے خیالات زمانۂ جاہلیت کی پیداوار ہیں ، اسلام میں ان کی کوئی بھی حقیقت نہیں ، بلکہ اسلام نے ان خیالات کو توہم پرستی اور بدشگونی یا بدفالی قرار دے کر بالکل باطل غلط ٹھہرایا ہے ، اور اس قسم کے نظریات قائم کرنے سے سختی کے ساتھ منع فرمایا ہے ، اور یہی نہیں بلکہ اس قسم کے نظریات کے حامل لوگوں کو سخت گناہ گار اور آخرت کے اعتبار سے خطرناک مجرم قرار دیا ہے۔

لہٰذا صفر کے مہینہ کے متعلق اس قسم کے نظریات قائم کرنے سے بچنا چاہئے اور اگر کوئی ان غلط نظریات میں مبتلا ہوا اسے فوراً توبہ کرنی چاہئے ، اور اس کے برعکس صفر کے مہینہ کو مبارک اور کامیاب سمجھنا چاہئے ، اس مہینہ میں ہونے والی شادی بیاہ بھی مبارک ہے ، اور دوکان و مکان کا افتتاح بھی مبارک ہے (جبکہ اس کو شریعت کی حدود کے مطابق انجام دیا جائے) کیونکہ اس مہینہ کو ’’صفر المظفر‘‘ کہا جاتا ہے ، یعنی ’’کامیابی والا صفر کا مہینہ‘‘

✪ اسلام کی آمد سے پہلے جاہلیت کے زمانے میں صفر کے مہینے کے ساتھ بہت نازیبا و ناروا برتاؤ اور نہایت ظالمانہ و جابرانہ سلوک کیا جاتا تھا ، جاہلیت کے پجاریوں نے اس مہینے کے متعلق طرح طرح کے عجیب و غریب نظریات گھڑ کر اس مہینے کو توہمات کی بھینٹ چڑھا دیا تھا ✪ چنانچہ اس مہینہ کے ساتھ ایک بے سروپا رسم ’’نَسِئ‘‘ کے نام سے نکالی گئی تھی ، جس کی صورت یہ تھی کہ عرب جاہلیت کے مارے ہوئے جنگجو اور خونریز طبیعتوں کے مالک تھے ، لڑائی جھگڑا قتل و غارت گری ان کی زندگی کی ایک ضرورت

اور تفریح کا سامان بن گئی تھی اور اس کے بغیر ان کو زندہ رہنا مشکل ہوتا تھا، ان کے نزدیک جنگ کرنا اور خون بہانا ایک معمولی درجہ کی چیز شمار ہوتی تھی ✪ دوسری طرف محرم کے مہینے کا احترام پہلی شریعتوں میں اس درجہ ضروری تھا کہ اس میں ہر قسم کا لڑائی جھگڑا اور قتل وقتال سخت جرم اور بہت بڑا گناہ ٹھہرایا گیا تھا، مشرکینِ عرب اپنی تمام تر جہالتوں کے باوجود محرم کے مہینے کا کسی نہ کسی درجہ میں احترام ملحوظ رکھتے تھے، مگر جہالت تو اپنا اثر کسی نہ کسی رنگ میں ضرور دکھایا کرتی ہے، نتیجہ یہاں بھی جہالت کی شکل میں اس طرح ظاہر ہوا کہ جب اس جنگجو قوم کو محرم کے مہینہ میں کسی قبیلے سے جنگ کا تقاضا پیش آتا تو اپنی پیاس کو بجھانے کے لئے محرم کے مہینہ کو صفر کا درجہ دے کر اس میں جنگ کی راہ نکال لیتے اور اعلان کر دیتے کہ اس مرتبہ محرم کے مہینہ کی عظمت واحترام کو ہم نے اگلے مہینہ یعنی صفر کی طرف منتقل کر دیا ہے اس طرح محرم کے مہینے میں جنگ میں مصروف ہو جاتے اور صفر کا مہینہ آنے پر اپنے ہاتھ روک لیتے اور جب کبھی جنگ کی ضرورت نہ سمجھتے تو اپنے حال پر رہنے دیتے، اپنی خواہشات کی ہر طرح تکمیل کرنے کے باوجود بھی وہ اپنے آپ کو پاکیزہ خیال کیا کرتے تھے، ایسے موقع پر حضور ﷺ کی بعثت سے پوری انسانیت کو نئی زندگی ملی، سکھ کا سانس لینے کا موقع حاصل ہوا، اور جہالت کی تاریکی کا رُخ روشنی وہدایت کی طرف پھر گیا، ''نسی'' کی رسم کی تردید کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے واضح فرمادیا کہ اللہ تعالیٰ کے چلائے ہوئے نظام میں اپنی مرضی سے رخنہ اندازی ڈالنا اور اپنی من پسند کے مطابق مہینوں کے احکام کو آگے پیچھے کر دینا سراسر گمراہانہ طریقہ ہے۔ اس سے انسان مزید گمراہی کی دلدل میں دھنستا چلا جاتا ہے (ملاحظہ ہو سورہ توبہ آیت نمبر ۳۷)

✪ زمانۂ جاہلیت میں یہ تصور بھی عام تھا کہ صفر کے مہینہ میں بے شمار آفات وبلیات آسمان سے نازل ہوتی ہیں ✪ اس لئے اس مہینہ کو نحوست کا مہینہ سمجھا جاتا اور اس مہینے کی آمد پر عرب جاہلین کے منہ لٹک جاتے تھے ✪ بعض جہلائے عرب کا خیال تھا کہ صفر دراصل انسان کے پیٹ میں ایک سانپ نُما جانور ہوتا ہے جو بھوک لگنے کی حالت میں انسان کو ڈستا اور کاٹتا ہے اور اسی کے کاٹنے سے بھوک لگنے کی حالت میں تکلیف ہوتی ہے ✪ بعض اہلِ عرب جاہلین کا کہنا تھا کہ ''صفر'' دراصل ایک پیٹ کی بیماری کا نام ہے جو بہت خطرناک ہوتی ہے اور بعض اوقات انسان کے لئے جان لیوا بھی ثابت ہو جاتی ہے۔

✪ زمانۂ جاہلیت کے لوگوں کے توہمات اور خیالات صرف صفر کے مہینے تک محدود نہیں تھے بلکہ مختلف چیزوں کے بارے میں اسی قسم کے ملے جلے نظریات پائے جاتے تھے، چنانچہ گھر، عورت اور گھوڑے میں نحوست

اور بدفالی کا خاص نظریہ تھا✪ اس کے علاوہ بدشگونی اور بدفالی کی مختلف صورتیں بھی جاہلیت کے زمانہ میں پائی جاتی تھیں ✪ چنانچہ تیروں کے ذریعہ سے فال نکالنے کا عام رواج تھا، جن پر ہاں اور نہیں کے اشارے درج ہوتے تھے، اِن تیروں کو ترکش سے نکال کر اشاروں کی مدد سے اپنے معاملات اور قسمت کے فیصلے طے کیئے جاتے تھے، جس کو قرآن مجید میں گناہ اور حرام قرار دیا گیا (ملاحظہ ہو سورہ مائدہ آیت ۳)

✪ اسی طریقہ سے مختلف جانوروں، ان کی آوازوں اور ناموں سے بھی بدشگونی لی جاتی تھی اور کسی کام کے موقع پر جانوروں کے دائیں سے بائیں یا بائیں سے دائیں اڑنے یا گزرنے، جانوروں کی آوازیں سننے اور خاص جانوروں کا سامنا ہو جانے سے کسی کام کے اچھا یا برا ہونے کا فیصلہ کیا کرتے تھے۔ مگر اسلام کی صاف ستھری تعلیمات نے ان سب کے بارے میں انسانیت کو یہ سبق دیا کہ یہ سب خیالی دنیا اور نفسانی اوہام ہیں ان کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں اور اعلان فرما دیا گیا: ''صفر (کی نحوست وغیرہ) کی کوئی حقیقت نہیں (وہم پرستی کی باتیں ہیں)'' (مسلم، ابوداؤد) ایک روایت میں فرمایا گیا کہ ''وہ شخص ہم میں سے نہیں جو خود بُری فال (بدشگونی) لے یا جس کے لئے بُری فال لی جائے'' (مسند بزاز)

مگر آج پھر اسلامی جاہلوں کی دنیا میں بے شمار چیزوں کے متعلق بدشگونی اور بدفالی کا وہمی اور تخیلاتی مرض پیدا ہو گیا ہے۔ خاص طور پر صفر کے مہینے کے بارے میں تو بدشگونی اور نحوست کا غلط نظریہ زمانۂ جاہلیت کی سرحدوں کے بالکل قریب پہنچ چکا ہے۔ چنانچہ اس مہینے کو آفتوں، بلاؤں اور مصیبتوں سے بھرپور قرار دیا جا رہا ہے ✪ بعض جہلائے زمانہ نے یہاں تک کہہ دیا کہ اس مہینے میں آسمان سے سب سے زیادہ بلائیں نازل ہوتی ہیں اور ایک روایت بھی اس بارے میں فرصت میں بیٹھ کر گھڑ لی گئی ہے جس کی کوئی بھی حقیقت نہیں ہے، بلکہ سراسر جہالت اور توہم پرستی کا شاخسانہ ہے، اور ایسا عقیدہ رکھنا سخت گناہ ہے ✪ ایک روایت یہ پیش کی جاتی ہے کہ حضور ﷺ نے صفر کے مہینہ کے گذر جانے کی خبر دینے والے کو جنت کی خوشخبری کی بشارت سنائی ہے، یہ روایت بھی جھوٹی اور گھڑی ہوئی ہے اور اگر اس روایت کو کوئی معتبر ماننے پر زور دے تب بھی اس سے صفر کے مہینہ کی نحوست ثابت نہیں ہوتی۔

✪ صفر کے مہینہ کا نام ہی جاہلوں کی دنیا میں ''تیرہ تیزی کا مہینہ'' منتخب کیا گیا ہے جاہلوں کا خیال ہے کہ یہ پورا مہینہ اور خاص طور پر اس مہینے کے ابتدائی تیرہ دن بہت تیز یا بھاری ہوتے ہیں۔ بعض جگہ اس مہینے کی تیرہ تاریخ کو چنے اُبال کر یا چُوری بنا کر تقسیم کرتے ہیں۔ تا کہ بلائیں ٹل جائیں ✪ ماہ صفر کو نحوست اور

بلاؤں اور آفتوں سے پُر اور تیرہ تیزی کا مہینہ سمجھنے کی وجہ سے تیرہ تیزی کے مہینہ کی تیز چھری کو کھنڈی کرنے کے لئے جاہلانہ قسم کی مختلف تدبیریں کی جاتی ہیں تا کہ اس مہینہ کی تیز چھری سے ذبح نہ ہو جائیں چنانچہ بعض علاقوں میں صفر کے مہینہ میں بلاؤں سے حفاظت کے لئے گائے کے گوبر بالفاظ دیگر گاؤ ماتا کی ناپاک غلاظت سے گھر اور خاص طور پر باورچی خانے اور چولہے کی لیپ پوت کی جاتی ہے ✪ بعض لوگ صفر کی آخری تاریخوں میں چھڑی، لاٹھی وغیرہ لے کر گھر کے ستونوں در و دیواروں، درختوں، صندوقوں اور پیٹیوں پر مارتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اس سے بلائیں دفع ہو جاتی ہیں اور ایسا نہ کریں تو وہ در و دیواروں اور گھروں میں ڈیرے جمالیتیں اور چمٹ کر بیٹھ جاتیں ہیں اور کسی طرح سال بھر جان نہیں چھوڑتیں ✪ بعض علاقوں میں مشہور ہے کہ اس مہینہ میں لنگڑے لُولے اور اندھے جنات آسمان سے اُترتے ہیں اور چلنے والوں کو کہتے ہیں کہ بسم اللہ کر کے قدم رکھو کہیں جنات کو تکلیف نہ ہو ✪ بعض گھرانوں میں اس مہینہ کی خاص تاریخوں میں اجتماعی قرآن خوانی کا اہتمام کرایا جاتا ہے تا کہ اس مہینہ کی بلاؤں اور آفتوں سے حفاظت رہے۔ اول تو مروجہ قرآن خوانی ہی ایک رسم بن کر رہ گئی ہے اور اس میں کئی خرابیاں جمع ہیں، دوسرے مذکورہ بالا نظریہ کی بنیاد پر قرآن خوانی کرنا اپنی ذات میں بھی جائز نہیں کیونکہ مذکورہ نظریہ ہی شرعاً باطل ہے۔ شریعت نے واضح کر دیا کہ اس مہینہ میں نہ کوئی نحوست ہے، اور نہ کسی بلا یا جنات کا آسمانوں سے نزول ✪ اسلام کی ہدایت اس بارے میں یہ ہے کہ کسی بھی مقام، زمانے اور چیز میں کوئی نحوست نہیں ہے، نحوست تو انسان کی اپنی بداعمالیوں میں ہے مگر انسان اپنی بداعمالیوں کے بجائے دوسری چیزوں کی طرف نحوست کو منسوب کر دیتے ہیں جیسا کہ ایک حبشی کالے کلوٹے شخص کو راستے میں ایک شیشہ پڑا ہوا ملا تھا، اس نے اس سے پہلے کبھی اپنا چہرہ شیشہ میں نہیں دیکھا تھا، اس نے شیشہ اٹھا کر جب اپنا منہ دیکھا تو بہت بدنما اور بُرا معلوم ہوا، اس نے فوراً غصہ میں آ کر اُس شیشہ کو زمین پر دے مارا، اور کہا کہ تو اتنا بدصورت اور بدنما ہے اسی لئے کسی نے یہاں پھینک رکھا ہے؟ تو جس طرح اُس حبشی نے اپنی بدصورتی کو شیشہ کی طرف منسوب کیا، اسی طرح لوگ اپنی بدعملی کی نحوست کو دوسری چیزوں کی طرف منسوب کرتے ہیں ✪ صفر کے آخری بدھ کو بھی بہت زیادہ اہمیت دی جاتی ہے، اس کو "سیر بدھ" کے نام سے مشہور کیا گیا ہے، کہا جاتا ہے کہ صفر کے آخری بدھ کو آنحضرت ﷺ نے غسل صحت فرمایا تھا اور سیر تفریح فرمائی تھی، اسی لئے بعض ناواقف اور سادہ لوح مسلمان مرد اور عورتیں اس دن باغات اور سیر گاہوں

میں سیر وتفریح کے لئے جاتے ہیں، شیرینی، چُوری اور گھونگنیاں وغیرہ تقسیم کرتے اور عمدہ قسم کے کھانے پکانے کا اہتمام کرتے ہیں، اس دن خوشی وتہوار مناتے ہیں، کاریگر اور مزدور کام نہیں کرتے، اپنے مالک سے مٹھائی کا مطالبہ کرتے ہیں ✪ بعض لوگ اس دن اگر مٹی کے برتن گھر میں ہوں تو ان کو توڑ دیتے ہیں اسی دن بعض لوگ چاندی کے چھلے اور تعویذات بنا کر مختلف مصیبتوں خاص کر صفر کی نحوست سے بچنے کی غرض سے پہنتے ہیں۔ یہ تمام چیزیں توہم پرستی میں داخل ہیں کیونکہ یہ چیزیں قرآن وسنت اور شرعی اصولوں سے ثابت نہیں۔ بعد کے لوگوں کی ایجاد اور اپنی طرف سے دین میں ایک نیا اضافہ ہے۔

✪ بعض مکتبوں میں اس دن چھٹی کی جاتی ہے۔ اور اس سلسلے میں ایک شعر بھی گھڑ لیا ہے، جس کا مضمون یہ ہے ؎ آخری چہار شنبہ آیا ہے غسل صحت نبی نے پایا ہے۔

حالانکہ یہ تمام باتیں من گھڑت ہیں اسلامی اعتبار سے ماہِ صفر کے آخری بدھ کی کوئی خاص اہمیت اور شریعت کی طرف سے اس دن کے لئے کوئی خاص عمل مقرر نہیں ہے، اس دن آنحضرت ﷺ کا غسل صحت فرمانا کہیں ثابت نہیں بلکہ صفر کے مہینے کا آخری بدھ رسول اللہ ﷺ کے مرضِ وفات کے آغاز کا دن تھا نہ کہ صحت یابی کا۔ اور آپ کے مرضِ وفات پر خوشی کیسی؟ درحقیقت یہ یہودیوں اور ایرانی مجوسیوں کی رسم ہے، یہ دشمنانِ اسلام اور گستاخانِ رسول کی خوشی کا دن تو ہوسکتا ہے مگر مسلمانوں کا نہیں۔

Idara Ghufran

مقالات و مضامین

مفتی محمد رضوان

ٹیلیویژن کے مروّجہ پروگراموں کے مفاسد (قسطِ اول)

ٹیلیویژن آج ہمارے معاشرے اور گھروں کا ایسا لازمی حصہ بن چکا ہے کہ صرف دنیا دار ہی نہیں بلکہ وہ لوگ جو آج کل کے ماحول میں اچھے بھلے دیندار سمجھے جاتے ہیں یہاں تک کہ جو لوگ پنج وقتہ نمازی ہیں، حاجی، ہیں، روزے رکھنے والے ہیں، تکبیر اولیٰ کے ساتھ پہلی صف میں شامل ہوکر با جماعت نماز ادا کرنے والے ہیں، وہ بھی ٹیوی کے گناہ میں مبتلا ہیں اور انتہا یہ ہے کہ ٹیوی کے بغیر اکثر لوگوں کو آج اپنی زندگی گزارنے کا تصور مشکل نظر آتا ہے اور اس سے زیادہ حیرت کن بات یہ ہے کہ شاید ہی آج ڈھونڈے سے کوئی ایسا شخص ملے جو اس کو گناہ سمجھتا ہو اور مسلمانوں میں یورپ کے اثر کا مارا ہوا ایک طبقہ وہ ہے جو اس کو دین سے جداگانہ چیز شمار کرتا ہے (جس کا دعویٰ یہ ہے کہ ٹیوی کا ہمارے دین و مذہب سے کوئی تعلق نہیں لہٰذا اس پر کوئی شرعی پابندی لاگو نہیں ہوتی اور اس پر پابندی دراصل مولویوں کا اپنا مذہب ہے) اور بہت سے ایسے لوگ بھی موجود ہیں جو العیاذ باللہ مروجہ ٹیوی کو تبلیغ اور تعلیم کا ذریعہ سمجھ کر اس کو اپنے گھر میں رکھنا اور استعمال کرنا عبادت اور ثواب خیال کرنے لگے ہیں حالانکہ ٹیوی اپنی موجودہ صورت میں کئی بڑے بڑے اور کبیرہ گناہوں کا مجموعہ اور اسلامی معاشرے کی تباہی و بربادی کا بہت بڑا آلۂ کار ہے اور اب تو بڑے بڑے ڈش انٹینا (Dish Antena) اور کیبل لگنے شروع ہوگئے ہیں جن کے ذریعے گھر بیٹھے ساری دنیا کے فسق و فجور اور کفر و الحاد کے زہر سے آلودہ پروگرام بآسانی دیکھے جاسکتے ہیں، گھر گھر سینما ہال بنا ہوا ہے پہلے سینما جا کر اس قسم کے پروگرام دیکھنے کو اتنا بُرا اور ذلیل کام سمجھا جاتا تھا کہ کوئی شریف آدمی اس کا تصور بھی نہیں کرسکتا تھا لیکن اب وہی شرفاء اجتماعی طور پر اہل خانہ (بیوی، جوان بیٹی اور بیٹوں) کے ساتھ بیٹھ کر نہایت بے باکی کے دن رات ان پروگراموں کو دیکھتے اور ٹھٹھے مارتے ہیں اور انہیں ذرہ برابر شرم و حیا نہیں ہوتا پہلے فاحشہ، طائفہ اور بھانڈ جیسے ناموں کا زبان پر لانا ایک گندی اور گھناؤنی چیز خیال کیا جاتا تھا مگر اب وہی (اداکار اور ایکٹر وغیرہ کے لیبل ناموں پر چسپاں کرکے) ٹیوی کے ذریعے گھر گھر گھسے ہوئے ہیں معلوم نہیں غیرت کہاں رخصت ہوگئی؟

پہلے کسی ناچ گانے والے کی تصویر گھر میں لانا اور رکھنا بڑا معیوب اور غیرت کے خلاف سمجھا جاتا تھا اور گھر

کے ذمہ دار ایسی حرکت کرنے والے کو سخت ڈانٹ ڈپٹ اور روک ٹوک کیا کرتے تھے لیکن وہی ذمہ دار آج سرپرست بن کر ناچ گانے کے فاحش پروگرام (نیم عریان اور چلتی پھرتی تصویروں کے ساتھ) اپنے گھروں کے اندر بیٹھ کر دیکھتے ہیں اور ان کو اپنی ذمہ داری کا ذرا احساس نہیں ہوتا۔

وائے ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا   کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا

ٹی وی کے مروجہ پروگراموں کے مفاسد اور گناہوں کا مختصر خاکہ

موجودہ صورت میں ٹی وی کے مروجہ پروگراموں کے جرائم و مفاسد اب کوئی نظریاتی مسئلہ نہیں رہا کہ جن کو دلائل کے ذریعہ سمجھا جائے بلکہ یہ ایک آنکھوں دیکھا مشاہدہ ہے کہ ٹیوی کی لعنت نے انسانی معاشرے کو ٹی بی کے مرض کی طرح لپیٹ میں لے رکھا ہے۔

مگر افسوس .... کہ ٹیوی کی رنگینیوں نے اچھے بھلے لوگوں کی عقلوں پر پردہ ڈالا ہوا ہے، موجودہ وقت میں ٹیوی کے مفاسد و جرائم اور گناہ اتنے زیادہ ہیں کہ ان کی تفصیل کے لئے بڑے دفتر درکار ہیں لیکن سمجھنے اور غیرت ایمانی والوں کے لئے مختصر سا خاکہ بھی کافی ہے۔

(۱)......وقت جیسی قیمتی دولت کا ضیاع

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اس دنیا میں بہت تھوڑے وقت کے لئے ایک خاص مقصد کے لئے بھیجا ہے حقیقت یہ ہے کہ انسان کا اصلی سرمایہ اور رراُس المال خود اس کا وقت ہی ہے اور دنیا آخرت کی کھیتی ہے واقعہ یہ ہے کہ وقت بہتے دریا کی طرح چپ چاپ چلا جاتا ہے جو گھڑی جاتی ہے وہ واپس نہیں آتی، ٹیوی کے شوقین اور اس کے دیکھنے والوں کا وقت جس بے دردی اور بے فکری کے ساتھ ضائع اور برباد ہوتا ہے اس کا اندازہ پوری طرح قیامت کے روز ہی ہوگا جس دن ایک ایک لمحہ کا حساب ہو رہا ہوگا اور فضول وقت ضائع کرنے والوں کو حسرت کے سوا اور کچھ حاصل نہ ہوگا۔

صدا دور دکھاتا نہیں   گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں

(۲)......بے حیائی اور فحاشی کا سیلاب

اللہ تعالیٰ نے انسان میں دو جذبے ایسے رکھے ہوئے ہیں جو انسانی معاشرے کے قیام و بقاء اور انسانی نسل کی حفاظت کے لئے بے حد ضروری ہیں، ایک حیاء اور دوسرے غیرت۔

✪ حیاء ایمان کا جز ہے (بخاری و مسلم) ✪ حیاء خیر ہی خیر ہے (بخاری و مسلم) ✪ حیاء سے خیر ہی آتی ہے (بخاری و مسلم) ✪ جب تم میں حیاء نہ رہے تو جو چاہے کرو (بخاری، ابوداؤد) ✪ اللہ سے بڑھ کر کوئی غیور نہیں اسی لئے اس نے ظاہری اور باطنی ہر قسم کے فواحش کو حرام کیا (بخاری و مسلم)

مگر ٹیوی، وی سی آر، سینماؤں کی بہتات نے معاشرے کو بے حیائی کا گھوارہ بنا کر رکھ دیا ہے اور حیاء و غیرت کا جنازہ نکال دیا ہے، جس کی وجہ سے زنا ہم جنس پرستی بلکہ جانوروں سے بدفعلی اور ''توبہ......توبہ'' .... سگے بہن بھائیوں بلکہ باپ بیٹی میں ناجائز تعلقات تک کے واقعات رونما ہو رہے ہیں۔ کیونکہ جب بے حیائی پیدا ہو جاتی ہے پھر آدمی بری سے بری حرکت کر گزرتا ہے۔

جب تم میں حیاء نہ رہے تو جو چاہے کرو (بخاری وابوداؤد)

(۳)......موسیقی سننے کا گناہ

ساز باجے اور گانے بھی موجودہ دور میں ٹیوی کے مروجہ پروگراموں کا لازمی حصہ بن گئے ہیں جو پروگرام بظاہر ساز باجوں سے خالی تصور کئے جاتے ہیں ان کی ابتداء وانتہاء بھی ساز باجے اور موسیقی کے ساتھ ہوتی ہے، یہاں تک کہ ٹیوی کی اشتہار بازی (Advertisement) بھی اس لعنت سے محفوظ نہیں جبکہ غنا اور گانا دل میں اس طرح نفاق اگاتا ہے جیسا کہ پانی سبزے کو اگاتا ہے (ابوداؤد، بیہقی، ابن ابی الدنیا، دیلمی) گانا بجانا شیطانی آواز ہے (تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۵۰) راگ باجوں کی آواز ملعون ہے (بزار، بیہقی، ابن مردویہ) راگ باجوں کا عام ہو جانا مصیبت اور عذاب الٰہی کا باعث ہے (جامع ترمذی) گانا زنا کا منتر ہے (بغوی، تلبیس ابلیس ص ۲۹۱)

(جاری ہے............)

مقالات ومضامین مولانا ڈاکٹر حافظ تنویر احمد خان صاحب

طالبان حکومت اور اُس کا زوال

افغانستان جہاں چند سال پہلے طالبان کی حکومت تھی اور وہاں انہوں نے اسلامی قوانین نافذ کئے تھے، تمام دنیا کے علماء اس اسلامی حکومت کے مدّاح تھے، اچانک اس پر امریکہ کی طرف سے حملہ ہوا، اور وہ سب کچھ جو ہم چودہ سو سال کے بعد ایک اسلامی حکومت کی شکل میں دیکھ رہے تھے اور اس کی مثال اُس وقت روئے زمین پر نہیں تھی، ختم ہوگیا، طالبان جو مجاہدین تھے، ملا عمر جو امیر المومنین تھے۔ اسامہ جو امیر المجاہدین تھے، سب کے سب قدرت کا کرنا کہ پسپا ہوگئے اور پھر نہ جانے کہاں غائب ہوگئے۔ اس حملہ سے پیشتر روس سے جہاد کے وقت ان مجاہدین کی پشت پناہی امریکہ خود کررہا تھا، حکومتِ پاکستان کے واسطے سے ان کو ہر قسم کی مدد فراہم کی جارہی تھی، اُس وقت امریکہ کی یہ پالیسی تھی کہ ان کے ذریعہ روس کو ختم کیا جائے اور وہ ختم ہوگیا، امریکہ کا مقصد پورا ہوگیا، اب اُس کو اِن کی ضرورت نہیں رہی، پھر یہ دیکھ کر کہ وہاں پر اسلامی قانون کا نفاذ ہوگیا اور اسامہ بن لادن ایٹم بم بنانے کی تیاری کررہا ہے، یہ سب کچھ کافروں کی طرف سے کیسے برداشت کیا جاسکتا تھا۔ چنانچہ ایک ڈرامہ ۱۱ر ستمبر کا رچایا گیا اور وہ سب کچھ ہوگیا جس کو سب نے دیکھ لیا، مجھے اس سانحہ پر صرف امریکہ سے گلہ نہیں بلکہ مجھے تمام دنیا کے مسلم حکمرانوں اور اُن علماء سے گلہ ہے، جو سب خاموش ہوگئے، کل تک جو تمام مسلمانوں کی طرف سے مسلمہ مجاہد تھے آج ان پر دہشت گردی کا لیبل لگادیا گیا ہے اور اب تو جہاد اور دہشت گردی کو ایک بنادیا گیا ہے! العیاذ باللہ۔ لوگوں کی طرف سے اس قسم کے سوالات روزمرہ سامنے آتے رہتے ہیں کہ ایک ایسی حکومت جو ساڑھے چودہ سو سال پہلے کے مماثل تھی، کیسے ختم ہوگئی، ان کو نصرتِ خداوندی کیوں نہیں ملی۔

✪ سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ کرتے ہیں اس میں کوئی نہ کوئی حکمت ضرور پوشیدہ ہوتی ہے۔ کیونکہ یہ قاعدہ اور اصول ہے کہ احکم الحاکمین کا کوئی امر حکمت سے خالی نہیں ہوتا، ہر جگہ اور ہر موقع پر ظاہری شکست کو باطل اور اس کے مقابلہ میں ظاہری فتح کو حق سمجھ لینا درست نہیں، ورنہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے واقعہ کربلا میں کوئی ظاہری طور پر غیبی نصرت نہیں آئی، نہ زمین پھٹی، نہ آسمان گرجا اور ظالموں کو ظاہری غلبہ حاصل ہوا، جبکہ وہ نواسۂ رسول تھے، حق کے لئے اٹھے تھے، انہوں نے باطل کے سامنے سر نہیں

جھکایا اور شہید ہو گئے، مگر اس کے باوجود وہ حق پر تھے۔ وہ کون سے عوامل تھے جو طالبان حکومت کے زوال کا سبب بنے، ان کے بارے میں بھی طرح طرح کی باتیں سامنے آ رہی ہیں، مگر بندہ کو جو عوامل سمجھ میں آئے اور جو کوتاہیاں محسوس کیں وہ مختصراً درج ذیل ہیں...... ہوسکتا ہے کہ میرا یہ تجزیہ غلط ہو، اگر ایسا ہو تو براہ کرم اس ناکارہ کو مطلع کیا جائے بندہ ممنون ہوگا، دراصل ہم جب کسی سے اندھی عقیدت و محبت قائم کر لیتے ہیں، تو پھر ان کی ہر چیز اچھی اور صحیح لگنے لگتی ہے، قطع نظر اس کے کہ وہ واقعہ میں کتنی ہی بری اور غلط کیوں نہ ہو، اس لئے ہمیں اس موقع پر افراط و تفریط سے بچتے ہوئے خالی الذہن ہو کر سوچنے کی ضرورت ہے۔

✪ وہ جنگ جو روس کے ختم ہونے کے بعد باہم مسلمانوں کے چند گروہوں کے درمیان جاری تھی وہ شرعی جہاد نہیں تھا بلکہ وہ ''باب الفتن'' کے تحت، بغاوت، شورش کو دبانے اور کچلنے کا معاملہ تھا۔ ایک عرصہ تک چلتا رہا، علماء کا اس میں اختلاف تھا، سعودی عرب و علماء ہند کی ایک بڑی جماعت اس کو جہاد نہیں مانتی تھی، مگر اس کو جہاد کا نام دیا جاتا رہا، جس کے بہت غلط اثرات پڑے۔

✪ ملا عمر امیر المومنین کیسے بنے، کیا ساری دنیا کے مسلمانوں نے ان کو امیر المومنین تسلیم کر لیا تھا؟ کیا ہر مسلمان پر ان کی اطاعت واجب ہوگئی تھی؟ امارت تو درکنار ان کی حکومت کو بھی کسی اسلامی ملک نے تسلیم نہیں کیا تھا سوائے پاکستان کے، ان کو امیر المجاہدین کہا جاتا تو غلط نہ ہوتا۔ لیکن ان کو امیر امؤمنین کا لقب دینا محل نظر تھا، لہٰذا ملا عمر صاحب کو امیر المومنین قرار دے کر ان کے ساتھ حد سے زیادہ عقیدت قائم کر لینا اور امیدیں وابستہ کر لینا درست نہ تھا۔

✪ طالبان نے عام عورتوں کے پردے کے سلسلہ میں موجودہ حالات کے تناظر میں غیر ضروری اور غیر معمولی سختی اور تشدد اختیار کیا، جبکہ اسلام میں اس قدر سختی اور غلو کو روا نہیں رکھا گیا۔ اور قانون اور دفعات کے ساتھ ساتھ ترغیب و ترہیب اور ذہن سازی کے اہتمام کی بھی ترغیب دی گئی ہے، شرعی پردہ جہاں تک ہے اس کو جاری کرنا چاہئے تھا، لیکن موقع محل، حکمتِ عملی اور ذہن سازی جیسے اصولوں کو بالکل نظر انداز کر دینا بہت بھاری غلطی تھی، خصوصاً افغانستان جیسے ملک میں جہاں ایک لمبے عرصہ تک روس نے بے حیائی اور بے راہ روی پھیلا کر معاشرہ کو یکلخت تبدیل کر دیا تھا۔

✪ طالبان نے مَردوں کی ڈاڑھی کے معاملہ میں بھی غیر ضروری تشدد اختیار کیا اور ترغیب اور ذہن سازی کے بجائے اس کے ساتھ (ایک نازک دور میں) حدودُ اللہ والا برتاؤ کیا، جبکہ میرے علم کے مطابق

حضور اکرم ﷺ کے زمانہ سے آج تک یہ مسئلہ حُدودُاللہ میں شامل نہیں تھا نہ ہی اس سلسہ میں تعزیر سابق زمانہ میں بندے کی معلومات کے مطابق ثابت ہے۔

✪ عورتوں کی دینی اور دنیاوی تعلیم کے لئے ادارے نہیں قائم ہوئے۔

افغانستان میں 2004ء کے صدارتی انتخابات کے بعد بی بی سی کے ایک نمائندہ نے افغانستان کے بعض علاقوں کا دورہ کر کے طالبان کی سابق حکومت کے بعض رہنماؤں سے بات چیت کی اور اپنی ویب سائٹ پر بھی اس کو شائع کیا جس کا درج ذیل اقتباس بھی ہمارے اس دعوے کی تائید کرتا ہے (جبکہ بندے کی مذکورہ تحریر اور یہ سوچ اس سے بہت پہلے کی ہے)

> ’’افغانستان میں طالبان کی معزول حکومت کے ترجمان مفتی لطف اللہ حکیمی نے بی بی سی اردو سروس سے ایک خصوصی انٹریو میں اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے تحت افغان عوام کو بعض اوقات حد سے زیادہ سختیوں کا سامنا کرنا پڑا اور یہ سختیاں نہیں ہونی چاہئیں تھیں، انہوں نے کہا کہ ڈاڑھی منڈوانے اور بال بڑھانے پر بے جا سختیاں ہوئیں ان کا کہنا تھا کہ اگر ان کی حکومت پھر سے قائم ہو جائے تو وہ ان معاملات پر علماء سے فتویٰ لینے کے بعد نرم روئی اختیار کریں گے، تاہم ان کا موقف تھا کہ انہوں نے جو کچھ کیا وہ قرآنی احکام کے مطابق کیا، خواتین کے معاملہ پر ان کا کہنا تھا کہ انہیں تعلیم سے دور رکھنے اور ملازمت نہ کرنے دینے پر وہ نظرِ ثانی کرنے والے تھے کہ ان کی حکومت کا خاتمہ کر دیا گیا۔‘‘

✪ طالبان نے خاطر خواہ تعمیری کام کا اہتمام نہیں کیا، نہ سائنس کی ترقی، نہ انجینئرنگ کے لئے کوئی یونیورسٹی، نہ اسلحہ سازی، نہ بمبار طیارے، نہ ٹینک، نہ کوئی جدید آلات خریدے، جبکہ ان کے پاس اس کے لئے کافی فنڈ موجود تھا، اور پوری دنیا سے مسلمان امداد فراہم کر رہے تھے، حتّٰی کہ سڑکیں تک بھی نہیں بنائی گئیں، آمدورفت، رسل ورسائل کے اسباب نہیں اختیار کئے گئے۔ حالانکہ یہ چیزیں آجکل کی ضرورت اور جدید دور کے تقاضوں اور عالمِ کفر کی معاشی فتح کے مقابلہ کے لئے بہت اہمیت اور ضرورت کی حامل ہیں۔

✪ تعمیری کام کے بجائے اہلِ تشیع سے خاص طور پر برابر مزاحمت جاری رہی، جس میں کافی جانی ومالی صلاحیتوں کو استعمال کیا گیا، سیدھی بات یہ تھی کہ وہ علاقہ جو اہل تشیع کا تھا، ان کو دیدیتے اور اپنے زیر قبضہ افغانستان میں تعمیری کام شروع کر دیتے۔

✪ جہاں تک اس فقیر کے علم میں آسکا، وہ یہ کہ اس وقت جو جہاد پر جا رہے تھے، ان میں بہت سے

چند دن تفریح کے انداز میں جا کر گولیاں چلا کر واپس آ جاتے تھے، اس کو جہاد کی اصل روح سے تعبیر نہیں کیا جا سکتا تھا،

✪ طالبان کے نام سے ان کی جماعت میں ایسے افراد جو مال وجاہ کے حریص تھے، ان کی طرف سے بھی بعض کوتاہیاں اس ظاہری ناکامی کا سبب ہیں کہ انہوں نے جہاد اور طالبان کے نام سے رقوم حاصل کیں اور اس کا کوئی حساب ظاہر نہیں کیا۔

✪ طالبان اور دیگر مسلمانوں کی طرف سے امریکہ اور اس کے اتحادیوں سے مقابلے کے وقت یہ زعم اور دعویٰ کہ آج ہم بہت اکثریت میں ہیں، اور اس طرح کے بلند و بالا دعوے کہ ہم روس کے دور کے مقابلہ میں اکثر اور منظّم ہیں، امریکہ ذلیل وخوار ہوگا اور ملا عمر و طالبان کا امریکہ بال بھی بینکا نہیں کر سکتا وغیرہ وغیرہ، یہ وہ باتیں ہیں جو کثرت سے اس وقت سنی گئیں اور بڑے بڑے دعوے کئے گئے۔ دیکھئے غزوۂ حنین میں جبکہ حضور اکرم ﷺ بہ نفس نفیس موجود تھے، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جو روئے زمین کی افضل جماعت تھی، مگر اس کے باوجود وقتی طور پر شکست سے دوچار ہونا پڑا، حالانکہ وہ کوئی عمل نہیں تھا، بلکہ یہی گمان تھا کہ ہم اِس وقت پہلے کے مقابلے میں کافی تعداد میں ہیں، اسی طرح غزوۂ احد میں حضور ﷺ کی اجازت کے بغیر بعض صحابہ کے مخصوص درہ سے ہٹ جانے کے نتیجہ میں وقتی طور پر ہزیمت اور شکست کا سامنا کرنا پڑا، کئی صحابہ شہید ہو گئے، جبکہ حضور ﷺ بھی موجود تھے اور صرف انتظامی حکم کی خلاف ورزی ہوئی تھی، ملا عمر اور ان کے متبعین کسی طرح بھی اُس دور اور اُس جماعت اور اُس جماعت کے امیر سے نعوذ باللہ افضل نہیں تھے۔

اور بہت سی ایسی چیزوں کی طرف توجہ نہیں دی گئی، جن کی بروقت ضرورت تھی۔

اپنی ان غلطیوں کو تسلیم کر کے اس کی اصلاح کرنا یہی سیدھا راستہ ہے۔

بسلسلہ: تاریخی معلومات — مولوی سعید افضل / مولوی طارق محمود

ماہِ صفر: پہلی صدی ہجری کی اجمالی تاریخ کے آئینے میں

□......**ماہِ صفر ۲ھ**: میں قرآن مجید کی یہ آیت اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقَاتَلُوْنَ بِاَنَّھُمْ ظُلِمُوْا (الحج آیت ۳۹) نازل ہوئی، جس میں کفار کے ساتھ قتال کی اجازت ہوئی، اور اب سے پہلے کفار کے ساتھ قتال کی اجازت نہیں تھی، پھر جب یہ آیت فَاقْتُلُوا الْمُشْرِکِیْنَ حَیْثُ وَجَدْتُّمُوْھُمْ (توبہ آیت ۵) نازل ہوئی تو نہ صرف جہاد کی اجازت دی گئی بلکہ اقدامی جہاد بھی فرض کر دیا گیا (عہد نبوت کے ماہ وسال ص ۱۴۶، احکام القرآن قرطبی)

□......**ماہِ صفر ۲ھ**: میں حضرت علی اور جگر گوشۂ رسول اور جنت کی عورتوں کی سردار حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح ہوا، رخصتی ذی الحجہ میں ہوئی (عہد نبوت کے ماہ وسال ص ۱۶۵، البدایہ والنہایہ ج ۵ فی ذکر اولاد محمد صلی اللہ علیہ وسلم)

□......**ماہِ صفر ۳ھ**: میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عاصم بن ثابت بن افلح رضی اللہ عنہ کو دس صحابہ رضی اللہ عنھم کے ساتھ قریش کی جاسوسی کے لئے بھیجا، یہ حضرات جب مقام ''رجیع'' پر پہنچے تو ۲۰۰ کے قریب کفار نے نرغے میں لے کر آٹھ صحابہ کو وہیں شہید کیا اور تین کو قید کر کے لے گئے اور ایک صحابی کو راستہ میں شہید کر کے باقی دو کو مکہ لے جا کر فروخت کر دیا اور آئندہ سال ماہِ صفر میں ان دونوں صحابہ کو ایک ہی دن شہید کر دیا گیا (عہد نبوت کے ماہ وسال ص ۹۰، غزوات النبی ص ۷۵، البدایہ والنہایہ ج ۳، اسماء اہل البدر)

□......**ماہِ صفر ۴ھ**: میں بئرِ معونہ کا واقعہ پیش آیا، بنورعل، بنوذکوان، بنوعصیہ، بنولحیان کے قبائل اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کر کے منافقانہ روپ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، اور اپنی قوم کو اسلامی احکام سکھانے کے لئے چند صحابۂ کرام رضی اللہ عنھم کو اپنے ساتھ لے جانے کا مطالبہ کیا، چنانچہ اصحابِ صفہ کی بہترین جماعت میں سے علماء وقرّا کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ روانہ فرما دیا تو ان منافقین نے راستے میں ایک کنویں کے قریب سب کو شہید کر دیا، صرف ایک صحابی حضرت عمرو بن امیہ بچ نکلنے میں کامیاب ہوئے (صحیح بخاری ج ۲ کتاب الجہاد والسیر، الاصابہ ج ۲ حرف المیم، عہد نبوت کے ماہ وسال ص ۹۱)

□......**ماہِ صفر ۶ھ**: میں حضرت ثمامہ بن اثال حنفی رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا، یہ قبیلہ یمامہ کے سردار تھے، ایک سریہ (قرطا) میں مسلمانوں نے ان کو قید کر کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا، یہ آپ

ﷺ کے کریمانہ اخلاق سے بخوشی اسلام لائے، چند دن حضور ﷺ کی خدمت میں رہ کر یمامہ واپس پہنچے، اور اپنے طور پر مکہ والوں کا غلہ روک دیا، جس سے مکہ میں قحط ہو گیا یہاں تک کہ لوگ مُردار کھانے لگے، کفارِ مکہ حضور ﷺ کی خدمت میں رحم کی درخواست لے کر حاضر ہوئے، تو رحمۃ للعالمین ﷺ نے حضرت ثمامہ رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا کہ مکہ میں غلہ بھیجا جائے، ثمامہ رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے مکہ مکرمہ میں غلہ بھیجنا شروع کر دیا (عہد نبوت ص ۲۲۳، البدایہ والنہایۃ ج ۵ قصۃ ثمامہ)

☐......**ماہِ صفر ۷ ھ:** میں غزوہ خیبر کے زمانے میں قبیلہ دوس نے یمن سے بارگاہ نبوی ﷺ میں حاضر ہو کر اسلام قبول کیا اس وفد میں حضرت ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ سمیت، ۷۰/۸۰ گھرانوں کے افراد شامل تھے

(عہد نبوت ص ۲۳۰، البدایہ والنہایہ جلد ۵ قصۃ دوس)

☐......**ماہِ صفر ۸ ھ:** میں آپ ﷺ نے حضرت غالب بن عبداللہ اللیثی رضی اللہ عنہ کو چند صحابہ کے ہمراہ دو مہموں پر روانہ فرمایا، بنوملوح (جو کرید میں رہائش پذیر تھے) اور بنو مصاب (جو فدک میں رہائش پذیر تھے) اس جماعت نے بڑی جوانمردی اور صبر کے ساتھ دونوں قبیلوں سے مقابلہ کیا کفار کے لڑا کا افراد کو قتل کر کے باقی افراد کو قید کر لیا اور مالِ غنیمت اور قیدی حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کئے (عہد نبوت ص ۱۰۲، غزوات النبی ص ۸۰۸)

☐......**ماہِ صفر ۱۱ ھ:** میں آپ ﷺ نے حضرت فیروز دیلمی رضی اللہ عنہ کو یمن کے شہر صنعاء میں نبوت کے جھوٹے دعویدار اسود عنسی کذاب کو قتل کرنے کے لئے روانہ فرمایا، حضرت فیروز صنعاء میں جا کر چھپ گئے اور کذاب کو اس وقت قتل کیا جبکہ اس کے دروازے پر ایک ہزار آدمی پہرہ دے رہے تھے، حضرت فیروز نے ایک قاصد حضور ﷺ کو اطلاع دینے کے لئے مدینہ روانہ کیا، مگر قاصد کے پہنچنے سے پہلے ہی آپ ﷺ کا وصال ہو گیا، تاہم وفات سے ایک دو روز پہلے ہی وحی کے ذریعے آپ ﷺ کو اسود عنسی کذاب کے قتل کی خوشخبری دیدی گئی تھی (عہد نبوت ص ۳۴۰، البدایہ والنہایۃ ج ۲ خروج الاسود العنسی)

☐......**ماہِ صفر ۱۱ ھ:** میں آپ ﷺ نے ملکِ شام پر قابض رومیوں کے مقابلے کے لئے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی امارت میں ایک لشکر تشکیل دیا، جس میں حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما جیسے بڑے صحابۂ کرام بھی شامل تھے، یہ حضرات مدینے سے باہر ''غابہ'' میں جمع ہو کر کوچ کی تیاریوں میں تھے کہ اچانک رسول اللہ ﷺ کے دنیا سے رخصت ہو جانے کی اطلاع پہنچی، تو تمام رفقاء مدینہ منورہ واپس تشریف لے گئے، تجہیز و تکفین سے فراغت پر جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو سب سے

پہلے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے لشکر کو روانگی کا حکم فرمایا، کیونکہ آپ ﷺ نے زندگی میں اس لشکر کی تاکید فرمائی تھی (عہد نبوت ص ۱۲۰، البدایہ والنہایہ ج ۵ فصل بوفاۃ رسول ﷺ قال فی اول ربیع الاول او فی اواخر صفر)

□...... **ماہِ صفر ۱۲ھ:** میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے حکم سے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ ایران کی مہمات پر مامور تھے، پہلی مہم میں شاہ ایران کسریٰ ھرمز انفرادی مقابلے میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں قتل ہو گیا تھا۔ نائب کسریٰ اردشیر نے تخت پر بیٹھتے ہی قارن نامی جنگجو کے ہمراہ ایک فوج مقابلہ کے لئے روانہ کی قارن بھی ایک مسلمان جوان کے ہاتھوں قتل ہوا۔ جس سے ایرانی فوج بھاگ کھڑی ہوئی بہت سے لوگ بھاگتے ہوئے قتل ہوئے اور بہت سے ایک نہر میں غرق ہوئے اور چند ایک بھاگ نکلنے میں کامیاب، اور بہت سے قید ہوئے (تاریخ ملت ج ۱ ص ۱۹۱، البدایہ والنہایہ ج ۶ ثنتی عشرۃ من الھجرۃ)

□...... **ماہِ صفر ۱۶ھ:** میں کسریٰ کا قصرِ ابیض (وائٹ ہاؤس) فتح ہوا، جس کی پیشین گوئی آپ ﷺ نے کافی عرصہ پہلے فرما دی تھی، قصرِ ابیض دریائے دجلہ کے پار مدائن میں واقع تھا، دجلہ کے پُل ایرانیوں نے توڑ دیئے تھے، اسلامی لشکر نے حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ کے حکم سے دریائے دجلہ میں گھوڑے ڈال دیے اور دریا پار کر لیا۔ اسی کو علامہ اقبال نے کیا خوب کہا ۔

دشت تو دشت ہیں دریا بھی نہ چھوڑے ہم نے...... بحرِ ظلمات میں دوڑا دیئے گھوڑے ہم نے (تاریخ ملت ج ۱ ص ۲۳۲، البدایہ والنہایہ ج ۷ قصر ابیض)

□...... **ماہِ صفر ۲۲ھ:** میں سابقہ مفتوحہ علاقے آذربائیجان کی بغاوت کو دبایا گیا، یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں جزیہ دینے کی شرط پر فتح ہوا تھا، اور اس کے فوجی معاملات کوفہ کے تحت تھے، کسی مصلحت کی بناء پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کوفہ کا والی تبدیل کیا، آذربائیجان کا نگران بھی اس کی وجہ سے تبدیل ہو گیا، جس سے علاقے والوں نے بغاوت کر دی، لیکن جلد ہی نئے گورنر نے بغاوت کو دبا دیا

(تاریخِ ملت ج ۱ ص ۳۰۳، البدایہ والنھایہ ج ۷)

□...... **ماہِ صفر ۳۷ھ:** میں جنگِ صفین جو پچھلے مہینے محرم کے احترام کی وجہ سے فریقین کے اتفاق رائے سے روک دی گئی تھی، صفر کا مہینہ شروع ہوتے ہی دوبارہ شروع ہو گئی (تاریخ ملت ج ۱ ص ۳۷۱)

□...... **ماہِ صفر ۳۸ھ:** میں محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ شہید ہوئے، یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے مصر کے گورنر تھے، عبداللہ بن سباء یہودی کی تیار کی ہوئی ایک سازش کے نتیجہ میں شام کی فوج سے مقابلہ ہوا اور شہید ہوئے (البدایہ والنھایہ سنۃ ثمان وثلاثین ج ۷)

□......**ماہِ صفر ۵۲ھ**: میں حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا، یہ بہت عابد زاہد اور فقہ وحدیث میں بلند مرتبہ کے حامل تھے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے بصرہ میں لوگوں کو فقہ کی تعلیم دینے کے لئے مقرر رہے (الاصابہ ج۴ص۳)

□......**ماہِ صفر ۷۶ھ**: میں فرقہ خوارج کے رؤسا صالح اور شبیب نے بنوامیہ کے خلاف مختلف صوبوں میں علَمِ بغاوت بلند کیا، اور مختلف مقامات پر اِن کا سرکاری افواج سے مقابلہ ہوا اور سخت کشت وخون کی نوبت آئی، کوفہ میں ایک معرکہ میں حجاج خود فوج لے کر مقابلے میں آیا، سخت معرکے کے بعد خوارج پسپا ہوئے (البدایہ والنھایہ ج ۹ سنۃ ۷۶، تاریخ ملت ج ا ص ۵۸۱)

□......**ماہِ صفر ۹۹ھ**: میں خلیفہ سلیمان بن عبد الملک بن مروان کا انتقال ہوا، اس نے قسطنطنیہ (استنبول) کی فتح کے لئے دو لاکھ چالیس ہزار کی فوج روانہ کی تھی اور خود ایک فوج کے ساتھ ان کی مدد کے لئے ''مرج وابق'' میں پڑاؤ ڈالے ہوئے تھا، اسی دوران اس کی وفات ہوئی، اس خلیفہ کا سب سے بڑا کارنامہ یہ تھا کہ اس نے اپنے وزیر حضرت رجاء بن حیوہ رحمہ اللہ کے مشورے سے حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے بعد خلافت کے لئے نامزد کیا (تاریخ ملت ج ا ص ۶۴۴، البدایہ والنھایہ ج ۹ سنۃ ۹۹)

□......**ماہِ صفر ۹۹ھ**: میں حضرت عمر بن عبد العزیز نور اللہ مرقدہٗ کی خلافت قائم ہوئی، ان کے دورِ حکومت میں امن وامان اور عدل وانصاف کا یہ عالم تھا کہ ان کی خلافت خلافتِ راشدہ کی نہج پر شمار ہونے لگی (البدایہ والنھایہ ج ۹ سنۃ ۹۹، سیر الصحابہ ج ۷ ص ۳۴)

وصیت کی اہمیت

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کسی چیز کی وصیت کرنا اسکے ذمہ ہو، پھر بھی وہ دو راتیں بھی اس طرح گذارے کہ اس کی وصیت اس کے پاس لکھی ہوئی نہ ہو (بخاری، مسلم)

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص وصیت کر کے دنیا سے گیا وہ سیدھے راستہ پر اور سنت والے راستہ پر دنیا سے گیا، اور تقویٰ اور شہادت پر مرا، اور مغفرت کی حالت میں دنیا سے گیا (مشکوٰۃ بحوالہ ابنِ ماجہ)

ان دونوں حدیثوں سے وصیت کی اہمیت وفضیلت معلوم ہوئی، اس لئے ہر مسلمان کو وصیت کا اہتمام کرنا چاہئے۔

بسلسلہ : نبیوں کے سچے قصے

مولانا محمد امجد

حضرت صالح علیہ السلام اور قومِ صالح (پہلی قسط)

حضرت صالح علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے قومِ ثمود کی طرف نبی بنا کر بھیجا، آپ اسی قوم کے ایک معزز ترین فرد اور ایک اعلیٰ انسانی اخلاق وصفات سے آراستہ پیراستہ شخصیت کے مالک تھے، قرآن مجید میں آپ کا اسمِ گرامی نو مقامات پر آیا ہے، سورہ اعراف میں تین جگہ (آیت نمبر ۷۳، نمبر ۷۵، نمبر ۷۷ میں) سورہ ھود میں چار جگہ (آیت نمبر ۶۱، نمبر ۶۲، نمبر ۶۶، نمبر ۸۹ میں) سورہ شعراء میں ایک جگہ (آیت نمبر ۱۴۲ میں) اور سورۃ نمل میں ایک جگہ (آیت نمبر ۴۵ میں) آیا ہے، اور قومِ ثمود کا ذکر اختصار وتفصیل کے ساتھ قرآن مجید کی ان سورتوں میں آیا ہے، سورہ اعرف، ھود، حجر، النمل، فصلت، النجم، القمر، الحاقہ، الفجر، البروج، الشمس۔

آپ کا شجرۂ نسب:

آپ کے شجرۂ نسب میں تاریخی روایات آپس میں مختلف ہیں، ابنِ کثیر اور امام بغوی نے آپ کا شجرۂ نسب اس طرح بیان کیا ہے، صالح بن عبید بن آسف بن ماشخ بن عبید بن حادر بن ثمود بن عامر بن ارم بن سام بن نوح علیہ السلام [۱] اس طرح ثمود دراصل حضرت صالح علیہ السلام اور آپ کی پوری قوم کا مورثِ اعلیٰ ہوا، جس کے نام سے یہ قوم موسوم تھی، ثمود سے ایک دو پشت اوپر قومِ ثمود کا شجرۂ نسب قومِ عاد سے مل جاتا ہے، اور تاریخی حیثیت اس قوم کی یہ بنتی ہے کہ قومِ عاد کی ہلاکت کے بعد جو افراد اس قوم کے بچے رہے جو غالباً وہی بقیہ نقیہ مومنین ہوں گے جو حضرت ھود علیہ السلام پر ایمان لائے تھے، ان کی یہ نسل تھی جو قومِ ثمود کہلائی اور عادِ ثانیہ (یعنی دوسری عاد) بھی ان کو کہا جاتا ہے، جیسا کہ قومِ عاد کو عادِ اولیٰ (یعنی پہلی عاد) یا عادِ ارم کہا جاتا ہے۔ قرآن مجید نے قومِ عاد کے لئے عادِ اولیٰ اور عادارم دونوں نام استعمال فرمائے ہیں (ملاحظہ ہو سورۃ القمر آیت نمبر ۵۰، سورۃ الفجر آیت نمبر ۶، ۷)

---

[۱] علمائے انساب نے تاریخی اعتبار سے اس شجرہ کو راجح قرار دیا ہے، جبکہ مشہور تابعی حضرت وہب بن منبہ آپ کے اور ثمود کے درمیان صرف دو واسطے یعنی صالح بن عبید بن جابر بن ثمود، ثمود کے بعد کے شجرہ میں بھی محققین آپس میں اختلاف رکھتے ہیں، ایک ترتیب تو وہی ہے جو اوپر مذکور ہوئی، دوسری ترتیب ثمود کے بعد شجرۂ نسب کی یہ ہے، ثمود بن عاد بن عوص بن ارم بن سام بن نوح۔ صاحبِ روح المعانی انساب کے مشہور امام امام ثعلبی کے بارے میں فرماتے ہیں کہ وہ اسی دوسرے قول کو ترجیح دیتے تھے۔

ثمود کے علاقے:

قرآن مجید نے قومِ ثمود کا مقام ''وادیٔ حجر'' بیان کیا ہے، جس کا محلِ وقوع حجاز اور شام کے درمیان ہے، وادی القریٰ کا سارا علاقہ ان سے معمور و موسوم تھا، یہ عرب کا مغربی و شمالی حصہ تھا۔ جبکہ عاد کا اصل علاقہ اس کے مقابل جنوبی و مشرقی سواحل تھے، جو خلیج فارس کے ساتھ ساتھ حدودِ عراق تک وسیع تھے، ۹ھ میں غزوہ تبوک کو جاتے ہوئے حضور نبی کریم ﷺ کا گذر مقامِ حجر سے ہوا تھا، جس کا تفصیلی واقعہ قرآن مجید میں مذکور ہے، انشاء اللہ تعالیٰ اس کا ذکر آگے آئے گا۔ قومِ ثمود کی ان بستیوں کو وادی القریٰ اس لئے کہتے ہیں کہ اس عہدِ قدیم میں یہ پوری وادی چھوٹی چھوٹی بستیوں اور آبادیوں سے جابجا آباد تھی، بعض مؤرخین نے قومِ ثمود کی ان بستیوں اور شہروں کی تعداد سینکڑوں میں بتلائی ہے، قومِ ثمود کے علاقوں کے دو اور نام بھی مشہور ہیں ''فج الناقۃ'' اور مدائنِ صالح'' چنانچہ مدینہ منورہ سے تبوک کے راستے پر ''مدائنِ صالح'' کے نام سے ایک مقام اب بھی موسوم ہے [1]

قومِ ثمود کی بستیوں کے آثار و کھنڈرات آج تک موجود ہیں، مشہور عرب مورخ مسعودی لکھتے ہیں:

''جو شخص ملک شام سے حجاز کو آتا ہے اس کی راہ میں اس قوم کے مٹے نشان اور کھنڈرات ملتے ہیں، ایک مصری سیاح کا بیان ہے کہ وہ ان بستیوں میں ایک ایسے مکان میں داخل ہوا جو شاہی محل کہلاتا ہے، اس میں متعدد کمرے ہیں اور اس محل کے ساتھ ایک بہت بڑا حوض ہے، یہ پورا محل پہاڑ کاٹ کر بنایا گیا ہے، ثمود فن تعمیر میں مہارتِ تامہ رکھتے تھے، اور سینکڑوں آثار و کھنڈرات ان کے فن تعمیر کا ثبوت پیش کرتے ہیں، قومِ عاد کی طرح اس قوم نے بھی پہاڑوں کو اپنا مسکن بنایا تھا، بڑے بڑے پہاڑوں کو تراش تراش کر شان و شوکت ظاہر کرنے کے لئے محلات بناتے تھے، اس لئے ان کو ''عادِ ثانیہ'' بھی کہتے ہیں'' (بحوالہ سیرتِ انبیاء کرام ج ا ص ۱۳۲)

قرآن مجید میں ان کی تعمیرات کی صفت کی دو صورتیں ذکر فرمائی ہیں، ارشاد ہے:

---

[1] لیکن ڈاکٹر طیب نجار (رئیس جامعہ ازہر مصر) نے ''تاریخ الانبیاء'' میں بعض اہلِ تحقیق کے حوالے سے ''مدائنِ صالح'' کے نام سے مشہور ہونے والے موجودہ علاقے کا قومِ ثمود کا علاقہ ہونے کی تردید کی ہے ''وذکر الدکتور جواد علی بعد تحقیق طویل ان الثمود یین کانوا یقطنون بعد المیلاد فی مواطنھم المذکورۃ فی اعالی الحجاز فی ''دومۃ الجندل'' وفی ''الحجر'' وفی غرب ''تیما'' یؤید الرای القائل ان الحجر التی سکنت بھا ثمود ھی موضع الحربیۃ فی الوقت الحاضر ولیست ''مدائن صالح'' کما ھو المشھور (المفصل ج ا ص ۳۲۶) (تاریخ الانبیاء ص ۸۸)''

''وَبَوَّأَكُمْ فِى الْاَرْضِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْ سُهُوْلِهَا قُصُوْراً وَتَنْحِتُوْنَ الْجِبَالَ بُيُوْتاً'' (الاعراف آیت ۷۴)

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ نے تمہیں زمین میں ٹھکانہ عطا فرمایا پس ہموار اور نرم زمینوں میں (جو کہ میدانی علاقے ہوتے ہیں) تم محلات بناتے ہو اور پہاڑوں کو کرید کر تم گھر بناتے ہو''

دوسری جگہ ارشاد ہے:

وَثَمُوْدَ الَّذِيْنَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ (الفجر)

ترجمہ: ''اور قومِ ثمود جنہوں نے چٹانیں تراشیں وادی القریٰ میں''

جس سے واضح ہوتا ہے کہ ریاضیات اور انجینئرنگ میں ان کی ترک تازیوں اور مہارت کی زد میں جنگل وصحرا اور پہاڑ ومیدان دونوں تھے، میدانی علاقوں میں پرشکوہ محلات اور فلک بوس عمارات بنا کر شہر آباد کرتے تھے تو پہاڑوں میں بڑی بڑی چٹانوں کو تراش کر اس کے اندر بستیاں بساتے تھے۔

اللہ اکبر! کیا باجبروت، طاقتور، قدآور، ہنرمند اور باحوصلہ قوم تھی، کہ ان کی ہمت اور حوصلے اور ہنر وطاقت کے آگے پہاڑوں کے بھی پتے پانی ہوگئے اور چٹانوں کے سینے شق ہوگئے اور پتھروں کے پیٹ کھل گئے لیکن اپنی بدقسمتی کی پاداش میں یہ قوم جب راہ سے بے راہ ہوئی اور اپنے خیرخواہ پیغمبر سے ھدایت کی روشنی پاکر بھی گمراہ ہوئی تو عظمت کی بلندیوں سے ذلت کی پستیوں میں گر کر بے نام ونشان ہونے میں پھر پلک جھپکنے کی ہی دیر تھی، فرشتے کی ایک خوفناک چیخ سے سب ریت کے ذروں کی طرح پارہ پارہ ہوگئے، قرآن مجید نے ان کا ھدایت کو ٹھکرا کر برے انجام سے دوچار ہونے کا کیا مختصر اور جامع نقشہ کھینچا ہے۔

''وَاَمَّا ثَمُوْدُ فَهَدَيْنَاهُمْ فَاسْتَحَبُّوا الْعَمٰى عَلَى الْهُدٰى فَاَخَذَتْهُمْ صَاعِقَةُ الْعَذَابِ الْهُوْنِ'' (حٰمٓ السجدہ آیت ۱۷) ترجمہ: ''یعنی ثمود والوں کا معاملہ تو یہ ہوا کہ ہم نے ان کو ھدایت بھیجی لیکن انہوں نے کفر کی نابینائی اور کورچشمی کو ھدایت پر ترجیح دی، پس آن لیا ان کو رسوا کن عذاب کی کڑک نے'' دوسری جگہ ارشاد ہے: ''فَدَمْدَمَ عَلَيْهِمْ رَبُّهُمْ بِذَنْبِهِمْ فَسَوّٰاهَا (الشمس آیت ۱۴)'' ترجمہ: ''ان کے رب نے ان پر عذاب کا کوڑا گھمایا تو سب کو برابر کر کے رکھ دیا'' اور ارشاد ہے: ''وَاَنَّهٗ اَهْلَكَ عَادَنِ الْاُوْلٰى وَثَمُوْدَ فَمَا اَبْقٰى (النجم آیت ۵۰، ۵۱)'' ''اور اللہ نے عاد اولیٰ کو ہلاک کیا اور ثمود کو بھی پس کوئی بھی ان میں سے باقی نہیں بچا'' اگر کچھ بچا ہے تو وہ تراشیدہ پہاڑ اور سنگی مکانات ہیں جو کفر کے انجامِ بد سے

ثمودیوں کی ڈگر پر چلنے والے مادہ پرستوں اور بلند و بالا محلات اور آسمان بوس بلڈنگیں بنا کر آسمان کے خالق کو بھول جانے والوں کو عبرت دلانے کے لئے ہزاروں سال سے عرب کے ریگ زاروں میں خاموش اور بے آواز اور آوارہ و پریشان کھڑے ہیں اور بزبانِ حال اپنے بنانے والوں کی پوری سرگزشت سنا رہے ہیں ؎ دیکھے مجھے جو دیدہ عبرت نگاہ ہو۔

قومِ ثمود کا زمانہ:

قومِ ثمود کا زمانہ معلوم انسانی تاریخ سے جو کہ مدوّن شدہ ہے، بہت پہلے ہے، اس لئے تاریخ ان کا کوئی واضح زمانہ متعین کرنے سے ساکت و عاجز ہے [۱] قرآن مجید کے اسلوب و اشارات سے قریب قریب یقینی درجے میں یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ قومِ ثمود کا زمانہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے بہت پہلے ہے، قرآن مجید قومِ عاد کو قومِ نوح کا اور قومِ ثمود کو قومِ عاد کا جانشین قرار دیتا ہے، جس سے قومِ نوح، قومِ عاد اور قومِ ثمود کا زمانہ یکے بعد دیگرے بالترتیب ہونا معلوم ہوتا ہے،، چنانچہ سورہ اعراف میں حضرت ھود علیہ السلام کا قومِ عاد سے جو مکالمہ مذکور ہے، منجملہ اس میں سے یہ آیت ہے ''وَاذْكُرُوْا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَاءَ مِنْ بَعْدِ قَوْمِ نُوْحٍ '' (آیت ۶۹) کہ اللہ کی یہ نعمت یاد کرو کہ جب اس نے تمہیں قومِ نوح کے بعد زمین میں وارث اور جانشین کیا'' اور اس متصل بعد ہی قومِ ثمود کا ذکر ہے، جس میں حضرت صالح علیہ السلام کے اپنی قوم سے مکالمہ کے ضمن میں یہ آیت بھی ہے ''وَاذْكُرُوْا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَاءَ مِنْ بَعْدِ عَادٍ '' (آیت ۷۴)

---

[۱] حتی کہ سابقہ آسمانی کتب میں بھی اس قوم کے متعلق خاموشی ہے، حالانکہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر بنی اسرائیل تک پشت در پشت ان انسانی نسلوں کا تورات وغیرہ میں ذکر ہوا ہے جو بنی اسرائیل کے شجرۂ نسب میں آتی ہیں اس کی وجہ شاید یہ ہو کہ قومِ ثمود بنی اسرائیل کے شجرۂ نسب میں نہیں آتی، بلکہ قومِ نوح کے بعد سامی اقوام میں جو قومیں شاخ در شاخ ہوتی چلی گئی ہیں اس میں ان کی شاخ بنی اسرائیل کے اسلاف سے بالکل الگ ہے، البتہ توراۃ کی کتاب پیدائش میں سام ابن نوح کے بیٹے ارفکسد (ارفخشد) کے ایک بیٹے کا نام سلح آیا ہے، جو کہ کتاب ''تکوین'' کی صراحت کے مطابق تمام اولاد ابراہیم اور عرب یقطانی (قحطان) کا باپ ہے، (تکوین ۱۰۔۲۴) اس سلح کے بارے میں بعض مستشرقین نے خیال ظاہر کیا ہے کہ شائد یہی صالح پیغمبر ہوں، صاحبِ ارض القرآن نے مستشرقین کی اس تطبیق کے قابلِ قبول ہو سکنے کا عندیہ دیا ہے (ارض القرآن ص۱۵۲) احقر عرض کرتا ہے کہ تفسیر و تاریخ کی وہ قدیم و جدید کتب جنہوں نے قومِ ثمود کے بارے میں تفصیلات فراہم کی ہیں مثل قرطبی، روح المعانی، ابن کثیر، مظہری، مواھب الرحمٰن، ابن خلدون، لغات القرآن، وغیرہم ان سے اس بات کو کوئی سراغ نہیں ملتا، بلکہ جمہور مفسرین و مورخین نے قومِ ثمود کے شجرۂ نسب اور حالات کی جو تفصیلات فراہم کی ہیں ان سے واضح طور پر مستشرقین کی مزعومہ و موہومہ رائے کی تردید و تغلیط ہوتی ہے، اور ان مستشرقین کا اعتبار ہی کیا ہے، خود سید صاحب کی تصریح کے مطابق روایاتِ عرب اور قصصِ قرآن کو یہ بدباطن افسانہ قرار دیتے ہیں، لیکن خود ان کو ضرورت پڑے یا ان کی کسی تحقیق کی تائید ہوتی ہو تو یہی روایاتِ عرب تاریخ کی بلند ترین شہادت بن جاتی ہیں ؎

ببیں تفاعت راہ از کجا است تا کجا

''کہ اللہ تعالیٰ کی یہ نعمت یاد کرو کہ جب اس نے تمہیں قومِ عاد کے بعد نامزد و قائم مقام کیا''۔

قومِ ثمود کے زمانہ کے حوالہ سے یہاں ایک تاریخی مغالطہ کی تصحیح بھی شاید بے موقعہ نہ ہو جو بعض لوگوں کو پیش آیا، اصلاً یہ مغالطہ مستشرقین کا پیدا کردہ ہے، جنھوں نے قومِ ثمود کی اصلیت و تاریخ کو اپنی تحقیق کا تختۂ مشق بنایا ہے اور اس سلسلہ میں بڑی بے سروپا باتیں کی ہیں، وہ مغالطہ یہ ہے کہ ثمود کے کھنڈرات کے قریب بعض ایسی قبریں بھی پائی گئی ہیں جن پر آرامی زبان کے کتبے لگے ہوئے ہیں ان کتبوں پر جو تاریخ کندہ ہے وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت سے پہلے قریبی زمانہ کی ہے، جس سے یہ نتیجہ نکالا گیا، کہ قومِ ثمود کا زمانہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد کا ہے، حالانکہ ایسا قطعاً نہیں جیسا کہ مذکورہ بالا تفصیلات سے اس کا غلط ہونا واضح ہے۔

دراصل یہ قبریں ان لوگوں کی ہیں جو قومِ ثمود کی ہلاکت کے ہزاروں برس بعد آ کر یہاں بس گئے تھے اور انہوں نے اپنے بزرگوں کے آثار کی قدامت ظاہر کرنے کے لئے آرامی تحریر میں کتبے لکھ کر لگا دیے تاکہ یادگار رہیں، عیسائی مورخ جرجی زیدان نے اپنی کتاب ''العرب قبل الاسلام'' میں ان کتبات پر کندہ تحریر کا یہ مضمون نقل کیا ہے:

> مقبرہ کمکم بنت وائل بنت حرم نے اور کمکم کی بیٹی کلیبہ نے اپنے لئے اور اپنی اولاد کے لئے بنایا ہے، اس کی تعمیر بہت اچھے مہینوں میں شروع کی گئی ہے، یہ نبطیوں کے بادشاہ حارث کی تخت نشینی کا نواں سال ہے، وہ حارث جو اپنے قبیلے کا عاشقِ صادق ہے، پس عمّی، دوالشریٰ، وعرشہ، لات، عمند، منوت، اور قیس کی ان پر لعنت ہو جو ان قبروں کو فروخت کرے یا ان کو رہن رکھے، یا ان سے کسی جسم کو یا عضو کو نکالے، یا کمکم، اس کی بیٹی اور اس کی اولاد کے علاوہ کسی کو دفن کرے، اور جو شخص بھی اس پر لکھے ہوئے کی مخالفت کرے اس پر ذوی الشدیٰ، ہبل اور منوت کی پانچ لعنتیں ہوں اور جو ساحر اس کے خلاف کرے اس پر پانچ ہزار درہم حارثی (سکہ کا نام) کا تاوان واجب ہے، مگر یہ کہ اس کے ہاتھ میں کمکم، کلیبہ، یا اس کی اولاد میں سے کسی کے ہاتھ کی تحریر ہو جس میں اس اجنبی قبر کے لئے صاف اور صریح الفاظ میں اجازت موجود ہو اور وہ اصلی ہو جعلی نہ ہو، اس مقبرہ کو وہب اللّاۃ بن عبادہ نے بنایا (العرب قبل الاسلام ص ۸۰)

(جاری ہے............)

بسلسلہ: صحابہ کے سچّے قصے انیس احمد حنیف

صحابیٔ رسول حضرت شماس بن عثمان رضی اللہ عنہ

آنے والا نصرانی تھا...... مکہ مکرمہ کا رہائشی نہیں تھا...... لیکن اپنے حسن و جمال میں گویا سب سے بڑھ کر تھا ...... چہرہ اس قدر حسین، کہ گویا چمکتا ہوا چاند ہو...... جو بھی دیکھتا اس کے غیر معمولی حسن و جمال کو بس دیکھتا ہی رہ جاتا...... لیکن مکہ مکرمہ ہی کے ایک باسی نے اسے دیکھا تو دعویٰ کر دیا کہ میرے پاس اس سے زیادہ حسن و جمال والے چہرہ رکھنے والا شخص موجود ہے...... یہ دعویٰ کرنے والا شخص عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس تھا یہ وہی عبد شمس ہیں جو نبی کریم ﷺ کے پردادا ہاشم بن عبد مناف کے سگے بھائی ہیں ...... ربیعہ نے دعویٰ کیا کہ میرے پاس اس سے زیادہ بہتر شماس (یعنی چمکتے دمکتے چہرے والا شخص) موجود ہے اور مقابلہ میں اپنی بہن صفیہ بنت ربیعہ کے بیٹے عثمان بن عثمان کو پیش کیا...... بس اسی دن سے عثمان کا نام شماس مشہور ہو گیا۔ نبی کریم ﷺ نے اعلانِ نبوت کیا تو شماس ان پہلے پہلے لوگوں میں شامل تھے جنہوں نے حق اور سچ کو قبول کیا حضرت شماس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی دائرہ اسلام میں داخل ہو گئیں۔ حضرت شماس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سعید بن یربوع کی بیٹی ام حبیب سے نکاح کیا یہ سعید بن یربوع وہ ہیں جو بعد میں فتح مکہ کے وقت یا اس سے کچھ پہلے اسلام لے آئے تھے اور نبی کریم ﷺ کا اس قدر احترام فرماتے تھے کہ کسی لفظی بڑائی کو بھی آپ ﷺ کے مقابلے میں اپنی طرف منسوب کرنا گوارا نہ کرتے تھے کہ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نے جب ان سے پوچھا کہ ہم میں اور تم میں کون بڑا ہے تو باوجود عمر میں بڑے ہونے کے یوں جواب دیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! آپ مجھ سے بلند اور بہتر ہیں البتہ میں آپ سے پہلے پیدا ہوا ہوں۔ حضرت شماس رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب ہجرت کر کے مدینہ طیبہ آئے تو یہاں آکر حضرت مبشر بن عبد المنذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یہاں ٹھہرے اور آخر دم تک انہی کے یہاں قیام فرمایا، یہ حضرت مبشر بن المنذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے ساتھ غزوۂ بدر میں شامل تھے اور اسی غزوہ میں شہادت کے مرتبہ پر فائز ہوئے...... نبی کریم ﷺ نے حضرت حنظلہ بن ابی عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت شماس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انصاری بھائی قرار دیا یہ حضرت حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ غزوۂ احد میں شہید ہوئے اور یہی وہ واحد صحابی ہیں جو غسیل الملائکہ کے لقب سے مشہور ہوئے کیونکہ ان کو شہادت کے

بعد فرشتوں نے غسل دیا تھا۔ حضرت شماس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ غزوۂ بدر میں بھی شامل تھے اور غزوۂ احد میں بھی، غزوۂ احد میں آپ نبی علیہ السلام کے دفاع اور حفاظت کے لئے ڈھال بن کر کھڑے رہے، ان کے اس کردار کو سراہتے ہوئے نبی کریم ﷺ نے ان کو ڈھال کے ساتھ تشبیہ دی اور فرمایا ...... سوائے سپر (ڈھال) کے میں شماس کے لئے کوئی تشبیہ نہیں پاتا...... اس غزوہ میں جب مسلمانوں پر آزمائش کا وقت آیا اور صرف گنتی کے افراد ہی میدان میں ثابت قدم رہ گئے تو آپ ان چُنے ہوئے لوگوں میں تھے جو نبی کریم ﷺ کے گرد گھیرا ڈال کر آپ ﷺ کی حفاظت اور آپ ﷺ کی طرف سے مدافعت کا فریضہ انجام دے رہے تھے آپ اس بھرپور انداز میں دفاعِ رسول ﷺ کی خدمت سرانجام دے رہے تھے کہ دائیں بائیں ہر طرف سے تیزی سے گھوم کر اپنے محبوب آقا ﷺ کو دشمن کے حملوں سے بچاتے ہوئے برابر قتال کر رہے تھے یہاں تک کہ اپنے محبوب ﷺ پر فدا ہو گئے ...... ابھی کچھ سانس باقی تھے کہ آپ کو میدان سے اُٹھا کر ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس پہنچا یا دیا گیا...... ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی قریش کے اسی مخزوم خاندان سے تعلق رکھتی تھیں جس سے حضرت شماس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعلق تھا...... فرمانے لگیں میرے چچا زاد بھائی میرے سوا کسی اور کے پاس نہ پہنچائے جائیں ...... نبی کریم ﷺ نے حضرت شماس رضی اللہ تعالیٰ کو انہی کے پاس پہنچانے کا حکم فرمادیا...... پس آپ کو ان کے پاس لایا گیا اور انہی کے پاس آپ کی وفات ہوئی ''اِنّا للهِ وَ اِنّا اِلَيهِ رَاجِعُون'' نبی کریم ﷺ نے حکم دیا کہ انہیں احد واپس لایا جائے اور اسی خونی لباس میں، جس میں جہاد کرتے ہوئے آپ زخمی ہوئے اور پھر وفات ہوئی، دفن کر دیا جائے حالانکہ وہ ایک دن اور ایک رات زندہ رہے تھے لیکن اس دوران انہوں نے کوئی چیز نہیں چکھی تھی......

بسلسلہ اصلاحِ معاملہ مفتی منظور احمد (فیصل آباد)

آدابِ تجارت (قسط ۱)

شریعت نے جہاں تجارت کی ترغیب دی ہے وہاں تاجروں کو تجارت کے آداب بھی بتائے ہیں، جن کی رعایت کی جائے تو ان کی تجارت دنیا و آخرت میں بہت ہی بابرکت اور نفع مند ثابت ہو، اور اگر ان کی رعایت نہ کی جائے تو اس سے نہ صرف یہ کہ دنیا میں تجارت کے اندر بے برکتی اور خسارہ کا سامنا ہوتا ہے بلکہ آخرت میں بھی خطرہ ہے کہ وہ تجارت عذاب کی شکل میں خسارے کا سودا ثابت نہ ہو جائے، آج کل پیسے کی ریل پیل کے باوجود تاجروں کو جو بے سکونی، خطرات اور پریشانی ہے اس کی اہم وجہ شریعت کے بتائے ہوئے آداب سے روگردانی یا ان کو پس پشت ڈالنا ہے، اس لئے ذیل میں اختصار کے ساتھ شریعت کے بتلائے ہوئے ان آداب کی طرف توجہ دلانا مقصود ہے۔

(۱)......صبح جلدی کام کے لئے جانا:

اپنا کام صبح سویرے شروع کرنا یہ تجارت میں برکت کا باعث ہے کیونکہ حضور اقدس ﷺ نے اپنی امت کے لئے صبح کے وقت میں برکت کی دعا فرمائی ہے، چنانچہ فرمایا:

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لِاُمَّتِیْ فِیْ بُکُوْرِھَا (مجمع الزوائد ج۴ ص ۶۴)

ترجمہ: ''اے اللہ میری امت کے لئے صبح کے وقت میں برکت عطا فرما''

اور آپ ﷺ نے صبح سویرے طلبِ رزق کے لئے نکلنے کا حکم دیا اور فرمایا کہ اس میں برکت اور کامیابی ہے چنانچہ آپ کا ارشاد ہے:

بَاکِرُوْا الْغُدُوَ فِیْ طَلَبِ الرِّزْقِ فَاِنَّ الْغُدُوَ بَرَکَۃٌ وَنَجَاحٌ (ترغیب ج۴ ص۷)

ترجمہ: ''صبح سویرے طلبِ رزق کے لئے نکلو کیونکہ یہ برکت اور کامیابی کا باعث ہے''

آپ ﷺ کا اپنا معمول بھی یہی تھا کہ آپ نے جب کوئی لشکر جہاد کے لئے بھیجنا ہوتا تھا تو اسے صبح سویرے بھیجا کرتے تھے، پہلی روایت کو نقل کرنے والے راوی ''حضرت صخر بن وداعہ غامدی رضی اللہ عنہ'' ہیں۔ جو خود بھی تاجر تھے وہ اپنا مالِ تجارت صبح سویرے تجارت کے لئے روانہ کیا کرتے تھے، روایات میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے مال و دولت میں خوب اضافہ اور برکت عطا فرمائی (ترغیب ج۴ ص۶)

اس کے برخلاف صبح سوتے رہنا اور دیر سے اٹھ کر تجارت کے لئے جانا رزق سے محرومی اور تجارت میں بے برکتی کا سبب ہے، چنانچہ حدیث میں ہے:

"نوم الصبحۃ یمنع الرزق" (ترغیب ج۴ ص۷)

ترجمہ: "صبح سویرے کا سونا رزق سے محروم کر دیتا ہے"

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ میں صبح سویرے سوئی ہوئی تھی حضور اقدس ﷺ میرے پاس سے گزرے تو پاؤں سے مجھے اٹھایا اور فرمایا بیٹی اٹھو اور اپنے رب سے رزق حاصل کرو اور غافل لوگوں میں شامل مت ہو، کیونکہ اللہ تعالیٰ صبح صادق شروع ہونے سے سورج کے نکلنے تک لوگوں کے رزق کو تقسیم کرتے ہیں (ترغیب ج۴ ص۷)

آج ہمارے معاشرے میں تاجروں کا یہ فیشن اور معمول بن چکا ہے کہ رات کو کافی دیر تک بازار اور دکانیں کھلی رکھتے ہیں اور صبح سوئے رہتے ہیں دوپہر کو جا کر دوبارہ کاروبار شروع ہوتا ہے، جس کی وجہ سے اکثر لوگوں کو کاروبار میں نقصان اور بے برکتی کا شکوہ رہتا ہے، لہٰذا تجارت اور کاروبار میں برکت اور کامیابی کے لئے ضروری ہے کہ اپنے اس طرزِ عمل کو ترک کیا جائے، صبح جلدی کام شروع کیا جائے اور رات کو جلدی سونے کی کوشش کی جائے۔

(۲)......نماز، ذکر واستغفار کا اہتمام اور گناہوں سے اجتناب کرنا:

نماز کی پابندی اور گناہوں سے بچنا جسے تقویٰ سے تعبیر کیا جاتا ہے اور ذکر واستغفار یہ بھی تجارت اور رزق میں برکت کا اہم سبب ہے، اس لئے اس کا اہتمام بھی ضروری ہے، چنانچہ حضور اقدس ﷺ نے نماز کی پابندی کو رزق میں اضافے اور نماز کے ترک کو رزق میں تنگی کا سبب قرار دیا ہے، چنانچہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ مَنْ حَافَظَ اَکْرَمَهُ اللّٰهُ تَعَالیٰ بِخَمْسِ خِصَالٍ یُرْفَعُ مِنْهُ ضِیْقُ الْعَیْشِ الخ

ترجمہ: جو شخص نماز کا اہتمام کرتا ہے اللہ تعالیٰ پانچ طرح سے اس کا اکرام واعزاز فرماتے ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ اس پر سے رزق کی تنگی ہٹا دی جاتی ہے، ایک صحابی فرماتے ہیں کہ جب حضور اقدس ﷺ کے گھر والوں پر خرچ کی تنگی ہوتی تو آپ ان کو نماز کا حکم فرماتے اور یہ آیت تلاوت فرماتے:

Idara Ghufran

''وَأْمُرْ اَهْلَکَ بِالصَّلَاةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا لَانَسْئَلُکَ رِزْقاً نَحْنُ نَرْزُقُکَ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْویٰ''

ترجمہ: اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم کیجئے اور خود بھی اس کا اہتمام کرتے رہئے، ہم آپ سے روزی (کموانا) نہیں چاہتے ......روزی تو ہم آپ کو دیں گے اور بہترین انجام پرہیزگاری ہی کا ہے (فضائل اعمال ص ۳۲۲ وص ۳۲۶)

اور تقویٰ کی وجہ سے رزق میں برکت تو قرآن مجید سے ثابت ہے چنانچہ ارشاد ہے:

وَمَنْ يَّتَّقِ اللهَ يَجْعَلْ لَّهُ مَخْرَجاً وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَايَحْتَسِبُ (الطلاق آیت ۲، ۳)

ترجمہ: ''اور جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے (مشکل سے) نکلنے کا راستہ بنا دیتے ہیں اور اسے ایسے طریقے سے رزق عطا فرماتے ہیں، جہاں سے اسے وہم وگمان بھی نہیں ہوتا''۔

جبکہ گناہوں اور نافرمانیوں سے رزق سے محرومی اس میں تنگی اور بے برکتی ہوتی ہے، چنانچہ حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے:

اِنَّ الْعَبْدَ لَيُحْرَمُ الرِّزْقَ بِذَنْبٍ يُّصِيْبُهُ (ترغیب ج ۴ ص ۳۴۵)

ترجمہ: ''انسان گناہ کے ارتکاب کی وجہ سے رزق سے محروم ہوجاتا ہے''۔

استغفار بھی مال اور دولت میں زیادتی اور برکت کا سبب ہے چنانچہ قرآن مجید میں ہے:

اِسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّاراً يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ مِدْرَارًا وَيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهَاراً (نوح آیت ۱۰، ۱۱، ۱۲)

ترجمہ: ''تم اپنے رب سے مغفرت طلب کرو بے شک وہ بہت بخشنے والا ہے وہ تمہارے اوپر تیز بارش برسائے گا اور اموال واولاد کے ساتھ تمہاری مدد کرے گا اور تمہیں باغات اور نہریں عطا فرمائے گا''

اور حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کثرتِ استغفار کی وجہ سے اللہ تعالیٰ انسان کو ایسی جگہ سے رزق عطا فرماتے ہیں جہاں سے اسے وہم وگمان بھی نہیں ہوتا (ترغیب ج ۳ ص ۲۷۸)

اللہ تعالیٰ کا ذکر انسان کی تجارت اور مال میں برکت کا ایک اہم سبب ہے، چنانچہ حضور اقدس ﷺ نے

ارشاد فرمایا:

جوشخص فجر کی نماز کے بعد سے سورج کے طلوع ہونے تک اپنی جگہ بیٹھ کر ذکر کرتا رہے یہ اس کے لئے رزق کی تلاش میں اتنا مفید ہے جتنا دنیا کے کونوں میں پھرنا مفید نہیں (کنز العمال ج۴ص۴۸)

آپ ﷺ جب بازار میں داخل ہوتے تو یہ دعا پڑھتے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مِنْ خَیْرِ ھٰذِہِ السُّوْقِ وَخَیْرِ مَافِیْھَا وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّھَا وَشَرِّمَا فِیْھَا اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ اَنْ اُصِیْبَ فِیْھَا یَمِیْناً فَاجِرَۃً اَوْصَفْقَۃً خَاسِرَۃً اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ ھٰذِہِ السُّوْقِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنَ الْکُفْرِ وَالْفُسُوْقِ(مجمع الزوائد ج۴ ص۸۰)

ترجمہ: ’’اے اللہ میں آپ سے اس بازار اور اس میں جو کچھ ہے اس کی خیر کا سوال کرتا ہوں اور اس بازار اور اس میں جو کچھ ہے اس کے شر سے پناہ مانگتا ہوں، اے اللہ آپ سے اس بات کی پناہ چاہتا ہوں کہ میں اس بازار میں کوئی جھوٹی قسم کھاؤں یا خسارے کا سودا کروں، اے اللہ میں اس بازار کے شر اور کفر اور گناہ سے آپ کی پناہ کا خواستگار ہوں‘‘۔

ایک حدیث میں آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

جوشخص بازار میں داخل ہونے کے بعد یہ کلمات پڑھے:

’’لَآاِلٰـہَ اِلَّااللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ یُحْیِ وَیُمِیْتُ وَھُوَ حَیٌّ لَّا یَمُوْتُ بِیَدِہِ الْخَیْرُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍقَدِیْرٌ‘‘

اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہزار نیکیاں لکھ دیتا ہے اس کے ہزار گناہ معاف کر دیتا ہے اور اس کے ہزار درجات بلند کر دیتا ہے اور اس کے لئے جنت میں گھر بنا دیتا ہے (کنز العمال ج۴ص۲۷)

ایک حدیث میں ارشاد ہے جب کسی شخص کو کاروبار اور معیشت کی تنگی درپیش ہو تو گھر سے جب نکلے تو یہ دعا پڑھے:

بِسْمِ اللّٰہِ عَلٰی نَفْسِیْ وَمَالِیْ وَدِیْنِیْ اَللّٰھُمَّ اَرْضِنِیْ بِقَضَائِکَ وَبَارِکْ لِیْ فِیْ مَا قُدِّرَ لِیْ حَتّٰی لَااُحِبُّ تَعْجِیْلَ مَا اَخَّرْتَ وَلَا تَاخِیْرَ مَا عَجَّلْتَ(کنز العمال ج۴ص۲۷)

ایک صحابی نے معیشت میں تنگی کی شکایت کی تو آپ نے انہیں یہی دعا پڑھنے کا حکم فرمایا، جس کے پڑھنے سے وہ فرماتے ہیں کہ میری تنگی دور ہوگئی (حوالہ بالا)

قرآن مجید میں صحابہ کرام کا یہ امتیازی وصف بیان کیا گیا ہے:

لَاتُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاءِ الزَّكٰوةِ (النور آیت ۳۷)

ترجمہ: ''ان لوگوں کو تجارت اور بیع وشراء (خرید وفروخت) اللہ تعالیٰ کے ذکر، نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ دینے سے غافل نہیں کرتی''۔

جبکہ ہمارا یہ حال ہے کہ ہمارے معاشرے میں فحاشی، عریانی، گانے، مال ودولت کی ہوس اور دیگر قسم کے متعدد گناہ بازاروں کا معمول بن چکے ہیں، بازار اور کاروباری دھندے میں مصروف ہوکر لوگ ایک تو بے دھڑک گناہ کرتے ہیں،، دوسرے ذکر، استغفار اور مسنون دعائیں تو کیا پڑھتے، بڑے بڑے اہم فرائض کو بھی ترک کردیتے ہیں، نماز کے لئے جانے کو اپنے وقت کا ضیاع سمجھتے ہیں، جس کی نحوست یہ ہے کہ تجارت میں بے برکتی اور معیست میں تنگی اور طرح طرح کے نقصانات بھی معمول بن چکے ہیں، اگر ہم تجارت ومعیشت میں برکت اور کامیابی چاہتے ہیں تو اس کے لئے نماز کی پابندی، تقویٰ، ذکر واستغفار اور مسنون دعاؤں جیسی چیزوں کو اپنے روزمرہ کے معمولات کا حصہ بنانے کی ضرورت ہوگی۔

(۳)......صدقہ کرنا:

کاروبار اور تجارت میں انسان سے ایسے کام ہوجاتے ہیں جن سے شریعت نے منع فرمایا ہے جس کی وجہ سے تجارت میں بے برکتی، نقصان اور خسارے کا خطرہ بڑھ جاتا ہے، اگر نقصان نہ بھی ہو تو بھی انسان گناہ کا مرتکب ہوجاتا ہے، جو آخرت کا خسارہ ہے اور دنیا کے خسارے سے بڑھ کر ہے، اس کیلئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے تجارت کے ساتھ ساتھ صدقہ کا حکم دیا ہے، کیونکہ یہ صدقے کی یہ خاصیت ہے کہ اس سے انسان دنیاوی بلاؤں، مصیبتوں، پریشانیوں اور نقصانات سے بچ جاتا ہے اور آخرت کیلئے بھی ذخیرہ بن جاتا ہے۔ چنانچہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی مختلف احادیث کا خلاصہ اور حاصل اس سلسلہ میں یہ ہے کہ آپ نے تاجروں کو مخاطب کر کے فرمایا:

اے تاجرو! بیع وشراء (خرید وفروخت) کے وقت شیطان آ کر انسان سے کئی گناہ کرالیتا ہے، مثلاً جھوٹ بولنا، قسم کھانا، فضول باتیں کرنا وغیرہ، لہٰذا اپنی بیع وشراء (خرید وفروخت) کے ساتھ ساتھ صدقہ بھی کردیا کرو تاکہ ان برائیوں کا تدارک ہوجائے (کنز العمال ج۴ص۴۹)

(جاری ہے............)

بسلسلہ: سہل اور قیمتی نیکیاں

حافظ محمد ناصر

اپنی طبیعتوں میں نرمی پیدا کیجئے

ایک حدیث میں حضورﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ رَفِیْقٌ یُحِبُّ الرِّفْقَ وَیَرْضَاہُ وَیُعِیْنُ عَلَیْہِ مَا لاَ یُعِیْنُ عَلَی الْعُنُفِ (کنز العمال ج۳ حدیث ۵۳۷۱) یعنی بلاشبہ اللہ تعالیٰ نرمی کا معاملہ فرمانے والے ہیں، اور نرمی کے معاملے کو پسند فرماتے ہیں اور اُس پر راضی ہوتے ہیں، اور نرمی کے معاملے پر ایسی مدد فرماتے ہیں جو سختی کے معاملے پر نہیں فرماتے۔ (کنز العمال)

ایک حدیث میں ہے کہ نرمی جس معاملے میں بھی ہوگی اُسے زینت بخشے گی اور جس معاملے سے نرمی کو نکال لیا جائے گا (اور سختی اور تُرشی اُس میں آجائے گی) وہ معاملہ عیب دار ہو جائے گا۔ (صحیح مسلم) کئی احادیث میں نرم مزاج اور نرم طبیعت کے مالک لوگوں کی تعریفیں آئی ہیں اور سخت اور کڑوے مزاج لوگوں کی مذمّت اور بُرائی آئی ہے، چنانچہ ایک حدیث میں ہے، اَلْخَلْقُ عَیَالُ اللّٰہِ فَاَحَبُّ النَّاسِ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی مَنْ اَحْسَنَ اِلٰی عَیَالِہٖ (کنز العمال ج۷) یعنی ساری مخلوق اللہ تعالیٰ کا کنبہ ہے اور لوگوں میں سے سے محبوب ترین اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ ہے جو اُس کے کنبہ کے ساتھ اچھا رویّہ رکھے۔

اور دنیا میں بھی قاعدہ ہے کہ اگر کوئی کسی کے اہل وعیال کے ساتھ اچھا برتاؤ رکھے تو اس اہل وعیال کا سربراہ بھی اس اچھا برتاؤ رکھنے والے کو پسند کرتا ہے، ایک اور حدیث میں ہے کہ یہ بھی نیکی ہے کہ تو اپنے بھائی کے ساتھ کھلے ہوئے چہرے سے ملے (احمد، ترمذی) ایک روایت میں نرمی کی اہمیت کو اس طرح بیان کیا گیا ہے: مَنْ یُّحْرَمُ الرِّفْقَ یُحْرَمُ الْخَیْرَ کُلَّہٗ (ابو داؤد ج۸) کہ جو شخص نرم مزاجی سے محرم کردیا گیا وہ تمام بھلائیوں سے محرم کردیا گیا۔

نرم مزاجی اور نرم رویّہ ایک بہت وسیع مفہوم ہے جس سے زندگی کے ہر ہر معاملے میں فوائد حاصل کیے جاسکتے ہیں، مثلاً غصّے کی حالت میں آپے سے باہر نہ ہوا جائے، جس پر غصہ آیا ہوا ُسے پہلے نرمی کے ساتھ اور خیر خواہی کا جذبہ دل میں رکھتے ہوئے بھلائی کی بات بتلائی جائے کیونکہ جتنا فائدہ عموماً نرمی، بردباری اور تحمل سے ہوتا ہے، وہ سختی اور دُرشتی سے نہیں ہوتا، بلکہ بعض اوقات ضرورت سے زیادہ غصہ اور سختی کرنے

Idara Ghufran

کے نتیجے میں حد سے زیادہ نقصان بھی ہو جاتا ہے۔

اور ویسے بھی جس بات پر شریعت کی طرف سے غصہ کرنے کی اجازت نہیں دی گئی، وہاں غصہ کرنا گناہ ہے، چنانچہ محض اپنی پریشانی سے مغلوب ہو کر جو بعض لوگ بغیر کسی معقول وجہ کے دوسروں پر غصہ کرتے اور لڑائی جھگڑے پر اُتر آتے ہیں یہ تو ظاہر ہے کہ گناہ ہے، بعض لوگ اپنے ماتحتوں پر صرف اس وجہ سے غصہ کرتے ہیں اور ناراض ہوتے ہیں کہ وہ دین کے کسی حکم پر عمل کر رہے ہوتے ہیں، ایسے موقع پر غصہ کے بجائے خوش ہونے کی ضرورت تھی، اس کے برعکس کسی کا دینی حکم پورا کرنے پر غصہ کرنا تو ایمان کے لئے سخت خطرناک چیز ہے۔ اسی طرح ایسا کام جو نفل، مستحب یا مباح درجے کا ہو اور اسلام نے اس کام کے چھوڑنے پر گناہ کا حکم نہ لگایا ہو تو ایسے نفلی کام کے کرنے پر لوگوں کو مجبور کرنا اور جو وہ کام نہ کرے اُس پر اِس طرح غصہ کرنا اور ناراض ہونا جیسے فرض، واجب، یا سنتِ مؤکدہ والا کام چھوڑنے پر غصہ کیا جاتا ہے یہ بھی سخت غلطی ہے، کیونکہ جب دینِ اسلام میں مسلمانوں کے لئے کسی عمل کے کرنے میں آسانی پیدا کر دی گئی ہے تو کسی کو یہ اختیار نہیں کہ جو کام ضروری نہ ہو اُسے ضروری قرار دے۔ بلا وجہ غصہ کرنے کی بُرائی حدیثِ مبارکہ میں اس طرح بیان کی گئی ہے: **اِنَّ الْغَضَبَ لَيُفْسِدُ الْاِيْمَانَ كَمَا يُفْسِدُ الصَّبِرُ الْعَسَلَ** (البیھقی) یعنی بے شک غصہ ایمان کو اس طرح خراب کرتا ہے جس طرح سرکہ شہد کو خراب کرتا ہے۔ اس لیے بے جا غصہ سے بچنا انتہائی ضروری ہے اور اگر اپنی طبیعتوں میں نرمی پیدا کر لی جائے تو غصے سے بچنا آسان ہو سکتا ہے۔

(بقیہ متعلقہ صفحہ نمبر ۴۸ مہمان ہونے کے آداب)

✪ میزبان مَرد گھر پر نہ ہوں اور صرف نامحرم خواتین گھر پر ہوں اور میزبان کے گھر علیحدہ سے مَردان خانہ کا انتظام نہ ہو تو ایسے وقت مہمان کو گھر میں ٹھہرنے سے پرہیز کرنا چاہئے، کیونکہ نامحرم کے ساتھ خلوت میں ٹھہرنے سے بہت سے فتنے اور مفاسد ہیں ✪ اگر آپ کسی کے ہاں دعوت پر مدعو ہوں تو مقررہ وقت پر پہنچنے کی کوشش کریں، نہ تو تاخیر کریں اور نہ ہی پہلے پہنچ کر میزبان کے اوپر بوجھ بنیں، اور کھانے سے فارغ ہو کر بھی جلد واپسی کی کوشش کریں ✪ رخصت ہوتے وقت میزبان کے حق میں دعا کیجئے اور اس کا شکریہ ادا کیجئے

بسلسلہ : آداب المعاشرت مفتی محمد رضوان

مہمان ہونے کے آداب (دوسری وآخری قسط)

✪ مہمان کو چاہئے کہ میزبان کی اجازت کے بغیر غیر مہمان کو میزبان کے یہاں نہ ٹھہرائے اوراس کے تیار کردہ کھانے پر کسی کو دعوت نہ دے۔ میزبان کی اجازت کے بغیر میزبان کی کوئی چیز کسی کو ھبہ یا صدقہ نہ کرے ✪ مہمان کو چاہئے کہ میزبان کے کھانے کو ضائع ہونے سے بچائے، ضرورت سے زیادہ سالن روٹی وغیرہ کو استعمال کر کے درمیان میں نہ چھوڑ دے، بلکہ جتنی ضرورت ہو اتنی ہی استعمال میں لائے اور بہتر ہے کہ میزبان کے کھانے کی تعریف کر دیا کرے ✪ مہمان کو چاہئے کہ میزبان کی خاطر مدارات اور کھانے وغیرہ پر اس کا شکریہ اور پسندیدگی کا اظہار کر دیا کرے، تا کہ اس کی دل شکنی نہ ہو، بلکہ حوصلہ افزائی ہو۔

✪ میزبان کی چیزوں کو احتیاط کے ساتھ استعمال کرے، بجلی، گیس، پانی، ٹیلی فون، وغیرہ کا استعمال انتہائی ضرورت کی حد تک محدود رکھے ✪ اگر اللہ تعالیٰ نے وسعت دی ہے تو بغیر کسی رسم ورواج کی پابندی کے میزبان کی خدمت میں کچھ، ہدیہ، تحفہ وغیرہ پیش کر دے، اور میزبان کے بچوں کے ساتھ محبت و پیار اور شفقت کا برتاؤ رکھے ✪ اگر کوئی دوسرے کے ہاں کھانے پر مدعو ہو تو اپنے ہمراہ کسی غیر مدعو شخص کو لے کر نہ پہنچے، البتہ دوسرے کی طرف سے خوشدلی کے ساتھ اس کی اجازت ہو تو حرج نہیں ✪ میزبان کے ہاں سے کوئی چیز جس کی اس نے وہاں رہتے ہوئے استعمال کی میزبان نے اگر چہ اجازت دی ہو اپنے ساتھ نہ لائے ✪ اگر خواتین کسی کے ہاں مہمان بن کر جائیں تو ان کو چاہئے کہ وہاں چودھراہن بن کر نہ بیٹھی رہیں، بلکہ گھریلو کام کاج میں ہاتھ بٹائیں، ایسا نہ ہو کہ اپنے کام وکاج کا سارا بوجھ بھی میزبان کے سر پر ڈال دیں ✪ مہمان بننے والی خواتین کے حق میں اگر میزبان کے گھر کے کچھ افراد نامحرم ہوں تو ان سے شرم وحیاء اور پردہ کا لحاظ رکھنا چاہئے، بعض مہمان خواتین نامحرم میزبانوں سے پردہ کا اہتمام نہیں کرتیں، یہ گناہ ہے ✪ مہمان ہونے کی حالت میں مَردوں کو باجماعت نماز کا اور خواتین کو ادا نماز پڑھنے کا اہتمام کرنا چاہئے، بہت سے مَرد حضرات نماز باجماعت پڑھنے میں اور بہت سی خواتین ادا نماز پڑھنے میں کوتاہی کرتی اور اپنے مہمان ہونے کو عذر سمجھتی ہیں، یہ غلط فہمی ہے **(بقیہ صفحہ نمبر ۴۷ پر ملاحظہ ہو)**

Iqra Ghufran

بسلسلہ : اصلاح وتزکیہ مفتی محمد رضوان

پریشان کُن خیالات ووساوِس اوراُن کا علاج

(قسط۹)

سوکراٹھنے سے ہاتھ پاک ہونے کا وہم: ایک شخص کو یہ وہم ہوگیا تھا کہ سوکراٹھنے کے بعد ہاتھ دھونے سے پہلے اگرکسی کپڑے کولگ گئےتو وہ کپڑا ناپاک ہوگیا،لوٹے یا کسی اور برتن کولگ گئےتو برتن ناپاک ہوگیا، نلکے کی ٹونٹی کولگ گئےتو وہ ناپاک ہوگئی، پھراس ٹونٹی سے نکلنے والا پانی ناپاک ہوگیا پھر یہ پانی جن جن چیزوں پراور جہاں جہاں بھی لگ گیا وہ سب چیزیں اور سب جگہیں ناپاک ہوگئیں، یہ شخص مہینوں سے روزانہ فون پرحضرت مفتی صاحب سے یہی پوچھتا، بالآخرحضرت نے اس شخص سے فرمایا کہ آپ چھ لفظ یادکرلیں اورروزانہ پابندی سے بلا ناغہ ان الفاظ کا وظیفہ پڑھا کریں، یہ گویا کہ آپ کا سبق ہے۔

''سونے سے ہاتھ پلید نہیں ہوتے''

حضرت نے انہیں الفاظ گنوائے:''(۱)سونے (۲) سے (۳) ہاتھ (۴) پلید (۵) نہیں (۶) ہوتے''

پھرحضرت نے اس سے ان الفاظ کا سبق سنا، جب اس نے سبق صحیح سنادیا تو اس کوروانہ کردیا،اس کے بعد پھروہ شخص فون پرروزانہ بلکہ ایک ایک دن میں کئی کئی مرتبہ یہی سوال دوہراتا،کبھی کہتا کہ سوکراٹھنے کے بعد کپڑے کوہاتھ لگ گیا،حضرت جواب میں فرماتے کہ اپنا سبق سناؤ، پھروہ لوٹے یا برتن کو ہاتھ لگنے کا معلوم کرتا،حضرت اس کے جواب میں بھی سبق سنتے،اس طرح وہ کسی اور چیز کے بارے میں سوال کرتا،تو حضرت پھراس کا سبق سنتے،اوروہ یہی کہتا کہ''سونے سے ہاتھ پلید نہیں ہوتے''

ظاہرہے کہ جب سونے سے ہاتھ پلید نہیں ہوئےتو ان ہاتھوں کے کسی چیز پر لگنے سے وہ چیز بھی ناپاک نہیں ہوئی،اس طریقہ سے حضرت مفتی صاحب نے اس وہمی کا علاج فرمایا۔

کپڑوں کودھوتے وقت نچوڑنے کا وہم: ایک وہمی صاحب حضرت کے پاس آئے اور کہنے لگے، کہ کپڑا پاک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ دھونے کے بعداسے پورے زور سے نچوڑا جائے،اس لئے میں جب کپڑا دھوکر نچوڑتا ہوں تو اتنا زور لگاتا ہوں کہ کپڑے پھٹ جاتے ہیں اوراتنا زور لگانے کے بعد

بھی اس بات کا پورا یقین نہیں ہوتا کہ میرا پورا زور بھی لگا ہے یا نہیں، اس لئے زور لگاتے لگاتے جب تک میری ''اینہ'' نہ نکل جائے اس وقت تک مجھے پورا زور لگانے کا یقین نہیں ہوتا اور اس سے پہلے یہی لگتا ہے کہ پورا زور نہیں لگا، اور زور لگاتے ہوئے اتنی زور سے ''اینہ'' نکل جاتا ہے کہ دوسروں تک بھی آواز پہنچ جاتی ہے، اب جن جن کو یہ بات پتہ چلتی ہے انہوں نے میرا مذاق اور تماشا بنا لیا ہے، اور انہوں نے میرا نام ہی ''اینہ'' رکھ دیا ہے، میں جہاں جاتا ہوں لوگ مجھے چھیڑتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ''اینہ'' آ گیا، ''اینہ'' آ گیا''۔ (ماخوذ از ''وہم کا علاج'' بتغیر)

معلوم ہوا کہ شک اور وہم میں مبتلا ہونے کی وجہ سے انسان کا دنیا میں بھی اچھا خاصا مذاق بن جاتا ہے۔

دائرۂ اسلام سے خارج ہونے کا وہم: ایک شخص کو یہ وہم ہو گیا تھا کہ وہ دائرۂ اسلام سے خارج اور مرتد ہو گیا ہے اور جو شخص اسلام سے خارج ہو جائے اس کو قتل کرنے کا حکم ہے، لہٰذا اب اس کا حل یہ ہے کہ اسے قتل کر دیا جائے۔

جب بھی اس شخص سے کوئی ملاقات کرتا تو یہ شخص اس سے یہی بات کرتا کہ میں مرتد ہو گیا ہوں لہٰذا مجھے قتل کر دو، وہ دین داروں اور اہلِ علم کے پاس بار بار جا کر یہی کہتا کہ میں کافر ہو گیا ہوں لہٰذا میرے قتل ہونے کا فتوی اور حکم صادر کیا جائے، سب لوگ پریشان تھے، کوئی کچھ کہتا کوئی کچھ کہتا، اس شخص کو ہزاروں طریقوں پر سمجھانے کی کوشش کی گئی کہ آپ کافر نہیں ہوئے بلکہ مسلمان ہو، لہٰذا آپ فکر نہ کریں مگر اس شخص کا وہم کسی طرح دور نہیں ہوتا تھا، بلکہ روز بروز اس میں اضافہ ہی ہوتا چلا جا رہا تھا، ایک اللہ والے بزرگ کے سامنے جب یہ معاملہ پہنچا تو بغیر کسی دوا دارو کے بآسانی اس کا علاج کر دیا تھا، انہوں نے مریض سے مخاطب ہو کر کہا کہ بے شک آپ کافر ہو گئے ہیں، لیکن کافر کے مسلمان ہونے کا طریقہ یہ ہے کہ وہ کلمہ پڑھے اور توحید کا اقرار کرے، اس طرح سو سالہ کافر بھی مسلمان ہو جاتا ہے، لہٰذا آپ کلمہ پڑھ کر فوراً مسلمان ہو جاؤ، مریض کا یہ بات سُننا تھا کہ اس کے ذہن کا رُخ فوراً پلٹ گیا اور اس نے فوراً کلمہ پڑھا اور توحید کا اقرار کیا اور فوراً اس کا وہم ختم ہو گیا۔

معلوم ہوا کہ وہم کا علاج ہونے کیلئے یہ بات ضروری ہے کہ مریض کے ذہن میں بیٹھے ہوئے وہم کا صفائی کے ساتھ ازالہ کیا جائے۔ (جاری ہے.............)

Idara Ghufran

بسلسلہ : اصلاح وتزکیہ ترتیب:مفتی محمد رضوان

مکتوباتِ مَسیحُ الاُمَّت (قسط۱۲)

(بنام حضرت نواب محمد عشرت علی خان قیصر صاحب)

حضرت نواب محمد عشرت علی خان قیصر صاحب دامت برکاتہم کی وہ مکاتبت جو مسیح الامت حضرت مولانا محمد مسیح اللہ خان صاحب جلال آبادی رحمہ اللہ کے ساتھ ہوتی رہی،ان مکتوباتِ منتشرہ کو مفتی محمد رضوان صاحب نے سلیقہ کے ساتھ جمع کرنے،ترتیب دینے اور بین القوسین مناسب توضیح کی کوشش کی ہے،جو افادۂ عام کے لئے ماہنامہ ''التبلیغ''، میں قسط وار شائع کئے جارہے ہیں۔عرض سے مراد حضرت نواب قیصر صاحب کے تحریر کردہ کلمات اور ارشاد سے مراد حضرت جلال آبادی رحمہ اللہ کے جواب میں تحریر فرمودہ ارشادات ہیں(..................ادارہ)

مکتوب نمبر (۱۷) (مؤرخہ ۲۱ر رمضان المبارک ۱۴۱۱ھ)

عرض: مخدومی ومعظمی حضرت اقدس دامت برکاتہم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

ارشاد: مکرم زید مجدھم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

عرض: جناب کا والا نامہ صادر ہوا۔ الحمدللہ روزے بتوفیقِ رب ادا ہورہے ہیں،ثم الحمدللہ مثل ماہِ صیامِ سابق کے اس دفعہ بھی اللہ تعالیٰ نے اعتکاف کی توفیق عطا فرمادی۔

ارشاد: مبارک،قلب اور بارگاہِ خلوت ہوگیا۔

عرض: ورنہ بندہ تو بڑا ہی کم ہمت اور ناکارہ سہولت پسند ہے۔

ارشاد: خدادادنعمت شکراً للہ۔

عرض: جناب والا چونکہ میرے محسن اور مصلح ہیں بغرض اطلاع مختصراً عرض کرتا ہوں تاکہ جہاں کمی اور قصور ہواس پر تنبیہ فرمادیں،بیشی کا تو سوال ہی نہیں ہے۔

ارشاد: (اللہ کے حضور) پیشی کا تو سوال ہے کہ بعد لِ اور بَحدُ ودھو۔

عرض: ذوقاً ذکر کے مقابلہ میں تلاوتِ قرآن کریم میں زیادہ دل لگتا ہے۔

ارشاد: جامع ذکر ہے،زیادتِ قربِ حق تعالیٰ۔

عرض: تقریباً چار پانچ گھنٹے روزانہ تلاوت کی توفیق ہوجاتی ہے۔

ارشاد: ایک ہی نشست میں تو خلافِ صحت نہ ہو،صحت کا لحاظ شرعاً فرض ہے۔

Idara Ghufran

☒ **عرض**: چونکہ تلاوت بالجہر کی عادت پڑی ہوئی ہے اس لئے مشکل سے ایک منزل روزانہ ہوتی ہے

ارشاد: کان میں آواز بس کافی ہے۔

☒ **عرض**: چاہتا ہوں کم ازکم پانچ دن میں ایک قرآن شریف ختم کرسکوں۔

ارشاد: یاد پڑتا ہے صحابہ کا معمولِ ختم دس دن میں تھا۔

☒ **عرض**: دورانِ تلاوت ترجمہ اور حاشیہ بھی وقتاً فوقتاً دیکھتا ہوں کیا یہ طریقہ صحیح ہے۔

ارشاد: اس کے لئے تلاوت کے علاوہ ایک رکوع ترجمہ دیکھ لیا۔

☒ **عرض**: تراویح کے بعد بھی تلاوت کرتا ہوں۔

ارشاد: سحری کے لئے (بھی) جاگنا (ہوتا ہے، لہٰذا تراویح کے بعد بھی تلاوت میں مشغول ہونا) یہ انسب نہ ہوگا۔

☒ **عرض**: اس وقت نوافل نماز نہیں پڑھی جاتیں تکان ہوتا ہے۔

ارشاد: کیا ضرورت سحری سے قبل یا بعد میں (صرف ایک مرتبہ کافی ہے)

☒ **عرض**: نصف شب کے قریب سوجاتا ہوں نیند کا غلبہ زیادہ ہوتا ہے۔

ارشاد: (اتنا زیادہ جاگنا) یہ تو ٹھیک نہیں۔

☒ **عرض**: دل چاہتا ہے کہ کم ازکم طاق راتوں میں تمام شب بیداری ہوسکے۔

ارشاد: ہرگز نہیں۔

☒ **عرض**: لیکن دوتین گھنٹے سوئے بغیر بشاشت نہیں ہوتی۔

ارشاد: دن ورات میں چھ گھنٹے پورے کرتے جائیں

☒ **عرض**: تقریباً تین بجے شب تہجد کی آٹھ رکعتیں پڑھتا ہوں۔ پوری یٰسین شریف، پھر دو رکعتوں میں تین مرتبہ قل ھو اللہ شریف ،شاید ''امداد المشتاق'' کتاب میں پڑھا تھا کہ حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کا تہجد میں آخر عمر میں قرأت کا یہی معمول تھا۔

ارشاد: اپنی اپنی صحت (کے مطابق) اور بذوق ہوتا ہے کیا آج کل صحت اور قویٰ وہ ہیں؟

☒ **عرض**: بعد تہجد دوازدہ تسبیح، فجر کی اذان کے بعد سنتیں گھر پر پڑھ کر مسجد جاتا ہوں، جب تک

جماعت کھڑی ہو، ۴۱ بار الحمد شریف اول آخر درود شریف کا ورد ہے اگر اس وقت موقع نہیں ملتا تو پھر امام کی دعا کے بعد یہ وظیفہ پورا کرتا ہوں۔

ارشاد: مناسب ہے۔

عرض: علاوہ ازیں بعد صلوٰۃِ فجر، تین مرتبہ **بسم اللہ الذی لایضر مع اسمہ شئ فی الارض ولافی السماء وھوالسمیع العلیم** پڑھتا ہوں پھر سورہ حشر کی آخری آیتیں۔ اس سے قبل **اعوذ باللہ السمیع العلیم** تین بار، بعدہٗ **حسبی اللہ لا الہ الا ھو علیہ توکلت وھورب العرش العظیم** سات بار، اس کے بعد تینوں قل تین تین بار، ایک تسبیح **سبحان اللہ والحمد للہ ولاالہ الااللہ واللہ اکبر**۔

ارشاد: اسی (آخری) تسبیح میں واللہ اکبر کے بعد لاحول ملالیں۔

عرض: ایک تسبیح **سبحان اللہ وبحمدہٖ سبحان اللہ العظیم** ایک تسبیح **استغفار یعنی استغفر اللہ العظیم الذی لاالہ الاھوالحی القیوم**۔

ارشاد: سبحان اللہ العظیم کے ساتھ ہی اسی میں یہ استغفار ملالیں۔

عرض: ایک تسبیح درود شریف ایک تسبیح کلمہ طیبہ۔

ارشاد: کلمہ طیبہ (کے آخر) میں درود شریف ہے چند دفعہ **لاالہ الااللہ** کہہ کر **محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم** ملالیا۔

عرض: ایک تسبیح **لاحول ولاقوۃ الاباللہ**۔

ارشاد: اوپر پہلی تسبیح کے ساتھ لکھدیا۔ اور یہ سب تسبیحات بعد عشاء مناسب ہیں۔

عرض: مناجات مقبول کی ایک منزل، زادُ السَّعید۔

ارشاد: زادالسعید کبھی کبھی۔

عرض: پھر قرآن پاک کی تلاوت جتنی بھی ہو سکے، اشراق کی نفلیں، کبھی کبھی چاشت کی نفلیں۔

ارشاد: طلوعِ شمس کے دس پندرہ منٹ بعد تک تلاوت پھر اشراق، اشراق کے بعد چاشت پڑھ لیں۔

عرض: ظہر سے قبل حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کے مواعظ وملفوظات کا مطالعہ اور دیگر دینی کتابیں،

آپ کی مجالس وملفوظات اور شریعت وتصوف وغیرہ، نمازِ عصر کے بعد اول ایک تسبیح **لاالـــہ الاانــت سبحانک انی کنت من الظالمین** پھر وہی فجر کے بعد کی چار تسبیحات۔

ارشاد: یہ تسبیحات (کرنے کی ضرورت) نہیں۔

☒ **عرض:** اور تلاوت کلام پاک۔

ارشاد: (اس وقت تلاوت کی ضرورت) نہیں۔ بس دو چار رکوع۔ بلکہ اس وقت ٹہلنا اور ٹہلتے ہوے درود شریف یا کلمہ شریف۔

☒ **عرض:** بعد مغرب اوابین کی چھ رکعتوں میں سورہ واقعہ پڑھتا ہوں بعد عشاء سورہ ملک کی تلاوت سونے سے قبل بلا تعداد کچھ استغفار، کلمہ طیبہ، درود شریف کی توفیق ہو جاتی ہے۔

ارشاد: ان اذکار کے بارے میں پیچھے لکھ دیا بعد عشاء۔ وھاں آ گئے۔

☒ **عرض:** حصار کی آیتیں جس میں آیۃُ الکرسی، سورہ بقرہ کی آخری آیتیں، سورہ آلِ عمران کی آیتیں، سورہ ملک، چاروں قل تین تین بار پڑھ کر سو جاتا ہوں۔ باقی اوقات میں چلتے پھرتے یا لیٹے بیٹھے ذکر کرتا ہوں کوئی تعداد متعین نہیں ہے۔ بندہ کو معمولات کہتے ہوئے بھی شرم محسوس ہوتی ہے۔

ارشاد: نعمتِ الٰہی شکر اَللہ۔

☒ **عرض:** حضرت دعا کر دیں کہ بقیہ زندگی کے شب وروز صحیح معنی میں مثل ایک مؤمن کے بن جائیں۔

ارشاد: بنے رہیں بتقوائے طاعتِ کاملہ ظاہرہ وباطنہ بموضوع سلوک بملکہ اخلاق حمیدہ "**تخلقوا باخلاق اللہ و صفة اللہ**" اور بزوالِ اخلاق ذمیمہ بزینتِ ذکرُ اللہ ذکر لسانی وقلبی مشاھدہ۔

☒ **عرض:** بندہ کی نیت وعمل میں اخلاص پیدا ہو جائے۔

ارشاد: قائم رہے۔

☒ **عرض:** اجتنابِ معصیت کی توفیق ہو جائے۔

ارشاد: توفیق مدام رہے۔

☒ **عرض:** امسال ماہِ صیام میں الحمدللہ زیادہ وقت مسجد کی حاضری میں گزرا۔

ارشاد: بادائے حقوقِ متعلقین وامورِ متعلقہ۔

☒ **عــــرض:** بطور تشکر الی اللہ و تحدیثِ نعمت عرض ہے کہ کئی ماہ سے بتوفیق رب ذوالجلال والاکرام تکبیر اولیٰ جماعت کے ساتھ نصیب ہوتی ہے۔

✍ **ارشاد:** بیحد سرور ہوا، صد مبارک اللہ تعالیٰ مدام استقامت سے نوازیں۔

☒ **عرض:** بندہ کا دل مسجد میں زیادہ لگتا ہے گھر سے اُچاٹ رہتا ہے۔

✍ **ارشاد:** لیکن حقوق ملحوظ رہتے ہیں۔

☒ **عرض:** دنیا کی باتوں سے وحشت ہوتی ہے۔

✍ **ارشاد:** لیکن ہیبت نہیں ہوتی۔

☒ **عرض:** اپنے اہل وعیال بالخصوص اولاد کے معاشرے کو دیکھ کر دل کڑھتا ہے۔

✍ **ارشاد:** یہ تو حلاوتِ ایمان کی دلیل ہے۔

☒ **عــــرض:** اگر منکرات پر ٹوکتا ہوں تو فرار اختیار کرتے ہیں، ان کی مستورات بُرا مانتی ہیں، بس دعا کرتا ہوں کہ اللہ ان کی حالت بدل دے، آمین۔

✍ **ارشاد:** لیکن ان پر بُری حقارت کی نظر نہیں، شفقت، دعا برابر، ملائمت، ملاطفت، تعدی نہیں۔

☒ **عرض:** آپ بھی خصوصی دعا کردیں، آپ کا خادم، محمد قیصر عفی عنہ۔

✍ **ارشاد:** اللہ تعالیٰ بے چاروں کو استقامت سے نوازیں۔ (جاری ہے............)

والدین اور شوہر کا نام لے کر پکارنا

اولاد کا اپنے والدین کو اور بیوی کا اپنے شوہر کو نام لے کر پکارنا منع ہے، کیونکہ اس میں بے ادبی ہے، البتہ ضرورت کے وقت ماں باپ یا شوہر کا نام لینا درست ہے، اسی طرح اُٹھتے بیٹھتے اور بات چیت کرتے وقت والدین اور شوہر کے ادب واحترام کا لحاظ رکھنا چاہئے، بعض گھرانوں میں عورتیں اپنے شوہروں کا نام لے کر اس طرح پکارتی ہیں اور ان کے متعلق اس طرح باتیں کرتی ہیں جس طرح کسی چھوٹے یا عام آدمی کے ساتھ کی جاتی ہیں، اسی طرح بعض گھرانوں میں اولاد اپنے والدین کو بلا جھجک نام لیتی ہے، اور ان کے متعلق عام لوگوں کی طرح برتاؤ کرتی ہے، یہ بڑی بے ادبی ہے، جس کا نقصان دنیا ہی میں ظاہر ہوجاتا ہے، اور آخرت کا حساب الگ ہے۔

بسلسلہ : اصلاحُ العلماء والمدارس ترتیب:مفتی محمد رضوان

طلبہ کو حد سے زیادہ مارنا (قسط۴)

(تعلیماتِ حکیم الامت کی روشنی میں)

''آج کل کے مدرسین (گویا) ظالم اور قصائی ہیں، جن میں شفقت نام کو نہیں، میں نے ایک بچہ کو دیکھا اس کی عمر چار برس سے زیادہ نہ ہوگی اور لڑکے اس کو ڈنڈا ڈولی کیئے (زبردستی اٹھائے) لا رہے ہیں، افسوس ہے کہ اکثر بچے انہیں ذابحین (یعنی ذبح کرنے والوں) کے قبضہ میں آتے ہیں، اور پھر وہ تباہ و برباد ہو جاتے ہیں کیونکہ ان کے اس برتاؤ سے یا تو (بچوں کی) طبیعت کُند ہو جاتی ہے (اور پڑھنے کی قابلیت جاتی رہتی ہے) یا (وہ) پڑھنا چھوڑ بیٹھتے ہیں اور یہ پرانا مقولہ ہے کہ ''حافظ جی! ہڈی ہماری، چمڑا تمہارا''

صاحبو! استاذ کیلئے ضروری ہے کہ وہ مربی (تربیت کرنے والا) ہو اور اگر وہ ایسا نہ کر سکے تو وہ استاد بننے کے قابل نہیں، ایک طرف تو تربیت ہو، ایک طرف تعلیم، پھر دیکھئے یہ (علم حاصل کرنے والا) شخص کس شان کا (بن کر) نکلتا ہے (تحفۃ العلماء ج۱ص۱۱۲)

حضرت مولانا مفتی محمود الحسن صاحب رحمہ اللہ اپنے فتاویٰ میں تحریر فرماتے ہیں:

✪ بقدر ضرورت ایک دو تین چپت تحمل کے موافق گردن اور کمر پر مارنے کی گنجائش ہے لکڑی یا کوڑے یا جوتے وغیرہ سے اجازت نہیں، حق سے زائد مارنے پر یہ بچے قیامت میں قصاص لیں گے (فتاویٰ محمودیہ ج۱۴ص۱۲۶) آج کے پرفتن دور میں جبکہ ہر طرف نفسانفسی اور خودغرضی کا عالم ہے، دین سے دُوری اور دنیا سے محبت میں روز بروز اضافہ ہے، ایک مسلمان گھرانے کے بچے کا دینی تعلیم کے لئے کسی دینی مدرسہ اور مکتب میں آنا بڑا قابلِ قدر کام ہے، جس پر اھل مدارس و مکاتب اور خدامِ دین کو دل سے شکر ادا کرنا چاہئے اور ہر ایسے عمل سے باز رہنا چاہئے جو دینی تعلیم سے بچہ کی نفرت و وحشت کا سبب ہو معلم کو مربی بھی ہونا چاہئے جس کا تقاضا شفقت اور ہمدردی ہے، لیکن اس کے برعکس دیکھنے میں آرہا ہے کہ بعض مدارس و مکاتب میں بچوں کے ساتھ تادیبی کاروائی کا جو ناروا سلوک برتا جاتا ہے وہ بہت ہی ناگفتہ بہ اور صرف بچوں کی دینی تعلیم سے نفرت و وحشت ہی کا سبب نہیں بلکہ شرعاً بھی جائز نہیں اور اس کی تلافی کی آسان صورت بھی میسر نہیں۔

مولانا محمد امجد

علم کے مینار

مسلمانوں کے علمی کارناموں وکاوشوں پر مشتمل سلسلہ

❖ حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما (دوسری وآخری قسط)

عہدِ معاویہ میں جب حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے صلح ومسالمت کا پیکر بن کر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کر کے امت پر احسانِ عظیم فرمایا اور خلافت سے دستبردار ہوئے تو کچھ ردوکد کے بعد حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے بھی برادر بزرگ کے اس فیصلہ پر سرِ تسلیم خم کیا، حضرت حسین رضی اللہ عنہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق اپنی انفرادی رائے رکھتے تھے، مگر اجتماعی مصالح کو آپ نے ہمیشہ مقدم رکھا اور بھائی کی وفات کے بعد بھی مصالحت ہی رکھی، چنانچہ ۴۹ھ میں رومیوں کے ساتھ ایک مشہور مہم میں جس کے کمانڈر سفیان بن عوف تھے آپ مجاہدانہ شریک تھے، ۵۶ھ میں یزید کی ولی عہدی کے معاملے میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے کچھ ناخوشگواری پیدا ہوگئی تھی لیکن کوئی بدنما صورت پیدا نہیں ہونے پائی۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نہایت زمانہ شناس اور بڑے عاقبت اندیش مدبر صحابی تھے، مستقبل کے حالات پر مختلف پہلوؤں سے دور دور تک نظر رکھتے تھے اور اس کا پیشگی سد باب اور انتظام کرنا اپنا فرضِ منصبی سمجھتے تھے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد آپس کے تنازعات کے جو پے درپے حوادثات پیش آئے، ان کی بناء پر بنو ہاشم اور بنو امیہ میں باہم مخاصمت اور مخالفت کی فضا قائم ہوگئی تھی، آپ نے اپنی بالغ نظری اور مدبرانہ قیادت سے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی مصالحت کے بعد تمام اندرونی جھگڑے نمٹا کر امت میں اجتماعیت کی روح پھونک دی، اور اسلام کا دائرہ آفاقِ عالم تک وسیع کرنے کے کام میں لگ گئے، چنانچہ آپ کے زمانہ میں بے حد فتوحات ہوئیں، اسلام میں بحری جنگوں کے آغاز کا سہرا آپ ہی کے سر ہے، آپ ہی پہلے امیر البحر تھے جنہوں نے ۳۳ھ میں پانچ سو جہازوں کا عظیم الشان بحری بیڑا سمندر میں اتارا اور قبرص پر حملہ آور ہوکر اسے فتح کرلیا، اس سے پہلے ۲۸ھ میں بھی آپ نے قبرص پر حملہ کیا تھا اس وقت خراج پر صلح ہوگئی تھی، اور ایک معاہدہ طے پایا تھا، جس کی خلاف ورزی کرنے پر آپ نے دوبارہ قبرص پر حملہ کر کے اسے فتح کرلیا، بہر حال آپ کو اپنے بعد بنو ہاشم اور بنو امیہ

دونوں سے اندیشہ تھا کہ وہ ایک دوسرے کی خلافت پر متفق نہ ہوسکیں گے اور پرانے فتنے سر اٹھالیں گیا، اس لئے آپ نے اپنی زندگی ہی میں ولی عہد اور جانشین نامزد کرنے کا فیصلہ کرلیا، اور اس وقت کے مخصوص حالات کے پیشِ نظر (مثلاً یہ کہ کسی ھاشمی کو نامزد کرتے تو اموی بھڑک اٹھتے اور اموی کو نامزد کرتے تو ھاشمی تسلیم نہ کرتے) (مقدمہ ابنِ خلدون باب ۳ رفصل ۳۰ تاریخی حقائق ص ۱۱۷) آپ نے اپنی قد آور شخصیت کے رعب وجلال اور تدبیر وانتظام کو درمیان میں ڈال کر اپنے بیٹے یزید کو ولی عہد نامزد کردیا، آپ کے سامنے اپنی زندگی میں یزید سے وہ نالائقی اور فسق وفجور کی حرکات سامنے نہیں آئی تھیں جن سے وہ بعد میں متّہم ہوا، بلکہ اس کے برخلاف بعض معرکوں میں قیادت اور دیگر کچھ عہدوں پر کام کرنے سے اس کے انتظامی جوہر اور بعض قائدانہ قابلیتیں سامنے آئی تھیں اس لئے یہ انتخاب محض نسبی رشتہ کی وجہ سے نہیں تھا، بلکہ ایک تو فتنوں کو دبانے کی اجتماعی مصلحت تھی دوسرے خود اس کی انتظامی قابلیت آپ کے سامنے تھی جو حکومت چلانے کے لئے نہایت ضروری امر ہے۔ جس کا ایک واضح ثبوت آپ کی یہ دعاء بھی ہے جو آپ نے ایک خطبہ میں ارشاد فرمائی،:

اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنتَ تَعلَمُ اِنِّیْ وَلَّیتُهٗ لِاَنَّهٗ فِیمَا اَرَاهُ اَهْلٌ لِذَالِکَ فَاَتمِمْ لَهٗ وَاِنْ كُنتُ وَلَّیتُهٗ لِاَنِّیْ اُحِبُّهٗ فَلَا تُتمِمْ لَهٗ مَا وَلَّیتُهٗ. (البدایه والنهایه ج۸ ص ۸۰ بحواله حضرت معاویه اور تاریخی حقائق ص ۱۱۰)

ترجمہ: اے اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ میں نے اسے (یزید کو) اس لئے ولی عہد بنایا ہےیہ کہ وہ میری رائے میں اس کا اہل ہے تو اس ولایت کو اس کے لئے پورا فرما دے اور اگر میں نے اس لئے اس کو ولی عہد بنایا ہے کہ مجھے اسے محبت ہے تو اس ولایت کو پورا نہ فرما۔

اس سے ملتے جلتے الفاظ اس دعاء کے ذہبی نے بھی اپنی تاریخ میں نقل فرمائے ہیں (ملاحظہ ہو: تاریخ اسلام لذہبی ج ۲ ص ۲۶۷)

لیکن حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد یزید جب مسندِ حکومت پر متمکن ہوا تو طاقت وحکومت کے ترنگ میں یہ حقیقت اس کے دل ودماغ سے اوجھل ہوگئی کہ یہ امت محمدیہ کی امامت کا منصب ہے جس میں نبی علیہ السلام کی براہِ راست تربیت یافتہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی قدوسی جماعت کی باقیماندہ شخصیات ابھی موجود ہیں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نفوسِ گرم سے ایمان کی حرارت پانے والی تابعین کی جماعت

ہے جن کی صحابہ کے بعد افضل الامہ ہونے کی شہادت وبشارت خود زبانِ رسالت سے صادر ہوئی ہے۔ یہ کوئی قیصر وکسریٰ کا تخت نہیں کہ جہاں بادشاہ خدائی اختیارات کا حامل ہو اور قانون اس کی خواہشات و مرضیات کا نام ہو اور رعایا کی حیثیت اس کے سامنے بھیڑ بکریوں کے ریوڑ کی سی ہو کہ جس طرف چاہو ہنکا لے جاؤ، جس کی چاہو پوست وکھال اتارو۔ یہ تو حالات کے الٹ پھیر کا جبر تھا کہ حکومت ناز ونعمت میں پلے ایک نو آموز شہزادے کے ہاتھ آ گئی ورنہ مرکزِ اسلام مکہ ومدینہ (زادھما اللہ شرفا) میں تو ابھی حبر الامۃ ابنِ عباس اور حامی السنہ ابنِ عمر اور بطلِ اسلام ابنِ زبیر اور جگر گوشۂ رسول حضرت حسین رضی اللہ عنہم جیسے ھاشمی جوان اور آسمانِ ہدایت کے آفتاب وماہتاب جلوہ فگن تھے چنانچہ یزید طاقت کے بل بوتے پر جن جرائم کا مرتکب ہوا ان میں اہم ترین تین بڑے جرائم تھے:

(الف)......آغازِ حکومت میں حضرت حسین اور دیگر حضرات اہلِ بیت کا معصوم خون ہونا، یعنی حادثہ کربلا۔

(ب)......واقعہ حرہ۔ مدینۃ الرسول کی حرمت کو پامال کر کے مہاجرین وانصار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اولادوں اور اہلِ خانہ کے خون کی ندیاں بہانا، خاص مسجدِ نبوی میں بھی یزیدی فوجوں کا کسی کو نہ بخشنا، تین دن تک مدینہ میں تاخت وتاراج اور لوٹ مار جاری رکھنا۔

(ج)......حرم شریف کی حرمت پامال کرتے ہوئے بیت اللہ کا محاصرہ کرنا، منجنیق سے گولہ باری کر کے بیت اللہ کو نقصان پہنچانا۔ یہ سب کچھ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو پکڑنے کے لئے یزیدی فوجوں نے کیا۔ ان میں سے ہر جرم اتنا سنگین ہے کہ اس کے تصور سے ہی رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ نجی زندگی میں بھی فسق وفجور سے وہ متّہم تھا ان جرائم کی پاداش میں دنیا میں ہی نفرت وکراہیت اس کے گلے کا ہار بن گئی۔ تاہم نام لیکر اس پر لعنت کرنا اہلِ حق کے نزدیک خلافِ احتیاط ہے، اور ویسے بھی کسی پر عام حالات میں لعنت کرنا ایک عبث فعل ہے حضرت رابعہ بصریہ کا مشہور مقولہ ہے کہ میں لعنت نہیں کرتی کہ عبث فعل ہے اتنی دیر میں اللہ کا ذکر کرلوں تو فائدہ ہو۔

چہ خوش گفت بہلول فرخندہ خو جو بگذاشت بر عارف جنگجو

ترجمہ: بہلول نیکبخت نے کیا خوب کہا جب ایک جھگڑالو صوفی کو دیکھا جو کسی سے الجھ رہا تھا۔ کہ یہ اللہ کا جھوٹا عاشق ہے اگر اس کو اللہ کی سچی معرفت ہوتی تو اللہ کو چھوڑ کر غیر کے ساتھ کیوں مشغول ہوتا اتنی دیر اللہ کی یاد

سے غفلت ہوگئی، چنانچہ امام احمد بن حنبل کے بارے میں منقول ہے

قَالَ صَالِحُ بْنُ اَحْمَدِبْنِ حَنْبَل قُلْتُ لِاَبِیْ اِنَّ قَوْمًایَقُوْلُوْنَ اِنَّھُمْ یُحِبُّوْنَ یَزِیْدَ قَالَ یاَ بَنِیْ!وَھَلْ یُحِبُّ یَزِیْدَاَحَدٌیُوْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ؟فَقُلْتُ یَااَبَتِ فَلِمَاذَا تَلْعَنُھُقَالَ یَا بُنَیَّ !وَمَتٰی رَأَیْتَ اَبَاکَ یَلْعَنُ اَحداً (مجموع فتاویٰ ابن تیمیہ ج۳ص ۴۱۲)

ترجمہ: صالح بن احمد بن حنبل فرماتے ہیں کہ میں نے والد ماجد سے عرض کیا کہ کچھ لوگ یزید سے محبت کے قائل ہیں۔سن کر فرمایا، بیٹے ! کوئی شخص بھی جو اللہ تعالیٰ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہو یزید سے محبت کرسکتا ہے؟ تب میں نے عرض کیا کہ اے ابا جان ! پھر آپ اس پر لعنت کیوں نہیں بھیجتے ؟ آپ نے جواب دیا کہ بیٹا! تو نے اپنے باپ کو کسی اور پر لعنت کرتے دیکھا ہے؟ (حادثہ کربلا کا پس منظر ص ۲۵۲)

حضرت حسین کے سامنے یزید کی طرف خروج سے پہلے یہ بات تھی کہ یزید کا تسلط ابھی پوری طرح نہیں ہوا تھا کیونکہ عراق کے لوگ یزید کے مخالف تھے جیسا کہ کوفیوں کے خطوط سے حضرت حسین رضی اللہ عنہ اس نتیجہ پر پہنچے دوسرے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی رائے میں یزید مستحق خلافت نہ تھا لیکن کربلا کے راستے میں جب ان کو تحقیق احوال واقعی ہوگئی اور وہ اہل کوفہ جو بظاہر شیعانِ علی بنے ہوئے تھے اور خطوط بھیج کر حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو کھینچ لائے تھے ان کی منافقت اور دوغلا پن آپ پر واضح ہوگیا۔تو اس سے بظاہر آپ کا میلان اس طرف ہوگیا تھا کہ یزید کا کلی تسلط قائم ہو چکا ہے۔اب مقابلے سے خاطر خواہ فائدہ نہ ہوگا بلکہ خون خرابہ اور انتشار ہوگا۔چنانچہ آپ نے تصفیہ کے لئے یزید کے لوگوں کے سامنے جو تین شرائط رکھیں وہ انتشار وافتراق سے بچنے کے لئے تھیں کہ (۱) یا تو مجھے واپس مدینہ جانے دیا جائے (۲) یا اسلامی سرحدات کی طرف جانے دیا جائے تا کہ جہاد میں شرکت کروں (۳) یا براہِ راست یزید سے معاملہ کرنے دیا جائے ہم آپس میں خود تصفیہ کرلیں گے (طبری بحوالہ سیر الصحابہ ج ۶ص ۱۸۴) لیکن ابنِ زیاد وغیرہ کو امام کی جانب سے مصالحت کی یہ پیشکش قابلِ قبول نہ ہوئی کیونکہ پھر یزیدی لشکر کے ذوق درندگی کو کیسے تسکین حاصل ہوتی ؟نتیجۃً کربلا کے بے آب و گیاہ ریگزار اور آگ اگلتے صحراء میں وہ خونچکاں سانحہ عظمیٰ پیش آیا جس نے امتِ محمدیہ میں بنی اسرائیل کی تاریخ دھرا دی کہ بنی اسرائیل کے خونخوار درندوں نے اپنے بعض انبیاء علیہم السلام کو آریوں سے چیر کر شہید کیا تو یہاں بھی نبی علیہ السلام کے گھرانے کو دجلہ وفرات کے پہلو میں

تشنہ لبی کی حالت میں شہید کیا گیا اس واقعہ میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے اور آپ کے جانثار ساتھیوں نے جس شجاعت وعزیمت، عزم وہمت اور صبر واستقامت کا نمونہ پیش کیا وہ رہتی دنیا تک راہِ حق کے جانثاروں اور حق وصداقت کے راہ نوروں کو اپنے اپنے زمانے کے باطل کے سامنے سینہ سپر ہو کر کلمہ حق بلند کرنے کا عزم وحوصلہ عطا کرتا رہے گا، اور راہ گم کردہ قافلوں کو نشانِ منزل کا پتہ دیتا رہے گا۔ حادثہ کربلا کی تفصیلات عام طور پر مشہور ومعروف ہیں اس لئے یہاں ان کو دھرانے کی ضرورت نہیں البتہ قصہ گو واعظین اور افسانہ ساز قلمکاروں نے اس واقعہ میں اپنی فنکاری کا رنگ بھی بہت کچھ بھرا ہے ۔

بڑھا دیا اے فقط زیب داستان کے لئے

اس لئے واقعہ اور افسانہ میں تمیز ضروری ہے۔ آج سرزمینِ عراق، وادی دجلہ وفرات میں پھر ایک معرکہ کربلا جاری ہے۔ جس میں حسینی ویزیدی، شامی وکوفی سارے کردار موجود ہیں۔ عراق پر ہی کیا موقوف؟ اس وقت تو سارا عالمِ اسلام کربلا بنا ہوا ہے۔ فلسطین، افغانستان، کشمیر، شیشان، ہر جگہ حق وباطل کا معرکہ بپا ہے ۔

حسینؓ امت کھڑی آج عرصہ کربلا میں ہے ۔۔۔ طاغوتی کوفیوں کے سامنے کیا کوئی فاطمی شہسوار نہیں؟

(طبع زاد از راقم السطور)

معرکہ کربلا کا حقیقی سبق یہ ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی طرح اپنی پوری زندگی کو دینِ اسلام کے سانچے میں ڈھال کر حق وصداقت کا مجسم نمونہ بنا جائے اور زندگی کے کسی میدان میں میں بھی باطل کی پیروی نہ کی جائے۔ نہ صورت وسیرت میں نہ وضع قطع میں، نہ سوچ وفکر اور نظریہ میں اور نہ عادات واخلاق میں اور نہ گفتار وکردار میں، جب مسلمان کی زندگی اس سانچے میں ڈھل جائے گی تو وہ ہر میدان میں کفریہ طاقتوں اور باطل قوتوں کے دانت کھٹے کرے گا ورنہ زبانی جمع خرچ وعدے اور دعوے تو ان کوفی طرفدارانِ حسین نے بھی بہت کیے تھے جن کے عقیدت بھرے خطوط سے متاثر ہو کر ابنِ علی رضی اللہ عنہما مع آل وعیال حرم سے نکل کر عراق تشریف لائے لیکن کاغذی گھوڑے دوڑانے والے ان شہسواروں کو دیکھنے کے لئے ہی ان کی آنکھیں ترس گئیں ۔

زنہار ازاں قوم نباشی کہ فریبند! ۔۔۔ خدا را بسجودے نبی را بدرودے

حقیقت ابدی ہے مقام شبیری ۔۔۔ انداز بدلتے رہتے ہیں کوفی وشامی

تذکرۂ اولیاء — مولوی طارق محمود

اولیاءِ کرام اور سلف صالحین کے نصیحت آموز واقعات وحالات اور ہدایات وتعلیمات کا سلسلہ

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمہ اللہ (قسط ۱)

نام ونسب:

معین الدین حسن بن خواجہ غیاث الدین، آپ نجیب الطرفین سید ہونے کی وجہ سے حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما دونوں سے نسبی رشتہ رکھتے تھے، والد ماجد کی طرف سے حسینی سید اور والدہ ماجدہ کی طرف سے حسنی سید تھے، والد ماجد کی طرف سے آپ کا شجرہ نسب دو طرح سے نقل ہوا ہے، ایک میں آپ کے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے درمیان پندرہ واسطے ہیں اور دوسرے میں بارہ واسطے ہیں، واللہ اعلم۔

ولادت باسعادت:

زیادہ مشہور روایت کے مطابق آپ کی تاریخِ ولادت ۱۴ رجب ۵۳۷ھ بروز پیر ہے بوقت صبح صادق بمقام سجز آپ کی ولادت ہوئی جیسا کہ ان اشعار سے آپ کی سن ولادت نکلتی ہے ؎

سیدِ عالم معین الدین ولی — مقتدائے دین شہِ ہندوستان

سال تو لیدش بگو بدرِ منیر (۵۳۷ھ) — باز سرورِ عارف صوفی بخواں (۵۳۷ھ)

وطن مالوف:

آپ کے وطن کی بنسبت کئی روایتیں ہیں، سیستان (یا سجستان)، وارسنجان، اصفہان، سنجرستان، زیادہ اقوال سیستان (سجستان) کے متعلق ملتے ہیں اور قرینِ قیاس بھی یہی ہے، چنانچہ آپ کے اسمِ گرامی کے ساتھ اجمیری سے پہلے سجزی لگایا جاتا ہے جو وطنِ اصلی ہی کی نسبت سے ہے۔ یعنی سجستان سے سجزی البتہ بعض تذکروں میں سنجری بھی لکھا ہے، لیکن ثقہ ومعتبر تذکرہ نگاروں (جیسے صاحبِ تاریخ دعوت وعزیمت، اور صاحبِ بزمِ صوفیہ) نے اسے کتابت کی غلطی قرار دیا ہے اور اس پر صاد کیا ہے کہ سجزی ہی صحیح ہے۔ و

اللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔ ۱؎......اللہ تعالیٰ نے ظلمت کدہ ہند میں دینِ اسلام کی اشاعت کا کام آپ کے لئے مقدر فرمایا تھا اس لئے اسلامی دنیا کی طویل سیاحت کے بعد (جو استفادہ علومِ ظاہری و استفاضہ علومِ باطنی کی غرض سے آپ نے فرمائی تھی) اشارہ غیبی پا کر آخر الامر دیارِ ہند کو عازمِ سفر ہوئے اور اجمیر میں آ کر بسیرا کیا اور پھر یہیں کے ہو رہے، اور کفر و شرک اور گمراہی میں تیرہ و تار اس وسیع و عریض اور سرسبز و شاداب خطہ ارضی کو نورِ اسلام سے مستنیر وضیا بار کر کے اٹھے، اس برصغیر میں آپ کی روحانی فتوحات اور اشاعتِ اسلام کی خدمات کا دائرہ محیر العقول حد تک پھیلا ہوا ہے، جس کی کسی قدر تفصیل آگے آ رہی ہے، یہاں تاریخ کے طالبعلم کے سامنے بظاہر تاریخ کا ایک عجیب و غریب معمہ ظاہر ہوتا ہے، جس کو ظاہر بین یا مادہ پرست مورخ تو شاید حسنِ اتفاق کہہ کر ہی ٹال جائیں، لیکن ایمانی بصیرت اسلامی شریعت کی روشنی میں یہاں کچھ اور ہی گرہ کشائی کرتی ہے، وہ یہ کہ اسلامی تاریخ میں چھٹی اور ساتویں صدی ہجری کا زمانہ عالمِ اسلام کے لئے نہایت پُر آشوب اور ابتلا و آزمائش سے بھرپور زمانہ تھا، اس زمانہ میں عالمِ اسلام کو صلیبی حملوں اور فتنہ تاتار سے یکے بعد دیگرے سابقہ پڑا، جس کی پیشین گوئیاں احادیثِ مبارہ میں پہلے ہی سے موجود تھیں، ابھی اسلامی دنیا کم و بیش سو سال پر محیط صلیبی جنگوں سے سلطان صلاح الدین ایوبی رحمہ اللہ کی فتح بیت المقدس کے نتیجے میں فارغ ہوئی تھی کہ وحشی تاتاری صحرائے گوبی کے اس پار سے اٹھ کر وسطی ایشیاء کو پامال کرتے ہوئے دریائے آمو سے اس پار اترے، اور پوری مشرقی دنیا کو روند ڈالا، یہاں تک ۶۵۶ھ میں خلافتِ بغداد کا خاتمہ اسی قوم کے ہاتھوں ہوا، لیکن ایسے مایوس کن اور نازک ترین حالات کے پہلو بہ پہلو اسی چھٹی صدی کے آخر میں وسیع اسلامی دنیا میں ایک ایسے نئے وسیع ملک کا اضافہ ہو رہا تھا، جو قدرتی خزانوں اور انسانی صلاحیتوں سے مالا مال تھا اور جس کے لئے مستقبل قریب میں اسلامی دعوت کا عالمگیر مرکز اور اسلامی علوم کا محافظ و امین بننا مقدر ہو چکا تھا، اور یہ ملک ہندوستان تھا، یا بالفاظِ دیگر برصغیر پاک و ہند کا پورا خطہ تھا اگرچہ ہندوستان کے ساحلی مقامات اور سندھ کے خطہ میں ملتان تک اسلام کا نفوذ

۱؎ قدیم جغرافیہ میں سجستان خراسان کا حصہ تھا اب تو خراسان کا لفظ محض کتابوں ہی کی زینت ہے اپنے دور میں موجودہ ایران و افغانستان کے بیشتر علاقے خراسان کی تشکیل کرتے تھے اسلامی دنیا کے قدیم فاضلانہ جغرافیہ نامہ احسن التقاسیم کی تصریح کے مطابق سجستان کا مرکزی مقام زرنج تھا جس کے کھنڈرات اب ایران کے مشہور شہر زاہدان کے قریب پائے جاتے ہیں اور موجودہ افغانستان میں یہ علاقہ جھیل زرہ کے آس پاس اور اس کی مشرقی سمت کا علاقہ بنتا ہے دریائے ہلمند اور دیگر جو دریا اس جھیل میں آ کر گرتے ہیں ان سب کا ڈیلٹا اس سجستان کا علاقہ بنتا تھا اور یہ سجستان کا لفظ فارسی لفظ سنگستان کی تعریب ہے (جغرافیہ خلافتِ مشرقی)

وشیوع اسلام کے ابتدائی قرنوں میں بنوامیہ کے عہد میں ہی ہو چکا تھا، اور پھر پانچویں صدی میں سلطان محمود غزنوی نے پنجاب کو اپنی قلمرو میں شامل کرلیا تھا اور ہندوستان پر کئی بار چڑھائی کر کے خاطر خواہ کامیابیاں حاصل کی تھیں، لیکن غزنوی نے اندرون ہند باقاعدہ کوئی حکومت قائم نہیں کی، اس کی سلطنت کی حدود پنجاب (لاہور) تک ہی رہیں، غزنوی کے تقریباً دوسو سال بعد سلطان شہاب الدین غوری نے دلی واجمیر کے مہاراجہ پرتھوی راج کو شکستِ فاش دے کر یہاں اسلامی حکومت کی بنیاد رکھی [۱]

اس وقت ہندوستان کے سیاسی مراکز تین تھے، دلّی، اجمیر اور قنوج، قنوج پر راجہ جے چند کی حکومت تھی، اور دلی واجمیر کی راج چوکی پرتھوی راج (رائے پتھورا) کے پاس تھی، سلطان شہاب الدین کے حملے سے ذرا پہلے خواجہ معین الدین چشتی رحمہ اللہ کا اجمیر میں ورودِ مسعود ہو چکا تھا، اور آپ اپنے روحانی مشن میں پوری تندہی کے ساتھ لگے ہوئے تھے، اور آپ کی ذات بابرکات کے فیوضات کفروشرک کی تیرہ وتار دلوں پر فائض ہونے لگے، اقلیمِ روحانیت اور سلطنتِ ایمان ومعرفت کے اس سلطان کی بارگاہ میں جب خلقِ خدا کا رجوعِ عام وازدحام ہونے لگا، تو رائے پتھورا کو اپنی سلطنت دگرگوں ہوتی نظر آنے لگی، رائے پتھورا (پرتھوی راج) نے حضرت خواجہ صاحب کے متعلق نہایت نامناسب رویہ اختیار کیا اور آپ کی شان میں برے الفاظ کہے اور اپنے ایک سردار کے ذریعے حضرت خواجہ صاحب کی خدمت میں پیغام بھیجا کہ وہ اپنے ہمراہیوں سمیت جلد از جلد اجمیر سے نکل جائیں، حضرت کو جب یہ پیغام پہنچا تو اس عارفِ حق نے بصیرت وعرفان کی بناء پر تائیدِ غیبی سے اپنی جلالی شان کا یوں اظہار فرمایا ''ما اورا بیروں کردیم ودادیم'' کہ ہم نے اس کو نکال باہر کردیا اور اس کی سلطنت دے دی''، اور یہی وہ زمانہ تھا کہ سلطان غوری ہندوستان پر دوسرے فیصلہ کن حملے کی تیاریوں میں مصروف تھا، چنانچہ پھر زیادہ عرصہ نہیں گذرا کہ دلی واجمیر پر اسلام کا پھریرا لہرانے لگا، اس طرح ظلمت کدہ ہند میں اسلام کے روحانی اقتدار اور سیاسی اقتدار کی بنیادیں ساتھ ساتھ پڑیں [۲]

---

[۱] ہندوستان نے اپنے جدید میزائل کا نام ''پرتھوی'' اپنے اسی ہیرو کے نام پر رکھا ہے، اس کے جواب میں پاکستان نے اس میزائل کے توڑ میں کو میزائل تیار کیا ہے اس کا نام غوری رکھا۔

[۲] تاریخ کا وہ معمہ یہی ہے کہ معلوم انسانی تاریخ میں تو قوموں کو عروج وزوال کا عمومی ضابطہ یہ رہا ہے کہ پچھلی قومیں باری باری کمال کو پہنچ کر جب زوال سے ہمکنار ہوتیں اور اقبال کے دن دیکھ کر ادبار میں مبتلا ہوتیں تو دوسری تازہ دم قومیں ان کی جگہ لے لیتیں اور وہ بے نام وگمنام ہو کر تاریخ کا قصہ پارینہ بن جاتیں، جبکہ امتِ مسلمہ کا عالم یہ ہے کہ ہر زوال کے پردے میں ان کا عروج چھپا ہوتا ہے جو زوال کے ساتھ ساتھ اپنا کام شروع کر دیتا ہے۔ ؎ مؤمن کی فراست ہو تو کافی ہے اشارہ

Iqra Ghufran

مسلمانوں کا سیاسی اقتدار قائم ہونے کے بعد آپ کے کام کو بڑی تقویت پہنچی، اور قلیل عرصہ میں لاکھوں بندگانِ خدا حلقہ بگوش اسلام ہوگئے ،اس طرح ساتویں صدی ہجری وہ سنگم ہے کہ جس پر دنیا کے ایک بڑے حصے میں مسلمانوں کا عروج ختم ہورہا ہے تو دنیا کے دوسرے مشہور حصے اور زرخیز مردم خیز خطے میں عروجِ اسلام کا ایک نیا دورنئی آب وتاب کے ساتھ شروع ہورہا ہے،اسلامی تہذیب وتمدن کا ایک نقشہ دجلہ وفرات کی وادیوں میں دم توڑ رہا ہے اور ماوراء النہر کے آر پار اس پر دمِ واپسیں کا عالم ہے تو بحرِ ہند کے ساحل پر گنگ وجمن کی وادیوں میں ایک نومولود، دلکش، پُر درد پُر اثر اسلامی تہذیب وسلطنت کی صبح کاذب صبح صادق بنتی جارہی ہے۔

جہاں میں اہلِ ایماں صورتِ خورشید جیتے ہیں ادھر ڈوبے ادھر نکلے ادھر ڈوبے ادھر نکلے

حضرت خواجہ اجمیری نے ہند میں جس روحانی سلطنت کی اور سلطان شہاب الدین غوری نے جس سیاسی سلطنت کی بنیاد رکھی تھی، ان دنوں میں اللہ تعالیٰ نے وہ برکت ،قبولیت اور ترقی عطا فرمائی کہ ہندوستان جنت نشان گذشتہ اسلامی سلطنتوں کا لائق جانشین بن گیا، علماء مشائخ اور امراء وسلاطین نے اپنے خونِ جگر سے یہاں اسلام کے نونہال پودے کو ایسا سینچا کہ تھوڑے ہی عرصہ میں وہ تناور درخت بن گیا اور یہ فضا اس کو ایسی راس آ گئی کہ اس کی جڑیں زمین میں دور دور تک پھیل گئیں، اور اس کی شاخیں آسمان سے باتیں کرنے لگیں بمصداق آیت ''کَشَجَرَۃٍ طَیِّبَۃٍ اَصْلُھَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُھَا فِی السَّمَاءِ'' (مانند طوبیٰ درخت کے جس کی جڑیں زمین میں راسخ وپیوست ہیں اور اس کی شاخیں آسمان میں ہیں)

حضرت خواجہ نے ہندوستان میں مسلمانوں کے سیاسی اقتدار کے قیام سے پہلے ہندوستان کے قلب اور قدیم ہندوستان کے سیاسی مرکز اجمیر کو جو اپنے قیام کے لئے منتخب فرمایا، یہ فیصلہ ان کی اولوالعزمی کا ایسا تابناک کارنامہ ہے جس کی مثالیں صرف پیشوایانِ مذہب اور فاتحینِ عالم کی تاریخوں ہی میں مل سکتی ہیں، خواجہ بزرگ کے استقلال واخلاص، ان کے توکل وللّٰہیت، اس کے زہد وقربانی اور ان کے دردوسوز کی وجہ سے ہندوستان مرکزِ اسلام بنا۔

حضرت خواجہ صاحب نے اپنے خلفاء ومتوسلین کی صورت میں جو کھیپ تیار کر کے ہندوستان کو فراہم کی ان میں ہر شخص خود اپنی ذات میں ایک انجمن وادارہ تھا، حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی، شیخ حمید الدین ناگوری، صوفی حمید الدین ناگوری، شیخ احمد کابلی (**بقیہ صفحہ نمبر ۶۸ پر ملاحظہ ہو**)

پیارے بچو! انیس احمد حنیف

ملک وملت کے مستقبل کی عمارت گری وتربیت سازی پر مشتمل سلسلہ

اچھا بچہ بننے کے گُر (قسط۲)

پیارے بچو......اچھا بچہ بننے کا ایک سنہری اصول یہ ہے کہ اس طرح رہا جائے جس سے دوسروں کو تکلیف نہ ہو......بظاہر یہ بہت عام سی بات لگتی ہے شاید آپ یہی سوچ رہے ہوں کہ ہم دوسروں کو تکلیف نہیں پہنچاتے ......تو بچو! اس پر مجھے ایک بزرگ کی بات یاد آئی، انہوں نے کہا تھا کہ دوسروں کو تکلیف پہنچانے کا خیال نہ کرنا ہی کافی نہیں بلکہ دوسروں کو اپنی ذات سے تکلیف نہ پہنچانے کا خاص خیال رکھنا اور اس کا ارادہ کرنا ضروری ہے......یعنی یہ ممکن ہے کہ آپ کوئی کام اس خیال یا نیت سے نہ کرتے ہوں کہ اس سے دوسروں کو تکلیف پہنچے لیکن کیا آپ کے کاموں اور رویوں میں یہ خیال بھی شامل ہوتا ہے کہ آپ کے اس کام یا رویے سے دوسروں کو کوئی تکلیف نہ پہنچے ......بس اچھے بچوں کی یہی خاص بات ہوتی ہے کہ وہ دوسروں کو اپنی ذات سے ہر قسم کی تکلیف اور ناگواری سے بچانے کا خاص خیال رکھتے ہیں...... دوسروں سے میری مراد آپ کے علاوہ ہر شخص ہے......چاہے وہ آپ کے امی ابو ہوں، بہن بھائی ہوں، رشتہ دار ہوں یا کوئی اور ......آیئے اب ہم آپ کو کچھ ایسے کاموں کی مثالیں دیتے ہیں جو اکثر بچے ارادہ سے تو نہیں کرتے کہ دوسروں کو تکلیف پہنچے گی لیکن ان کی ان حرکتوں سے ذرا سی لاپرواہی کی وجہ سے دوسروں کو واقعی تکلیف پہنچتی ہے......آپ کو اچھا بچہ بننے کے لئے ان تمام حرکتوں سے خود کو بچانا ہوگا۔

دوسرے بچوں کے کھلونوں سے نہ کھیلئے......اگر دوسرے بچے آپ کو خود بلائیں اور آپ سے کھیلنے کو کہیں تو ضرور ان کے ساتھ کھیلئے ......ورنہ خود سے کسی دوسرے بچے کا کھلونا اس سے نہ مانگئے اور نہ لیجئے کہ اس سے بعض اوقات انہیں تکلیف ہوتی ہے......بس اپنے ہی کھلونوں کے ساتھ کھیلنے اور دل بہلانے کی عادت ڈالئے۔

گھر میں جب مہمان آئیں اور ان کے ساتھ بچے بھی ہوں تو جیسے آپ کہیں جاتے ہیں تو اپنے کھلونے وغیرہ ہر وقت ہر جگہ ساتھ نہیں لے جاتے ایسے ہی وہ بچے بھی اکثر اپنے کھلونے ساتھ نہیں لاتے ......تو ایسے میں اپنے امی، ابو کی اجازت سے ان مہمان بچوں کو اپنے کھلونوں سے کھیلنے دیجئے اور ان سے کھلونے نہ چھینئے تا کہ انہیں اچھا لگے اور انہیں تکلیف نہ ہو......لیکن جب آپ کسی کے گھر مہمان بن کر جائیں تو ان کے

Idara Ghufran

کھلونوں سے کھیلنے کی خواہش نہ کیجئے بلکہ خود کو منا کر صبر کے ساتھ رہئے تا کہ انہیں تکلیف نہ ہو۔

جب امی، ابو یا بہن بھائی یا گھر کا کوئی اور فرد یا مہمان سو رہے ہوں تو ایسے میں شور نہیں کرنا چاہیئے کیونکہ ایسا کرنے سے انہیں تکلیف ہو سکتی ہے کوشش کیجئے کہ ایسے اوقات میں یا تو اس کمرے سے دور کسی ایسی جگہ پر جا کر کھیلیں یا باتیں کریں جہاں سے ان تک آواز نہ پہنچے یا اگر ایسا ممکن نہ ہو تو پھر آہستہ آہستہ آواز میں بات کر لیا کریں تا کہ اس طرح انہیں ناگواری بھی نہ ہو اور اگر یہ خاموشی سے بات کرنا ان کو معلوم بھی ہو گیا تو وہ جان لیں گے کہ آپ اُن کے آرام کی خاطر اس خاموشی سے گفتگو کر رہے ہیں تو انہیں یہ بات اچھی لگے گی لیکن ایسے میں فالتو باتوں سے ضرور پرہیز کریں۔

گھر سے باہر جب بھی نکلیں ......تو راستے میں کھڑی گاڑیوں کو یا اور چیزوں کو بلاوجہ ہاتھ وغیرہ سے نہیں چھیڑنا چاہیئے کیونکہ اس سے چوٹ بھی لگ سکتی ہے اور دوسروں کو تکلیف بھی ہو سکتی ہے اور ویسے بھی دیکھنے والوں کو اچھا نہیں لگتا......اور ایسے بچے اچھے نہیں سمجھے جاتے جو راستہ میں آتے جاتے چیزوں کو چھیڑتے جاتے ہوں۔

اسی طرح جب کسی کے گھر جائیں تو وہاں جا کر بھی نہ تو بلاوجہ ان کی چیزوں کو چھیڑتے رہیئے اور نہ ہی ادھر اُدھر مختلف کمروں میں گھومتے پھریئے ...... کیونکہ اس طرح انہیں ناگواری ہو سکتی ہے...... بلکہ وہ جہاں بھی جس کمرے میں بھی خود سے لے جائیں یا بٹھالیں وہیں پر رہیئے ...... یوں انہیں آپ کی وجہ سے تکلیف نہیں ہوگی۔

اپنے بہن بھائیوں کے ساتھ پیار سے رہیئے اور ہر بات میں ان کی خوشیوں کا خیال رکھئے جب آپ سے انہیں کوئی تکلیف نہیں پہنچے گی اور انہیں اچھا لگے گا تو آپ بھی انہیں اچھے لگیں گے۔

کسی بھی بات میں ضد نہ کیجئے ...... جب امی، ابو یا کوئی اور بڑا کوئی بات کہہ دیں تو اسے مان لینے ہی میں اچھائی ہوتی ہے ان کی بات کے خلاف اپنی بات منوانے کے لئے بار بار ضد کرنے سے انہیں تکلیف ہوتی ہے جب آپ ضد کرنے کی عادت چھوڑ دیں گے تو انہیں اچھا لگے گا اور انہیں آپ سے تکلیف نہیں ہوگی امی ابو کا کہنا مانئے تا کہ انہیں آپ سے تکلیف نہ ہو......بہن بھائیوں سے اپنے کام کروانے کی بجائے خود ان کے کام کیا کیجئے تا کہ انہیں آپ سے تکلیف نہ ہو...... اپنے تمام بڑوں کے ساتھ ادب سے رہا کیجئے تا کہ انہیں آپ سے تکلیف نہ ہو......اپنے ساتھیوں (ہم جماعت کلاس فیلو اور دوستوں وغیرہ) کے ساتھ

Idara Ghufran

محبت اور پیار سے رہا کیجئے تا کہ انہیں آپ سے تکلیف نہ ہو...... مسجد میں نماز کے لئے جائیں تو صف کے ایک جانب کو ہو کر خاموشی سے کھڑے ہوا کیجئے تا کہ بڑے نمازیوں کو آپ سے تکلیف نہ ہو...... اپنے سکول اور مدرسہ کی پڑھائی میں خوب محنت کیا کیجئے تا کہ آپ کی کارکردگی اور رزلٹ سے آپ کے امی ابو کو خوشی ہو اور انہیں تکلیف نہ ہو...... گھر میں اپنی چیزوں کو ترتیب سے رکھا کیجئے اور چیزوں کو اِدھر اُدھر نہ بکھیرتے رہئے جو چیز جہاں سے اٹھائیں کام کرنے کے بعد اسے وہیں پر رکھ دیا کیجئے تا کہ گھر کے دوسرے افراد کو تکلیف نہ ہو...... اپنے لہجے میں ہمیشہ نرمی اور مٹھاس رکھا کیجئے ضدی لہجے میں یا اکتائے ہوئے انداز میں بات نہ کیا کیجئے تا کہ جن سے بات کر رہے ہیں انہیں تکلیف نہ ہو...... دستر خوان پر اکٹھے کھانے کے لئے بیٹھیں تو دوسروں کا بھی خیال رکھیں اور اپنے حصے سے زیادہ اپنی پلیٹ میں ڈالنے کی کوشش نہ کریں تا کہ دوسروں کو تکلیف نہ ہو۔

یہ تو چند مثالیں میں نے دی ہیں...... ان پر تو آپ نے عمل کرنا ہی ہے...... لیکن جب آپ ان باتوں پر عمل کرنے لگیں گے تو آپ خود دیکھیں گے کہ آپ کو کچھ اور ایسے کام بھی نظر آئیں گے جن کے کرنے سے دوسروں کو تکلیف ہوتی ہے اور آپ انہیں آسانی کے ساتھ چھوڑ سکتے ہیں...... بس اپنے ہر کام میں دوسروں کو تکلیف سے بچانے کا اصول اپنا لیجئے...... پھر دیکھئے کہ گھر میں سب کی نظر میں آپ کی اہمیت اور آپ کا پیار کتنا بڑھتا ہے۔ (جاری ہے............)

(بقیہ متعلقہ صفحہ نمبر ۶۵ حضرت خواجہ معین الدین چشتی)

خواجہ برہان الدین رحمہم اللہ اور دیگر دسیوں خلفاء پھر آگے دوسرے طبقے میں آپ کے خلفاء میں حضرت شیخِ کبیر بابا فریدالدین گنج شکر، حضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیاء، رحمہما اللہ اور مؤخر الذکران دونوں بزرگوں کی برکات اور فیوضات امراء، وزرا اور سلاطین سے لے کر فقراء وخاک نشین تک ہر طبقہ کو اپنے دامن رشد وہدایت میں لے کر کیا سے کیا بنا دیتے تھے، یہ سب ہماری تاریخ ہند کا زریں باب ہیں۔

ملحوظہ: یہاں یہ امر بطورِ خاص ملحوظ رہے کہ شیخ علی ہجویری مخدوم الامم جو کہ حضرت خواجہ صاحب سے کافی مقدم ہیں، عہدِ غزنوی میں ہند (لاہور) میں تشریف لائے تھے اور شریعت وطریقت میں ان کو جو علوِ مرتبہ اور مقامِ بلند ہے وہ کسی سے بھی کم نہیں۔ (جاری ہے............)

بزمِ خواتین مولانا محمد امجد

خواتین سے متعلق بنیادی شرعی احکام اور اصلاحی مضامین کا سلسلہ

● پیا جس کو چاہیں سہاگن وہی ہے

معزز خواتین! قابلِ قدر ماؤں بہنو! بات گھر گرہستی کی چل رہی تھی، گھریلو زندگی کے گونا گوں مشاغل اور نازک ذمہ داریوں کا مختصر سا نقشہ آپ کے سامنے آ گیا، شادی سے پہلے عام طور پر آگے سر پڑنے والی ان ذمہ داریوں کی نزاکت، اہمیت اور مشکلات کا پورا احساس نہیں، ماں باپ کے آنگن میں سب آنکھوں پر بٹھانے والے ہوتے ہیں، بہن، بیٹی، ماں باپ بہن بھائی سب کی پیاری اور سب پر بھاری ہوتی ہے، لیکن یہی وقت ہوتا ہے اپنی عادات واخلاق کو سنوارنے کا اور اپنے آپ کو ہنر مند وسلیقہ مند بنانے کا، جو گھرانہ دور اندیش، سلیقہ منداور سلجھا ہوا ہوتا ہے، اور دین ودنیا کی خوبیوں سے آراستہ ہوتا ہے، اس کی ساری اچھائیوں اور بھلائیوں کا عکس وہاں کے بچوں اور بچیوں پر بھی پڑتا ہے، اور ایسے بھلے مانس گھرانے بچوں کی تعلیم وتربیت پر پوری توجہ دیتے ہیں، اس طرح ان گھرانوں کی بچیاں بڑی ہنر منداور سلیقہ مند ہوتی ہیں، کام کاج میں اپنے بڑوں کا ہاتھ بٹاتی اور ان سے سیکھتی ہیں پھر جب کسی دوسرے گھرانے کا چشم وچراغ بنتی ہیں، تو یہی تجربہ اور لیاقت ان کے سروں کا تاج بن جاتا ہے اور وہ شوہر یا سسرال کے گھر میں بھی راج کرتی ہیں، لیکن ماں باپ کے گھر بچی اگر محض ناز ونخروں میں ہی پلی ہوئی ہو، کبھی چولہے، ہانڈی اور سینے پرونے سے کوئی سروکار نہ رکھا ہو اور ماں باپ نے روک ٹوک کر کے اور سکھلا سمجھا کر اس کی عادات واخلاق ک اصلاح نہ کی ہو۔خودسری کا بھوت اس کے سر پر سوار ہو اور بددماغی وبدمزاجی کی روش اسے اپنے گھرانے سے وراثت میں ملی ہو، تو ہو شوہر کو گھر کیا بسائے گی؟ اور سسرال میں کیا جھک مارے گی؟

گویا کہ شادی کے بعد ذمہ داریوں سے بھرپور زندگی کی خوبی وخرابی کا دارومدار شادی سے پہلے کی زندگی دوشیزگی والی زندگی پر ہوا، اس لئے ضروری ہے کہ دوشیزہ بچیاں شادی سے پہلے اپنے گھرانوں میں اپنے اخلاق وعادات کو بھی سنواریں، حسد، بخل، کینہ، بغض، منافقت، چغل خوری، غیبت، فضول گوئی، مال اور سامان کی حرص وہوس، خودغرضی اور لالچ، تکبر وغرور، عجب وخود پسندی یہ سب رذیل اور گندے اخلاق ہیں، ان سے اپنے دل ودماغ اور عادات کو پاک کریں۔ ادب، خدمت، محنت، لگن، جذبہ، شوق، صبر، شکر،

تواضع، ایثار، جفاکشی، قناعت، مروّت، نرم خوئی، برداشت، تحمل، خندہ روئی، خوش مزاجی، اطاعت، محبت، شفقت یہ سب اچھے اخلاق ہیں، ان سے اپنے ظاہر و باطن کا بناؤ سنگھار کریں۔

میری بہنو! یہی زیور اصلی زیور ہیں، سونے چاندی کے زیور ان کے سامنے کیا حیثیت رکھتے ہیں؟ یہ زیور تمہیں حاصل ہیں تو سب کچھ تمہیں حاصل ہے، بھلے ہی سونے چاندی کے زیور حاصل نہ ہوں، اور اگر یہ اچھے اور سچے زیور تمہیں حاصل نہیں تو سونے چاندی کے زیور تمہاری سیرت کی خامی اور کردار کی ناپختگی پر پردہ نہیں ڈال سکتے، سونے چاندی اور ہیرے موتی کی چمک تو بس عارضی اور ظاہری نظر آنے والی چیز ہے، چار دن کی چاندنی ہے اور پھر اندھیری رات ہے، اس لئے ماتھے پر سونے کی ٹکیا سجانے سے پہلے یہ بھی دیکھ لو کہ سر پر یہ عقل کا جھومر بھی ہے یا نہیں؟

کان میں سیم و زر کی بالیاں شوق سے ڈالو لیکن کان اگر نصیحت کی بات سننے والے نہیں اور گناہ کی بات سننے سے پرہیز کرنے والے نہیں تو یہی بالیاں ان کانوں کیلئے دوزخ کے کڑے بن جائیں گے، اور زیور اگر گلے کے کچھ درکار ہیں تو نیکیاں گلے کا ہار ہوں، ہاتھ کا سب سے کارآمد و مفید زیور درکار ہو تو وہ دستکاری اور ہنر مندی ہے، اگر ہاتھ میں دستکاری کا ہنر ہے تو انگوٹھی، چوڑی اور بازو بند کے نہ ہونے کا کچھ بھی غم نہیں۔

آیئے آپ کو ایک معزز و محترم خاندان کی تجربہ کار اور سلیقہ مند خاتون کی نصیحت سناتے ہیں؟

آؤ بچیو! جس گھر میں تم ابھی آرام کے ساتھ زندگی بسر کر رہی ہو اور پھر جس گھر میں تمہیں جانا ہے اس کا پورا نقشہ میں تمہیں دکھاؤں، اگر تم کچھ عقل رکھتی ہو تو فوراً سمجھ لوگی کہ ہم کہاں ہیں، اور کہاں جائیں گی۔ آج ہم کیا کرتے ہیں اور کل ہمیں کیا کرنا چاہئے اور کیا کیا معاملات درپیش ہیں اور پھر کیا کیا پیش آئیں گے؟ آج ہم والدین کے زیرِ سایہ ہیں ہمیں کوئی برائی نہیں پہنچا سکتا، کل ہم کس کے زیرِ سایہ ہوں گے؟ ترش روئی، بداخلاقی، بدمزاجی، آرام طلبی، کاہلی، تنہا خوری، خودغرضی، ہماری ان عادتوں پر ہمارے والدین خاک ڈالتے ہیں (یعنی پردہ ڈالتے ہیں) پھر (شادی کے بعد) ہماری عیب پوشی کون کرے گا، اگر تم یہ باتیں خوب سمجھ لوگی، تو نہایت آرام سے اپنے والدین کے گھر ان باتوں سے بخوبی واقفیت حاصل کرلوگی، کہ یہاں کیا کرنا چاہئے اور دوسری جگہ کیا کرنا چاہئے اور یہ کہ زندگی کا لطف کن باتوں سے اور کس قسم کی عادتوں سے حاصل ہوتا ہے۔

اے بچیو! میں تمہیں بتاؤں، اگر تم غور سے سنو! اگر تم یہ زندگی بہ آرام و عیش اور لطف کے ساتھ بسر کرنا چاہتی

ہوتو جو نصیحتیں میں کروں ان پر عمل کرو، اگر تم چاہتی ہو کہ تمہاری نانیوں اور دادیوں میں اور خاندان کی دوسری بزرگ عورتوں میں جو اخلاق تھے وہ تمہیں حاصل ہو جائیں، اور تمہارا انتظام دیکھ کر ہر شخص خوش ہو اور ہر ایک تمہاری عزت کرے، تو پہلے ماں باپ کا گھر اپنی ذمہ داری کے بل بوتے پر سنبھالو، اگر یہاں ذمہ داری کا پورا احساس رہا تو سسرال میں بھی یہی رنگ رہے گا، سنو! سسرال میں جاتے ہی سب سے پہلے جو تمہیں کرنا ہے اور جس میں تمہارا امتحان لیا جائے گا، وہ خانہ داری کا سلیقہ اور انتظام ہے اور گھر کی صفائی، مہمانوں کی خاطر مدارات، عزیزوں کے ساتھ نیک سلوک اور تمہاری دستکاری ہے، سب سے زیادہ ضروری خانہ داری کا انتظام ہے، اگر اس کی لیاقت تم میں نہیں تو تم فیل ہو، ابھی تمہیں بتانے والے اور سکھانے والے بھی موجود ہیں، کل کوئی پرسانِ حال نہ ہوگا، جو تم پر پڑے گی تمہیں اٹھاؤ گی، جب تم آج نہ کروگی تو کل کون کر کے دے گا اور کیا بنے گا؟ لیاقت نہ ہوتے ہوئے کچھ بنالوگی، تو ہزار مصیبت اٹھا کے غفلت۔ تمہاری عادت وخصلت ہو جائے گی تو دوسروں کی نظروں میں گری پڑی ہو جاؤ گی پھر عزت کیسی اور کہاں کی خوشی؟

اے بچیو! میں خوب سمجھتی ہوں کہ تم آخر کبھی نہ کبھی ٹھیک بھی ہو جاؤ گی، جو نہیں آتا وہ سب آ جائے گا، جو عیب ہیں وہ ہنر سے بدل جائیں گے، کیونکہ یہی دنیا کی مصیبتیں جب اٹھاؤ گی اور رگڑے کھاؤ گی تو سنور جاؤ گی، ہاں ہاں یونہی تو ہوتا ہے ؎

سنبھل جاتا ہے انسان ٹھوکریں کھانے کے بعد | رنگ لاتی ہے حنا پتھر پر گھس جانے کے بعد

مگر یہ سنورنا پھر کس کام کا جب تمہارے بھلا چاہنے والے اور تم سے بڑی امیدیں اور آرزوئیں باندھنے والے ہی نہ رہیں گے، اماں، باوا اور تمہارے دوسرے خیر خواہ تمہارے سدھار کی حسرتیں لیکے دنیا سے سدھار جائیں گے، اور اپنی حسرتوں سمیت منوں مٹی تلے دفن جائیں گے ؎

ہزاروں حسرتیں ایسی کہ ہر حسرت پہ دم نکلے (بتغیر)

میری تو یہ خواہش ہے کہ ابھی سے تم وہ خوبیاں اور ہنر مند پیدا کرلو کہ جو مصیبتیں آنے والی ہوں، ان کے لئے یہ ہنر آڑ بن جائیں، تمہیں اگر یہ خیال ہے کہ ہمیں سب کچھ آتا ہے اور موقعہ پر سب کچھ کر سکتے ہیں تو یہ غلط ہے، اگرچہ تم نے کبھی کبھار اپنے کپڑے سی لئے یا کسی کپڑے کی کتر بیونت کرلی یا کبھی ہانڈی تیار کرلی، یا کسی کرتے، ٹوپی میں ایک بوٹا بنا دیا، یا دین کی تھوڑی بہت معلومات حاصل کرلیں یہ بھی کوئی

قابلیت ہے، تمہیں لازم ہے کہ جس کام کی طرف جھکو چاہے وہ کتنا دشوار ہو، بآسانی کر کے رکھ دو کسی کی مدد کی حاجت نہ ہو، ایسی ہوشیاری اور پھرتی سے کام کرو کہ مرد بھی حیران رہ جائیں، بچوں کی خدمت وتربیت بھی اچھی طرح سے کرو، ہر بات کا خیال رکھو اور امورِ خانہ داری میں ہر طرف نظر رکھو یہ نہ ہو کہ ایک طرف تو پوری جھک گئیں، اب باقی سو کام خراب ہوں پرواہ ہی نہیں۔

اگر یہ سب وصف تم میں موجود ہوں تو بگڑی بھی بنا سکتی ہو اور اگر کوئی نقصان ہو جائے تو تمہاری عقل اسے ٹھیک کر دے گی، دوست کو دوست سمجھو گی اور دشمن کو دشمن جو بات کہو گی سمجھ کر کہو گی نہ خود نقصان اٹھاؤ گی نہ دوسروں کو نقصان پہنچاؤ گی، لڑائی جھگڑے تم سے کوسوں دور رہیں گے، ہر جگہ تمہاری آؤ بھگت ہو گی، کسی کو تم سے شکایت کا موقعہ نہ رہے گا، تمہارے عاقلانہ برتاؤ سے ہر شخص محبت سے پیش آئے گا، عقل مند اگر بے وقوفی کی بھی بات کبھی کر لے تو وہ اتنی محسوس نہیں ہوتی، بے وقوف اپنی نادانی سے بنے ہوئے کام بگاڑ دیتا ہے، یہ خوب سمجھ لو کہ دنیا وآخرت کی کل خوبیاں اسی عقل سے حاصل ہوتی ہیں، عقل وحیا دو بڑے جوہر ہیں، شرم بھی وہ چیز ہے کہ تمام عیبوں سے بچاتی ہے (حسنِ معاشرت)

خواتین کے علاج سے متعلق ایک اہم اصول

مریض خاتون کے جسم کے ایسے حصہ میں علاج کے لئے کہ جس کا اجنبی کو دیکھنا منع ہے، شریعت کا اصول یہ ہے کہ اگر کوئی مسلمان علاج کرنے والی مسلمان خاتون میسر ہو تو مریضہ کے جسم کے کسی حصہ کو کھولنے کے لئے اسی مسلمان خاتون معالجہ کی خدمات حاصل کرنی ضروری ہے۔ اگر کوئی علاج کرنے والی مسلمان خاتون میسر نہ ہو تو غیر مسلم علاج کرنے والی خاتون سے علاج کرایا جائے، اگر وہ بھی میسر نہ ہو تو کسی علاج والے مسلمان مَرد کی خدمات حاصل کرنے کی اجازت ہے، اگر علاج کرنے والا مسلمان مَرد بھی میسر نہ ہو تو آخری درجہ میں غیر مسلم مرد سے علاج کرایا جاسکتا۔

لیکن مَرد سے علاج کرانے میں یہ شرط ہے کہ وہ مریضہ کے جسم کا صرف اتنا حصہ دیکھے جو مرض کی تشخیص اور علاج کے لئے ضروری ہو اور اس سے آگے نہ بڑھے، نیز بقدرِ استطاعت نظر نیچی کرنے کا اہتمام کرے اور علاج کے دوران مریضہ کا کوئی محرم، شوہر یا کوئی دوسری قابلِ اعتماد خاتون موجود رہے تاکہ نامحرم کے ساتھ خلوت لازم نہ آئے۔

آپ کے دینی مسائل کا حل دارالافتاء

کیا ماہِ صفر میں بلائیں نازل ہوتی ہیں؟

سوال: بہت سے لوگوں کو یہ کہتے ہوئے سنا گیا ہے کہ صفر کے مہینے میں آسمان سے بے شمار بلائیں اور آفتیں نازل ہوتی ہیں، بعض مسجدوں میں خطیب حضرات کو بھی اس قسم کی باتیں بیان کرتے ہوئے سنا گیا ہے، اور انہوں نے برسرِ منبر بیٹھ کر بعض حدیثوں کا حوالہ بھی دیا ہے، آپ سے گذارش ہے کہ قرآن و حدیث کی روشنی میں دلائل کے ساتھ واضح کیا جائے کہ کیا واقعی ماہِ صفر میں آسمان سے بے شمار بلائیں نازل ہوتی ہیں، یا کہ یہ عوام کی طرف سے گھڑی ہوئی بات ہے؟ اگر لوگوں نے خود ایسی باتیں گھڑ لی ہیں تو پھر ان خطیب حضرات کا کیا بنے گا جو لوگوں کو اس قسم کی باتیں بتلا کر دین سے دور کر رہے ہیں؟

امید ہے کہ اس پر تفصیل سے روشنی ڈال کر اصل مسئلہ کی حقیقت سے لوگوں کو آگاہ کریں گے؟ والسلام:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب: صفر کے مہینے کو منحوس سمجھنے اور اس مہینے میں بلائیں اور آفتیں نازل ہونے کا عقیدہ رکھنا زمانۂ جاہلیت کے باطل نظریات میں سے ایک باطل نظریہ ہے جس کو اسلام نے باطل اور مردود قرار دیا ہے، مگر اس کے باوجود بعض مسلمانوں نے آج بھی زمانۂ جاہلیت کے اس باطل نظریہ کو اختیار کیا ہوا ہے، اور نہ صرف یہ بلکہ بعض کم علم اور جہلاء نے اس مہینہ میں آسمان سے لاکھوں کے حساب سے آفات اور بلیات نازل ہونے کی تعداد نقل کر دی ہے، اور اسی پر اکتفاء نہیں کیا (نعوذ باللہ تعالیٰ) جلیل القدر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں اس مہینہ میں مصیبت میں مبتلا ہونا اور پھر اوپر سے خود ان نااہل اور دین سے نابلد لوگوں نے ہی ان مصیبتوں سے بچنے کے طریقے بھی اپنی طرف سے گھڑ کر ذکر کر دیے ہیں۔

مگر یہ سب منگھڑت اور اپنی طرف سے بنائی ہوئی باتیں ہیں جن کا قرآن وحدیث، صحابہ وتابعین، ائمہ مجتہدین اور سلفِ صالحین سے کوئی ثبوت نہیں کیونکہ قرآن وسنت کی رُو سے اولاً تو اس مہینہ میں نحوست کا ہونا اور اس مہینہ میں مصیبتوں اور آفتوں کا نازل ہونا ہی باطل ہے، اور زمانۂ جاہلیت کا ایجاد کردہ نظریہ ہے، تو اس پر جو بنیاد رکھی بھی جائے گی وہ یقیناً باطل اور غلط ہوگی، رحمتِ عالم ﷺ نے اپنے صاف اور واضح ارشادات کے ذریعے زمانۂ جاہلیت کے توہمات اور قیامت تک پیدا ہونے والے تمام باطل خیالات اور

صفر کے متعلق پائے جانے والے توہمات کی تردید اور نفی فرمادی ہے، اور اس کے ساتھ ساتھ زمانۂ جاہلیت میں جن جن طریقوں سے نحوست، بدفالی اور بدشگونی لی جاتی تھی ان سب کی بھی مکمل طور پر نفی اور تمام مسلمانوں کو اس قسم کے توہمات سے بچنے کی تاکید فرمادی ہے، چنانچہ ایک حدیث شریف میں ہے: ''ایک بیماری کا (اللہ کے حکم کے بغیر خود بخود) دوسرے کو لگ جانا، بدفالی اور نحوست وغیرہ یہ سب باتیں بے حقیقت ہیں'' (بخاری شریف) ایک اور حدیث میں ارشاد ہے: ''مرض کا (خود بخود بغیر حکمِ الٰہی کے) دوسرے کو لگ جانا، الّو، ستارہ اور صفر (کی نحوست وغیرہ) کی کوئی حقیقت نہیں (یہ سب وہم پرستی کی باتیں ہیں)'' (مسلم، ابوداؤد)

اور بعض لوگ جو اس مہینے میں خوشی کی تقریبات (مثلاً شادی بیاہ وغیرہ) کو منحوس یا معیوب سمجھتے ہیں یہ بھی غلط ہے، نہ تو صفر کا مہینہ منحوس ہے اور نہ ہی اس مہینہ میں کوئی بلا یا مصیبت نازل ہونے کا عقیدہ رکھنا درست ہے......صفر کا مہینہ بھی اللہ تعالیٰ کے پیدا کردہ عام مہینوں کی طرح ایک مہینہ ہے، رہی بات ان حدیثوں کی جن کے بارے میں سوال میں مذکور ہے کہ بعض خطیب حضرات برسرمنبر ماہِ صفر کی نحوست سے متعلق بیان کرتے ہیں تو اس بارے میں عرض یہ ہے کہ ماہِ صفر کی نحوست اور اس میں بلائیں نازل ہونے کے بارے میں جو احادیث بیان کی جاتی ہے اس قسم کی احادیث کو محدثین نے موضوع یعنی منگھڑت قرار دیا ہے اور بعض روایات تو موضوع ہونے کے ساتھ ساتھ غیر صریح بھی ہیں، یعنی ان کے ذکر کردہ الفاظ سے صفر کی نحوست ظاہر نہیں ہوتی...... چنانچہ صفر کے مہینے کے منحوس ہونے کے متعلق ایک روایت جو پیش کی جاتی ہے اس کے الفاظ یہ ہیں:

مَنْ بَشَّرَنِیْ بِخُرُوْجِ صَفَر بَشَّرْتُهٗ بِالْجَنَّةِ''

یعنی جو شخص مجھے (یعنی بقول ان لوگوں کے حضور ﷺ کو) صفر کے مہینے کے ختم ہونے کی خوشخبری دے گا میں اس کو جنت کی بشارت دونگا (موضوعات ملا علی قاری رحمہ اللہ ص ۶۹)

اس روایت سے جو لوگ صفر کے مہینہ کے منحوس اور نامراد ہونے کی دلیل پکڑتے ہیں اور کہتے ہیں کہ صفر میں نحوست تھی اسی لئے تو نبی ﷺ نے صفر صحیح سلامت گذرنے پر جنت کی بشارت دی ہے؟

ان کی یہ دلیل صحیح نہیں ہے کیونکہ اول تو یہ حدیث ہی سرے سے صحیح نہیں بلکہ منگھڑت اور موضوع ہے، یعنی حضور ﷺ سے صحیح سند کے ساتھ اس کا ثبوت نہیں بلکہ بعد کے لوگوں نے خود گھڑ کر اس کی نسبت آپ ﷺ

کی طرف کردی ہے، چنانچہ خود ملا علی قاری رحمہ اللہ جو بہت بڑے جلیل القدر محدث ہیں وہ اسے اپنی کتاب ''الموضوعات الکبیر'' میں درج فرما کر اس کو بے بنیاد اور بے اصل قرار دے رہے ہیں، اور اس منگھڑت روایت کے مقابلے میں بے شمار صحیح احادیث صفر کے منحوس اور نامراد ہونے کی نفی کر رہی ہیں، لہٰذا صحیح احادیث کے مقابلہ میں موضوع (منگھڑت) روایت پیش کرنا کسی طرح بھی صحیح نہیں، خود اس روایت میں صفر کے مہینہ کے منحوس ہونے کی کوئی دلیل بلکہ اشارہ تک بھی نہیں، لہٰذا اس روایت کے الفاظ سے صفر کے مہینے کو منحوس سمجھنا صرف اپنا اختراع اور خیال ہے، چنانچہ اس روایت کے الفاظ پر غور کرنے سے ہر صاحبِ عقل اس بات کو بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ اس میں صفر کے مہینہ کے منحوس ہونے کا کوئی ذکر نہیں، اور آخری درجہ میں تھوڑی دیر کے لئے اس روایت کے موضوع اور منگھڑت ہونے سے نظر ہٹا کر دوسرے قواعد کو سامنے رکھتے ہوئے اگر غور کیا جائے تو اس کا صحیح مطلب یہ ہوسکتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کا وصال ربیع الاول کے مہینے میں ہونیوالا تھا اور آپ ﷺ وصال کے بعد اللہ تعالیٰ سے ملاقات کے لئے مشتاق تھے، جس کی وجہ سے آپ کو ماہِ صفر کے گزرنے اور ربیع الاول کے شروع ہونے کی خبر کا انتظار تھا، اور ایسی خبر لانے پر آپ ﷺ نے اس بشارت کو مرتب فرمایا۔ بعض صوفیائے کرام نے اسی مقصد کے لئے اس روایت کو ذکر کیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ اس روایت کا صفر کی نحوست سے دور کا بھی تعلق نہیں اور اس روایت سے ماہِ صفر کے منحوس ہونے کا مضمون اور مفہوم نکالنا خود ساختہ ہے..... خلاصہ یہ کہ ایک صورت میں خود یہ روایت خود ساختہ ہے اور دوسری صورت میں اس کا مضمون خود ساختہ ہے، کسی پہلو سے بھی اس روایت سے صفر کے مہینہ کا منحوس ہونا ثابت نہیں ہوتا..... موضوع حدیث کو عوام کے سامنے اس کے موضوع اور منگھڑت ہونے کی وضاحت کئے بغیر نقل کرنا اور بیان کرنا بلکہ اس سے بڑھ کر اسی موضوع حدیث کی بنیاد پر کسی مہینے کا منحوس ہونا یا کوئی اور رسم وغیرہ ثابت کرنا بالکل درست نہیں، سخت کبیرہ گناہ اور حرام ہے، بلکہ قصداً اور عمداً ایسا کرنے والے کے کفر کا بھی خدشہ ہے، اور پھر اس لحاظ سے یہ زیادہ بڑا گناہ ہے کہ عوام الناس موضوع احادیث کی بنیاد پر ہی خلافِ شریعت عقیدہ اختیار کرلیں گے، اور پھر اس کے مطابق عمل شروع کردیں گے اور عقیدہ وعمل کی اس ساری گمراہی کا سبب چونکہ موضوع حدیث کو بحیثیت حدیث بیان کرنے والا بنا ہے، اس لئے اس ساری گمراہی میں وہ بھی برابر کا شریک رہے گا۔

✪ عن ابی هریرہ قال قال رسول اللہ ﷺ یکون فی آخر الزمان دجالون کذابون یاتونکم من الاحادیث بما لم تسمعوا انتم ولا آبائکم فایاکم وایاهم لایضلونکم ولا یفتنونکم رواہ

مسلم(مشکوٰۃ ص ۲۸) ✪قال المحدث العظیم ملا علی القاری فی شرح هذا الحدیث:ای یتحدثون بالاحادیث الکاذبة ویبتدعون احکاما باطلة واعتقادات فاسدة اه کلام المظهر ویجوز ان تحمل الاحادیث علی المشهور عند المحدثین فیکون المراد بها الموضوعات وان یراد ما بین الناس ای یحدثونکم بالذی ما سمعتم عن السلف من علم الکلام(مرقاۃ ج ۱ ص ۲۳۰) ✪قال النبی ﷺ :ومن دعا الی ضلالة کان علیه من الاثم مثل اثام من تبعه لا ینقص ذلک من اثامهم شیئا رواه مسلم(مشکوٰۃ ص ۲۹) ✪عن ابی هریره قال قال رسول الله ﷺ لاعدوی ولا طیرة ولاهامة ولاصفر وفر من المجذوم کما تفر من الاسد(بخاری) ✪من بشرنی بخروج صفر بشرته بالجنة:قال القاری فی الموضوعات تبعا للصنعانی لااصل له (کشف الخفاء للعجلونی حرف المیم)(تذکرة الموضوعات للامام الفتنی ،کتاب العلم ،باب الفاضله من الاوقات والایام والجمعة وعاشوراء الخ) ✪قال فی الدر:واما الموضوع فلا یجوز العمل به بحال ولاروایته الا اذا قرن ببیانه..........قال ابن عابدین:تحت(قوله واماالموضوع)ای المکذوب علی رسول الله ﷺ،وهو محرم اجماعا بل قال بعضهم انه کفر قال علیه الصلاةوالسلام :"من قال علی مالم اقل فلیتبوأ مقعده من النار"(قوله بحال)ای ولو فی الفضائل الاعمال ....(قوله الااذا قرن)ای ذلک الحدیث المروی ببیانه اه بیان وضعه(شامیه ج ۱ ص ۱۲۸) ✪سالته فی جماعة فی صفر ولا یبدؤن بالاعمال فیه من النکاح والدخول ویتمسکون بما روی عن النبی ﷺ(من بشرنی بخروج صفر بشرته بالجنة)هل یصح هذا الخبر؟وهل فیه نحوسة ونهی عن العمل؟..........ینسبون الی النبی ﷺ وهو کذب محض کذافی جواهرالفتاوی (الفتاوی الهندیة،الباب الثلاثون فی المتفرقات،کتاب الکراهیة) ✪(ولاصفر)بفتحتین وهو تاخیر المحرم الی صفر فی النسئ او دابة فی بطن الانسان تلدغه اذا جاعت.قال البیضاوی ویحتمل ان یکون نفیا لما یتوهم ان شهر صفر تکثرفیه الدواهی.وعن جواهر الفتاویٰ سالته فی جماعةلایسافرون فی صفر ولا یبتدؤن بالاعمال فیه من النکاح والدخول ویتمسکون بما روی عن النبی علیه الصلاة والسلام من بشرنی بخروج صفر بشرته بالجنةهل یصح هذا الخبر؟وهل فیه نحوسة ونهی عن العمل فیه وکذا لایسافرون اذا کان القمر فی برج العقرب وکذا لا یخیطون الثیاب ولا یقطعونها اذا کان القمر فی برج الاسد هل الامر کما زعموا قال اماما یقولون فی صفرفذاک شئ کانت العرب یقولون ذالک واماما یقولون القمر فی العقرب او فی الاسد فانه شئ یذکره اهل النجوم ولتنفیذ مقالتهم ینسبون الی النبی ﷺ وهو کذب محض انتهی.قوله کانت العرب الخ یشعر بارادة تحویزه وانت تعلم ان فعل العرب لا یکون طریقا الی الجوازبل اکثر افعالهم افعال زمان الجهالة ولیس بشئ فی الحجج الشرعیة ولایخفی ان هذا الحدیث حجة علیه ثم قیل ومن زعمات العرب ان فی بطن الانسان حیة تعضه اذا جاع ویسمونها صفرا(بریقه محمودیه ج ۱ ص ۳۰۲)

فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

محمد یونس ۲/۲/۱۴۲۶ھ، دارالافتاء والاصلاح، ادارہ غفران، راولپنڈی

الجواب صحیح محمد رضوان ۲/۲/۱۴۲۶ھ

کیاآپ جانتے ہیں؟ م۔ر۔ن

دلچسپ معلومات،مفید تجزیات اور شرعی احکامات پر مشتمل سلسلہ

چوہے کے ذریعہ روزی کے انتظام کا عجیب واقعہ

ابوبکر بن خاضبہ اپنا ایک واقعہ یوں نقل کرتے ہیں کہ میں ایک رات بیٹھا کوئی حدیث لِکھ رہا تھا، یہاں تک کہ لکھتے لکھتے آدھی رات ہوگئی، اُن دنوں میں مجھے مالی اعتبار سے کچھ تنگی بھی تھی، اتنے میں ایک موٹا چوہا اپنے بِل سے نکل کر آیا اور گھر میں اِدھر اُدھر گھومنے لگا، تھوڑی دیر بعد ایک اور چوہا بھی اپنے بِل سے نکل آیا اور وہ دونوں چوہے میرے سامنے اُچھلتے کودتے میرے قریب رکھے ہوئے چراغ کے قریب پہنچ گئے، میرے قریب ایک طشتری (تسلا) رکھی ہوئی تھی، جسے میں نے ایک چوہے کے اوپر ڈھکدیا اور وہ بند ہوگیا ،دوسرا چوہا اُس طشتری کے پاس آیا، اُسے سونگھنے لگا، اُس کے گرد چکر لگانے لگا، اور اُس کو ٹکریں مارنے لگا میں خاموشی سے بیٹھا اپنا کام بھی کررہا تھا اور چوہے کو بھی دیکھ رہا تھا، تھوڑی دیر بعد چوہا اپنے بل میں گیا اور ایک عمدہ قسم کا دینار (اس زمانہ میں چلنے والا قیمتی سونے کا سکّہ) لاکر میرے سامنے رکھ دیا اور بیٹھ کر مجھے دیکھنے لگا، میں بھی خاموش بیٹھا اپنا کام کرتا رہا، وہ چوہا واپس گیا اور اپنے بل سے ایک دوسرا دینار لاکر میرے سامنے رکھ کر بیٹھ گیا، میں ٹَس سے مَس نہ ہوا اور اپنا کام کرتا رہا اور چوہے کو بھی نظر میں رکھا۔

اسی طرح چوہا آتا اور جاتا رہا یہاں تک کہ اُس نے چار یا پانچ دینار میرے سامنے رکھ دیے اور ہر مرتبہ چوہا پہلی مرتبہ سے زیادہ دیر تک بیٹھتا تھا، آخر کار چوہا دیناروں کی ایک تھیلی لے کر میرے قریب آیا اور اسے ان دیناروں کے اوپر رکھ دیا۔

میں سمجھ گیا کہ اب چوہے کے پاس اور دینار نہیں ہیں، لہٰذا میں نے وہ طشتری اُٹھادی (اور چوہے کو قید سے آزاد کردیا) وہ دونوں اُچھلتے کودتے اپنے بِل میں چلے گئے، میں نے وہ دینار اُٹھا لیے اور اُنھیں (ضرورت مند اور غریب ہونے کی وجہ سے) اپنی ضروریات میں صرف کرتا رہا، اور وہ دینار بھی اُس زمانے کے دیناروں میں اعلیٰ قسم کے تھے (فتح الیمن عربی ص ۶،۷)

دیکھیئے! اللہ تعالیٰ کس طرح روزی کا غیب سے انتظام فرماتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ نے چوہے جیسی مخلوق کو بھی

Idara Ghufran

ایک طرح کی عقل وشعور عطا فرمائی ہے، جو اللہ تعالیٰ کی قدرت کا واضح نمونہ ہے۔

اللہ تعالیٰ اور حضور ﷺ کا نام سن کر کیا پڑھنا واجب ہے

جب اللہ تعالیٰ کا نام لیا جائے تو کوئی تعظیم کا کلمہ مثلاً ''تعالیٰ'' یا ''جلّ شانہ''، ''جلّ جلالہٗ'' وغیرہ کہنا واجب ہے، اور ایسا نہ کرنا گناہ ہے، اسی طرح جب حضور ﷺ کا مبارک نام زبان سے ادا کرے یا پڑھے یا کسی دوسرے شخص سے سنے تو درود (مثلاً ﷺ) پڑھنا واجب ہے، اگر نہ پڑھا تو گناہ ہوگا، لیکن اگر ایک ہی جگہ کئی مرتبہ نام لیا یا سنا گیا، تو ہر مرتبہ درود پڑھنا واجب تو نہیں، ایک ہی مرتبہ پڑھ لینا کافی ہے، البتہ اگر ہر مرتبہ پڑھ لے تو ثواب زیادہ ہے، عام طور پر لوگ ان دونوں باتوں پر عمل کرنے میں کوتاہی کرتے ہیں، جس سے بچنے کی ضرورت ہے۔

دس سال کے بعد بہن، بھائی کا ایک دوسرے کے ساتھ لیٹنا منع ہے

جب لڑکے اور لڑکی کی عمر دس سال کی ہو جائے تو لڑکوں کو ماں، بہن، بھائی کے ساتھ اور لڑکیوں کو بھائی اور والدین کے ساتھ لٹانا منع ہے، البتہ لڑکا اگر والد کے ساتھ اور لڑکی ماں کے ساتھ لیٹے تو کوئی حرج نہیں۔

ظالم دشمن کے ضرر اور شر سے حفاظت کا عمل

دن یا رات میں کسی بھی فارغ وقت کو مقرر کر کے پوری سورہ ''قریش'' اکیس مرتبہ پڑھ کر دشمن کی خیالی صورت بنا کر شہادت کی انگلی سے اس کے دل کی طرف ضرب کا اشارہ کرے (جیسا کہ انگلی اس کے دل پر ماردی ہو) یہ عمل ایک نشست میں تین مرتبہ کر کے اُٹھ جائے، اگلے دن اسی وقت میں پھر یہی عمل کرے، چند روز تک مسلسل یہی عمل کرتے رہنے سے امید ہے کہ دشمن مغلوب ہوگا، اور اس کے شر اور ظلم سے نجات حاصل ہوگی (میرے والد اور ان کے مجرب عملیات از مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ ص ۷۵ بتغیر)

Idara Ghufran

عبرت کدہ

مولانا محمد امجد

عبرت وبصیرت آمیز حیران کن کائناتی تاریخی اور شخصی حقائق

ہندوستان کا اسلامی عہد (قسط ۱)

اس سے پہلے کہ ہم ہندوستان کی اسلامی تاریخ کا مرثیہ پڑھیں، ذرا ایک اچٹتی ہوئی نظر اس کی قدیم تاریخ پر بھی ڈال لیتے ہیں۔ ہندوستان عہدِ قدیم سے ہی تہذیب وتمدن کا مرکز رہا ہے، مختلف حوصلہ مند قومیں تاریخ کے مختلف ادوار میں باہر سے آ کر اس ملک کو فتح کرتی اور یہاں آباد ہوتی رہیں، اور تہذیب وتمدن کی تشکیل کرتی رہیں، کہا جاتا ہے کہ یہاں کے اصل باشندے سیلونؔ، سماٹراؔ اور آسٹریلیاؔ کے اصل باشندوں کے ہم نسل تھے، باہر سے آنے والی قوموں میں پہلی قوم ''ڈراوردی'' اور دوسری ''آریائی'' شمار کی جاتی ہے، ڈراوردی آریاؤں سے کئی ہزار سال پہلے تمام ہندوستان پر چھا گئے تھے، آریاؤں کی آمد کے بعد یہ شمالی ہند سے ہٹ کر جنوبی ہند میں سمٹ گئے، تاریخ دانوں کی تحقیق ہے کہ ''موہنجوداڑو'' اور ''ہڑپہ'' کے جو آثارِ قدیمہ اور کھنڈرات عاد وثمود کی باقیات کی طرح اس خطے میں زمین کی تہہ سے دریافت ہوئے ہیں اور جس میں پانچ پانچ منزل کے عالی شان محل برآمد ہوئے ہیں یہ دونوں شاندار تمدن ڈراوردیوں کی یادگار ہیں [۱] ان کے بعد جب آریا نسل کے قافلے وسطی ایشیا سے مور وملخ کی طرح اس خطے میں آئے اور پورے ملک پر چھا گئے (جن کی آمد کا زمانہ پچیس سو قبل مسیح سمجھا جاتا ہے) اور پھر سینکڑوں سال تک اس نسل کے قافلوں کا خانہ بدوشانہ ہندوستان آمد کا تانتا بندھا رہا، آریوں نے یہاں بستے بستے ہی تمدن کی تشکیل کی۔ وہ ہندوستان میں مستقل، پائیدار تمدن کے بانی بنے، وہ دوسری قوموں کو ہٹا کر یہاں آباد ہوئے، یہیں ان کی سیاسی تنظیم ہوئی پھر ان میں طبقاتی گروہ بندی کی تشکیل ہوئی، اور ذات پات کی تقسیم قائم ہوئی اور اس سے بہت سے مسائل پیدا ہوئے، ویدؔ اُن کا مقدّس صحیفہ تھا، وہ قدرتی عناصر (مظاہرِ قدرت)

---

[۱] ٹیکسلا کے اطراف میں جو آثارِ قدیمہ دریافت ہوئے ہیں، اہلِ فن ماہرینِ آثار کی رائے کے مطابق وہ ہزاروں سال پرانی تہذیبوں کے باقیات ہیں، یہاں کی کھدائیوں سے برآمد ہونے والی مورتیاں اور دیگر نوادرات ٹیکسلا میوزیم میں رکھی ہوئی ہیں، میوزیم میں جو معلومات ان کے متعلق دی گئی ہیں وہ ان آثار کی انتہائی قدامت کی خبر دیتی ہیں۔

Idara Ghufran

زمین، آسمان، سورج، بجلی، آگ، پانی وغیرہ لاتعداد دیوی دیوتاؤں کے پرستار و پجاری بنے، مہابھارت اور رامائن ان کی قابلِ قدر رزمیہ داستانیں ہیں، پھر رگ وید پر تفصیلی کتابیں اپنشد لکھی گئیں، تاریخ کے مختلف ادوار میں آریائی قوموں کی مختلف مستقل سلطنتیں اور تہذیبیں یہاں وجود میں آئیں، پھلی پھولیں، اُبھریں اور مٹیں، چند مشہور تہذیبیں اور حکومتیں یہ ہیں۔ گندھارا تہذیب (جس کا مرکز ٹیکسلا (موجودہ پاکستان کا علاقہ) تھا)، کورو سلطنت، سورسین، ادنتی، بساتی وغیرہ یہاں کی قدیم ترین حکومتیں تھیں، پھر مگدہ (بہار) کی سلطنت کو عروج ہوا، پھر اس سلسلے میں آگے چل کر جین مت اور بدھ مت کی بنیاد پڑی، اس زمانہ میں گوتم بدھ، کپل وستو[1] (یوپی) میں پیدا ہوئے اور مگدھ کی تیرتھ گاہ گیا جی میں پیپل کے درخت کے نیچے گیان (معرفت) حاصل کیا، اور مستقل مذہب کے بانی ہوئے اور اس مذہب نے وہ ترقی پائی کہ ایک دور میں سارے ایشیا پہ چھا گیا، بحر ہند کے ساحلوں، جزیروں، جنوبی ایشیا، وسطی ایشیا، اور چین تک اسی مذہب کا غلغلہ تھا۔

قرونِ اولیٰ میں عربوں کی جب سندھ میں آمد ہوئی تو اسی بدھ مت کے حاملین سے ان کو سابقہ پڑا، مگدہ کی سلطنت میں موریا خاندان کے عروج کا دور نہایت شاندار دور سمجھا جاتا ہے جس میں مگدہ کی سلطنت کا سایہ پورے ہند پر چھا گیا، اس موریا خاندان کے زمانہ میں سکندرِ اعظم شمال مغربی ہند کے راستے ہندوستان پہ آدھمکا اور تاخت وتاراج کر کے چلتا بنا، پھر ایرانیوں (سلطنت کسریٰ) نے بھی یہاں فتوحات حاصل کیں لیکن ان کے قدم بھی یہاں جمے نہیں، مگدہ سلطنت اور موریا خاندان کے عروج کا دور آریائی تمدّن کے عروج کا دور تھا، جین مت اور بدھ مت اس دور میں خوب پھلے پھولے، چندر گپت اور مہاراجہ اشوک جیسے اعلیٰ صفات وکمالات کے حامل فرمانروا اِسی سلطنت نے دنیا کے سامنے پیش کیے، چندر گپت کی فتوحات افغانستان تک پھیلیں، چندر گپت کے برہمن وزیر چانک نے اصول حکمرانی پر ''ارتھ شاستر'' لکھی، جس نے بڑی شہرت ووقعت پائی، اشوک مہاراج کے دور میں سلطنتِ ہند نے اتنی وسعت پائی کہ ہندوستان کے پورے زمانہ تاریخ میں اس کا رقبہ اتنا وسیع کبھی نہ ہوا تھا، اشوک آخر میں بدھ مت کا

---

[1] بعض حضرات نے کپل وستو کے بارے میں یہ منفردانہ احتمال ظاہر کیا ہے کہ قرآن مجید کے ذوالکفل سے شاید یہی کپل وستو والے مہاتما گوتم بدھ مراد ہوں، کپل وستو دامنِ ہمالیہ کے اس شہر کا نام تھا جہاں گوتم بدھ پیدا ہوئے (دیکھئے النبی الخاتم ص ۱۵) حضرت ذوالکفل کا نام سورہ انبیاء کی آیت ۸۵ اور سورہ صٓ کی آیت نمبر ۴۸ میں آیا ہے۔

پیرو ہوگیا تھا اور اس مذہب کی تبلیغ کے لئے اس نے تبت، فارس، چین، مصر اور یونان میں اپنے مبلّغ بھیجے، تاریخ میں اشوک کے لاٹ شہرت رکھتے ہیں، اس کے فرامین وقوانین چٹانوں پر کندہ ہوتے تھے، اس کی اس طرح کی سنگی تحریریں اور کتبے اب تک تیس سے زیادہ دریافت ہوچکے ہیں، ہر علاقے کے کتبے وہیں کی بولی میں کندہ کئے گئے تھے، پاکستان میں صوبہ سرحد میں مانسہرہ شہر کے باہر شاہراہِ ریشم کے کنارے پہاڑی کے دامن میں ایک بلکہ دو بڑی بڑی چٹانوں پر یہ فرامین آج بھی کندہ نظر آتے ہیں اور سیّاحوں کو اپنی طرف کھینچ لاتے ہیں، متعلقہ محکمہ کی طرف سے ان چٹانوں کو مسقّف کیا گیا ہے اور اشوک کے ان فرامین کا اردو ترجمہ لکھ کر ایک بورڈ پر وہاں نصب کیا گیا ہے۔

راقم الحروف نے اس چٹان کا مشاہدہ کیا اور تجسّس کی نگاہ سے بوجھنے کا خیالِ خام بھی جمایا، لیکن:

تو نہ دیدی گئے گہے سلیمان را — چہ دانی زبانِ مرغان را

تو نے دیکھا نہیں کبھی سلیمان کو — کیا سمجھے گا پرندوں کی زبان کو (راقم)

بہرحال ترجمہ سے ان فرامین وقوانین کا جو مفہوم معلوم ہوتا ہے اس اعتبار سے وہ بڑے منصفانہ، روادارانہ اور نہایت ہی مناسب فرامین قرار پاتے ہیں۔ یہاں یہ بات تاریخی حوالے کے طور پر یاد رہے کہ موجودہ بھارت کے قومی پرچم پر جو چکّر کا نشان ہے، یہ اشوکا جی کے ہی نشانِ چکر کی یادگار ہے۔ موریا خاندان کے زوال پر ملک میں طوائف الملو کی پھیلی اور اس طوائف الملو کی کے دور میں بدھ مت کی جگہ دوبارہ برہمن ازم کو فروغ ہوا۔ اسی دور میں ہندوستان کی مغربی سرحد (افغانستان) پر یونانی نسل کے شاہان باختر کو عروج حاصل ہوا، ہند پر آگے چل کر پھر مختلف قوموں اور خاندانوں نے یکے بعد دیگرے قسمت آزمائی کی اور اپنا اپنا سکہ بٹھایا۔ بالآخر پاٹلی پتر (پٹنہ) کے راجہ سمندر گپت نے ان پہلوں کا خاتمہ کر کے مگدہ سلطنت کو دوبارہ ہندوستان میں ایک مؤثر طاقت بنادیا، اِس دوسرے دور میں مگدہ سلطنت کو گپت خاندان کے ہاتھوں ہی فروغ حاصل ہوا، اس دور میں راجہ بکر ماجیت نے (جن کے نام سے سَن بکرمی اہل ہند میں رائج ہے) اس سلطنت کو ہندوستان کی عظیم الشان سلطنت بنادیا، اس دور میں سنسکرت زبان کا دوبارہ احیاء ہوا، تمدن کو خوب سنوارا گیا، فن سنگ تراشی ونقاشی کو خوب کمال حاصل ہوا، (بت تراشی کے لئے یہ دونوں فن کارآمد ہیں) چینی سیاح فاہیان اسی عہد میں ہندوستان آیا تھا (اس کے سفرنامے کو اس دور کی تاریخ کے حوالے سے اہمیت حاصل ہے) اس خاندان کا آخری تاجدار سکندر گپت تھا جس کو وسطی ایشیا سے آنے والی ایک

نئی قوم ہونؔ نے مگدہ تک محدود کر کے رکھ دیا اور خود تسلط جمایا (آریاؤں کو اسی وجہ سے اکال الامم کہا گیا ہے) ۴۸۵ء میں مگدہ کی گدی پر ترسم گپت بیٹھا اس نے نئے سرے سے عروج حاصل کیا اور ہونؔ قوم کو شکست دی، ہونؔ قوم مغلوب ہو کر یہاں کی آبادی میں جذب ہوگئی، اسی وجہ سے آریوں کی یہ روایت تاریخ میں مشہور رہی ہے کہ یہ دوسری قوموں کو کھا جاتے ہیں، باہر سے کیسی کیسی اجنبی قومیں آئیں، بہت سوں نے اپنا دم خم بھی دکھایا، یہاں تسلط بھی جمایا لیکن آخر کار مدّتِ مدید میں یہاں کی آبادی میں جذب ہو کر اپنی سابقہ اصلیت کھوتی رہیں اور اس قوم کا حصہ بنتی رہیں ......البیرونی جب غزنوی عہدِ سلطنت میں ہندوستان آئے اور اس قوم کے مذہب وتہذیب، زبان وتمدن وغیرہ پر تحقیق کی اور کتاب الھند لکھی تو اس قوم کی عجیب وغریب باتیں، طور طریقے، رسم ورواج، ذات پات کی تقسیم دنیا کے سامنے آئیں، جو واقعی حیرت کے ابواب کھولتی ہیں۔ اور یہ آریہ قوم جتنی کچھ روایت پرست ہے اس کا اندازہ لگانے کے لئے یہ کیا کم ہے کہ اس ایٹم کے دور میں بھی پتھر کے دور کے پتھر کی مورتیوں کے ساتھ چمٹی ہوئی ہے، اس میں معقولیت کا کوئی بھی پہلو نہیں۔ آگے چل کر ساتویں صدی عیسویں کے آغاز میں راجہ ہرش وردھن کو عروج حاصل ہوا، اس نے پورے ہندوستان کو پھر ایک وحدت میں پرو دیا، وہ رزم وبزم دونوں میدانوں کا شہسوار تھا۔ ''ناگانند'' ڈرامہ (ناٹک) اسی کا لکھا ہوا ہے جو قدیم ناٹکوں میں ممتاز سمجھا جاتا ہے۔ اس کے عہد میں مشہور چینی سیاح ہونیںؔ چنگ ہندوستان آیا تھا، جس کا سفرنامہ اس دور کی تاریخ کے لئے اہم ہے۔ اس دور میں ہندوؤں کی آخری مذہبی کتابیں مہا پرانؔ اور اب پرانؔ تصنیف ہوئیں، ان مہا پرانوں کے اشعار کی تعداد کئی لاکھ ہے، یہ پران دراصل کائنات کی فلسفیانہ مگر افسانہ آمیز تاریخ ہیں، ان کی حیثیت ''مہابھارت'' وغیرہ رزمیہ نظموں سے کم تر ہے، باہر سے آ کر ہندوستان پر قبضہ جمانے والے آریاؤں کے ہزاروں سال پر مشتمل طویل دور کی تاریخ کا یہ ایک سرسری نقشہ تھا اس کے بعد تیسری نو وارد قوم ہند کی سرزمین (یعنی سندھ، جزائر ہند اور سواحل بحر ہند) میں آئی، اور اپنی زندگی کے ناقابل فراموش نقوش یہاں قائم کئے وہ عرب مسلمان تھے، پھر اس کے بعد مختلف زمانوں میں مختلف مسلمان قوموں کا یہاں آنے اور حکومت جمانے کا سلسلہ شروع ہوگیا، عربوں کے بعد ترک (غزنوی) آئے ان کے بعد تاجک (غوری) آئے، تاجکوں کے بعد پٹھان (لودھی) آئے، پٹھانوں کے بعد مغل آئے۔ حتیٰ کہ اٹھارویں صدی میں یورپین قوموں کی رال بھی اس سونے کی چڑیا کے مخفی خزانوں پر ٹپکنے لگی تو فرانسیسی، ولندیزی، پرتگیزی

اورانگریزباری باری یہاں آ دھمکے ، پہلے تو ان سب کی یہاں دھماچوکڑی رہی، لیکن رفتہ رفتہ فرنگی (انگریز) اپنی مکاری وعیاری کے زور پر اہلِ ہند کے ساتھ ساتھ ان سب پر بھی غالب آ گئے، چنانچہ اس وقت سے لے کر تقسیمِ ہند تک ڈیڑھ دوسو سال کا غارت گری، لوٹ مار، استبداد اور استحصال کا دور بلاشرکت غیرے انہی اہلِ فرنگ کا رہا۔ فرنگی شیشی گر کے فن سے پتھر ہوگئے پانی (جاری ہے……)

صبح سویرے منحوس چیز کے سامنے ہونے کا نظریہ

بعض لوگوں کا نظریہ ہے کہ وہ کسی خاص شخص یا کسی خاص چیز کا صبح سویرے سامنا ہوجانے سے اس دن کے کام کاج کے لئے بدشگونی اور بدفالی لیتے ہیں، چنانچہ اگر کسی دن کام بگڑ جائے، یا کسی کام میں مسلسل ناکامی کا سامنا ہو تو کہتے ہیں کہ آج کسی منحوس شخص یا چیز کا سامنا ہوگیا جو کام بگڑ گیا یا سارے کام خراب ہورہے ہیں، اسی طرح کسی چیز یا کسی انسان کے متعلق منحوس ہونے کا نظریہ قائم کرلیا گیا ہو تو صبح سویرے اس کا سامنا ہوجانے پر برہم اور خفا ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ آج تو صبح صبح فلاں منحوس کا سامنا ہوگیا، اللہ خیر کرے، معلوم نہیں آج کونسی نحوست یا بلا آئے گی وغیرہ وغیرہ۔

حالانکہ اسلام میں کسی شخص اور کسی چیز میں بھی نحوست نہیں، نحوست تو انسان کی اپنی بداعمالیوں میں ہے، اسی قسم کی نحوست بارے میں ایک لطیفہ مشہور ہے

> ”ایک بادشاہ نے اپنے ایک غلام سے کہہ رکھا تھا کہ تو صبح سویرے مجھے اپنی صورت نہ دکھایا کر، اس لئے کہ تو منحوس ہے۔ ورنہ تیری نحوست کا میرے اوپر شام تک اثر رہے گا۔ ایک دن اتفاق سے وہ غلام صبح سویرے کسی کام سے بادشاہ کے پاس چلا گیا تو بادشاہ نے اس کو تنبیہ کی اور حکم دیا کہ اس کو شام تک کوڑے لگائے جائیں، شام ہونے پر بادشاہ نے کہا کہ منحوس آئندہ صبح سویرے مجھے اپنا منہ مت دکھانا۔ اس لئے کہ تو منحوس ہے، غلام نے کہا کہ بادشاہ سلامت! منحوس میں نہیں ہوں بلکہ آپ ہیں۔ اس لئے کہ آج صبح میں نے آپ کا اور آپ نے میرا چہرہ دیکھا تھا آپ کا چہرہ دیکھنے سے مجھے یہ انعام ملا کہ شام تک کوڑے لگتے رہے اور میرا بابرکت چہرہ دیکھنے کے بعد آپ صبح سے شام تک صحیح سلامت رہے۔ بادشاہ یہ سن کر متاثر ہوا اور اس کو آزاد کردیا۔ اور کہا کہ یہ نحوست کوئی چیز نہیں، لوگوں کی اپنی بناوٹی ہے“

Idara Ghufran

طب و صحت ابولقمان

طبی معلومات ومشوروں کا مستقل سلسلہ

ہرڑ کے عجیب وغریب خواص

ہرڑ: ایک درخت کا پھل ہے، اس کی تین اقسام ہیں (۱) کالی ہرڑ (۲) زرد ہرڑ (۳) کابلی ہرڑ۔

اس کا رنگ زرد، سیاہ، بھورا اور ذائقہ کسیلا ہوتا ہے، یہ بنگلہ دیش، انڈیا (میسور، مدراس، سی پی وغیرہ) کے جنگلات میں خودرو ہوتا ہے۔

ہرڑ مقوی دماغ، مقوی چشم، مقوی معدہ وجگر ومسہل ہے (مگر بھنی ہوئی قابض ہے) دستوں کو روکنے کے لئے کالی ہرڑ کو روغنِ زرد میں بریاں کرکے کھلاتے ہیں، دستوں کو روکنے کے علاوہ خونی بواسیر میں بھی مفید ہے۔

اطباء نے انسان کے لئے ہرڑ کو ماں کے مثل قرار دیا ہے، ان کا کہنا ہے کہ ماں تو کبھی اپنے بچوں پر خفا ہو جاتی ہے، مگر ہرڑ پیٹ میں جا کر کبھی بھی خفا نہیں ہوتی، بعض اطباء کا قول ہے کہ جس گھر میں ماں نہیں وہاں ہرڑ ہی ماں کی طرح پرورش کرتی اور تقویت دیتی ہے، بعض طبیبوں نے ہرڑ کی مثال ماں کے دودھ کے ساتھ دی ہے کہ جس طرح ماں کا دودھ بچہ کو نقصان نہیں پہنچاتا، بلکہ فائدہ پہنچاتا ہے اسی طرح ہرڑ بھی نقصان نہیں کرتی...... بعض علاقوں میں بچہ کی پیدائش کے ساتھ ہی ہرڑ کی گھٹی دینے کی روایت ہے، ان لوگوں کا کہنا ہے کہ اس گھٹی کے ذریعہ سے بچہ کے خون میں ہمیشہ کے لئے مزاحمت اور دفاع کی قوت پیدا ہو جاتی ہے، جو عمر بھر ساتھ دیتی ہے۔ ہرڑ کے استعمال سے خون کی بند رگیں اور نسیں کُھل جاتی ہیں، خون کے دوران کا عمل اچھی طرح جاری رہتا ہے، ہرڑ دماغ کو چُست، ذہن کو روشن اور یادداشت کو تیز کرتی ہے، اور جسم کے پتلے اجزاء میں گاڑھا پن پیدا کرتی ہے، ہرڑ کے استعمال سے جسم کو تقویت بھی ملتی ہے۔

تازہ، چکنی، گول، بھاری اور پانی میں ڈوبنے والی ہرڑ کو زیادہ اچھا اور عمدہ شمار کیا جاتا ہے۔

پیٹ کی بیماریوں کے لئے: صبح اور کھانا کھانے کے بعد ایک چھوٹی ہرڑ کے باریک باریک ٹکڑے منہ میں رکھ کر تقریباً گھنٹہ بھر چوسا جائے اور پھر دانتوں میں چبا کر اندر نگل لیا جائے یہ معمول اگر پابندی کے ساتھ جاری رکھا جائے تو اس سے پیٹ کی تمام خرابیاں دُور ہو جاتی ہیں، قوتِ ہاضمہ تیز ہو جاتی ہے،

بھوک کُھل کر لگتی ہے، ہر طرح کے قبض، عام قبض، سخت قبض، نئے پرانے اور دائمی قبض کے لئے ہرڑ مفید دوا ہے، اس کی خاصیت یہ بھی ہے کہ پیٹ میں کسی طرح کی تکلیف اور آنتوں میں جلن کے بغیر اجابت ہو جاتی ہے، یوں کہنا چاہئے: ؎ پیٹ صاف مرض معاف

خونی وبادی بواسیر: پانچ گرام ہرڑ کا پاؤڈر اور تین گرام گیرو کو ملا کر استعمال کیجئے، یہ دوا خونی اور بادی دونوں قسم کی بواسیر کے لئے خاص طور پر مفید ہے۔

بدہضمی کی ہچکی: بدہضمی کی وجہ سے ہچکی آتی ہو تو چھوٹی ہرڑ کے پاؤڈر کو پانی کے ساتھ پھانک لینے سے فوری افاقہ ہوتا ہے۔

ہرڑ کا گٹکا: ہرڑ کا گٹکا یعنی نیم پسا ہوا پاؤڈر کھانسی اور سانس کی تکلیف کے لئے بہت مفید ہے۔

مختلف موسموں کے لحاظ سے ہرڑ کا استعمال: ماہرین اطباء نے مختلف موسموں کے لحاظ سے ہرڑ کے استعمال کا طریقہ بتلایا ہے، اگر اس کا لحاظ کرتے ہوئے ہرڑ کو استعمال کیا جائے تو زیادہ مفید ہے، اور وہ یہ ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

- ...... **ماہِ جنوری، فروری: میں پسی ہوئی ہرڑ اور پیپل کو شہد کے ساتھ ملا کر لیجئے۔**
- ...... **ماہِ مارچ، اپریل: میں پسی ہوئی ہرڑ اور مصری ملا کر پانی کے ساتھ لیجئے۔**
- ...... **ماہِ مئی، جون: میں ہرڑ اور گڑ ہم وزن لے کر پانی کے ساتھ لیجئے۔**
- ...... **ماہِ جولائی، اگست: میں پسی ہوئی ہرڑ اور سیندھا نمک ملا کر پانی کے ساتھ لیجئے۔**
- ...... **ماہِ ستمبر، اکتوبر: میں پسی ہوئی ہرڑ اور مصری کو ملا کر پانی کے ساتھ لیجئے۔**
- ...... **ماہِ نومبر، دسمبر: میں پسی ہوئی ہرڑ اور سونٹھ ملا کر پانی کے ساتھ لیجئے۔**

دشمن کو دفع کرنے کا عمل

مٹی کا ایک کچّا ڈھیلا لے کر اس پر تین مرتبہ یہ دعا پڑھے:

"اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجعَلُکَ فِیْ نُحُوْرِھِمْ وَنَعُوْذُبِکَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ"

اور یہ تصور کرے کہ دشمن میرے سامنے کھڑا ہے، پھر اس کی خیالی صورت پر وہ ڈھیلا پھینک کر مار دے، اگر کئی دن تک اسی طرح کرے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے امید ہے کہ دشمن دفع ہو جائیگا (بیاضِ اشرفی ص ۲۳۸ بتغیر)

اخبارِ ادارہ مولانا محمد امجد

ادارہ کے شب وروز

☐...... جمعہ یکم/۸/۱۵/۲۲/۲۹/محرم ۲۶ھ کو تینوں مساجد میں اصحابِ ثلاثہ کے حسبِ معمول قبل از جمعہ وعظ اور بعد از جمعہ مسائل کی نشستیں منعقد ہوتی رہیں۔

☐...... اتوار ۳/۱۷/۲۴/محرم اور یکم صفر کو حسب معمول ہفتہ وار اصلاحی مجالس ملفوظات منعقد ہوئیں، ۱۷/محرم کی مجلس میں شعبہ حفظ کے طالبعلم محمد علی معاویہ کے تکمیل حفظ کے سلسلہ میں دعا بھی ہوئی، اس مجلس میں متعلم مذکور کے اعزّہ شریک تھے، بعد از مجلس چائے سے حاضرین کی ضیافت ہوئی۔

☐...... اتوار ۱۷/محرم کو خواتین کے لئے ماہانہ درسِ قرآن کے سلسلہ میں سال کا پہلا درس ہوا، مفتی محمد یونس صاحب نے درس دیا۔

☐...... منگل ۵/۱۲/۱۹/محرم کو ہفتہ وار اصلاحی بیان برائے ارکانِ ادارہ حسبِ معمول ہوتا رہا، ۲۶/محرم کو یہ بیان نہ ہوسکا، حضرت مدیر دامت برکاتہم بعض مشاغل کے تحت ادارہ سے باہر تشریف لے گئے تھے۔

☐...... منگل ۱۲/محرم کو جناب حکیم محمد فیضان صاحب زیدہ مجدہٗ سفرِ حج سے واپس تشریف لائے۔

☐...... بدھ ۶/۱۳/۲۰/۲۷/محرم کو طلبہ کرام کے لئے ہفتہ وار اصلاحی بیانات حسبِ معمول ہوتے رہے۔

☐...... جمعرات ۷/۱۴/۲۱/۲۸/محرم بعد ظہر طلبہ کرام کی ہفتہ وار بزمِ ادب کے جلسے حسبِ معمول منعقد ہوتے رہے

☐...... ہفتہ ۱۶/محرم کو جناب فیضان صاحب نے اپنی ذمہ داریوں کو حج سے واپس آ کر انجام دینا شروع کیا۔

☐...... جمعرات ۷/محرم کو حضرت مدیر دامت برکاتہم کے گھر اراکینِ ادارہ کی دعوت ہوئی۔

☐...... جمعہ ۲۹/محرم بعد مغرب ادارہ غفران کے اہلِ علم حضرات کی فقہی نشست ہوئی۔

☐...... ہفتہ ۲۳/محرم کو قاری ھارون صاحب کی رخصت عمل میں آئی۔

☐...... ہفتہ یکم/صفر کو حضرت مدیر دامت برکاتہم طبیعت کی ناسازی کی وجہ سے ادارہ میں تشریف نہ لاسکے۔

☐...... ہفتہ یکم/صفر سے ادارہ غفران میں سہ ماہی امتحانات شروع ہوئے، شعبہ کتب کے امتحانات یکم تا ۳/صفر تین دن صبح شام ہوتے رہے، اتوار ۲/صفر کو شعبہ حفظ، شعبہ ناظرہ للبنین اور شعبہ ناظرہ للبنات کے امتحانات ہوئے۔

☐...... اتوار ۲۴/محرم کو حضرت ڈاکٹر مفتی عبدالواحد صاحب (جامعہ مدنیہ، لاہور) کی ادارہ میں تشریف آوری ہوئی۔

Idara Ghufran

اخبارِ عالم

ابوجویریہ

دنیا میں وجود پذیر ہونے والے اہم و مفید حالات و واقعات، حادثات و تغیرات

✍ **14 فروری (۴ محرم الحرام ۱۴۲۶ھ)**: بلوچستان: بارش اور برفباری پھر شروع، گگو بند ڈیم میں شگاف، 10 جاں بحق، متعدد دیہات زیرآب ★ عراقی انتخابات میں مغرب نواز شیعہ اتحاد کی جیت، بغداد میں جنرل قتل، 4 امریکیوں سمیت 17 ہلاک ✍ **15 فروری**: لبنان کے سابق وزیراعظم رفیق حریری بم دھماکے میں 9 افراد سمیت جاں بحق ✍ **16 فروری**: بارشوں کا سلسلہ پھر شروع، برفانی تودے مکانات گرنے اور سیلاب سے مزید 68 جاں بحق راولپنڈی، اسلام آباد سمیت ملک کے دیگر حصوں میں بھی بارش ہوئی، مزید تین روز تک جاری رہے گی محکمہ موسمیات، برفباری کا بھی نیا سلسلہ شروع ہوگیا ★ بری امام دربار کے متولی راجہ اکرم ساتھی سمیت قتل، جوابی فائرنگ سے ایک حملہ آور بھی مارا گیا ✍ **17 فروری**: مظفرآباد، سرینگر، بس سروس 7 اپریل سے شروع ہوگی، پاکستان اور بھارت متفق ★ ارکان قومی اسمبلی و سینٹ کی تنخواہوں میں 15 فیصد اضافہ کر دیا گیا ✍ **18 فروری**: برطانیہ کی لیبارٹری سے 30 کلوگرام ایٹمی مواد چوری، 8 ایٹم بم بنائے جاسکتے ہیں، 30 کلوگرام ایٹمی پلوٹونیم چوری یا غائب ہونے کا انکشاف سیل فیلڈ کی جوہری تنصیبات میں سالانہ آڈٹ سے ہو، یہ حساب کتاب کی غلطی ہوسکتی ہے، برطانوی ایٹمی فیول حکام ★ ایران سے اسرائیل کی سلامتی کو خطرہ ہوا تو بھرپور جواب دینگے، صدر بش ★ عراق، شیعہ الائنس کی 140 نشستیں، الیکشن کمیشن نے نتائج کی توثیق کردی ✍ **19 فروری**: عراق: خودکش حملے، بم دھماکے، 3 امریکیوں سمیت 64 ہلاک ✍ **20 فروری**: شدید بارشوں اور برفباری کا سلسلہ جاری 6 خواتین سمیت 19 جاں بحق 23 زخمی، متعدد مکانات تباہ، مواصلات کا نظام درہم برہم ہوگیا، زمینی رابطے منقطع، شمالی علاقہ جات، کشمیر اور مری میں برفباری سے سابقہ ریکارڈ ٹوٹ گئے ★ عراق: یوم عاشورہ پر 8 خودکش حملے، امریکی فوجی سمیت 50 ہلاک ✍ **21 فروری**: تعطیلِ اخبارات ✍ **22 فروری**: واران بس سروس آج سے مستقل بند کرنیکا اعلان، 150 بسیں کھڑی کردیں، 1 ہزار سے زائد ملازمین بے روزگار، واران کی چیئر پرسن نے ضلعی حکومت اور پولیس کی طرف سے عدم تحفظ کے بعد مزید مذاکرات سے معذوری ظاہر کردی، پانچ سالوں میں نامساعد ماحول، الزام تراشیوں اور پروپیگنڈے کے طوفان جھیلنے پڑے ★ شام نے لبنان سے اپنی فوجیں نکالنے کا اعلان کردیا ✍ **23 فروری**: ایران، زلزلے سے تباہی، 500 جاں بحق، 5 ہزار زخمی ✍

24 فروری: کرزئی سے مذاکرات کرنے والے طالبان نہیں امریکی ایجنٹ ہیں، ترجمان طالبان ★ لاہور: اچھرہ بازار میں آتشزدگی، 2 افراد جاں بحق 400 دکانیں نذر آتش 30 زخمی، آگ دھاتی تار والی پتنگ بجلی کے ٹرانسفارمر پر گرنے سے لگی، چند افرد نے عمارتوں کی چھتوں سے چھلانگیں لگا کر جانیں بچائیں، کروڑوں کا نقصان ★ حکومت نے متاثرین برفباری کے جانی و مالی نقصان کی رپورٹ جاری کردی، کابینہ ڈویژن کے مطابق سرحد میں 347، کشمیر میں 63، قبائلی علاقہ جات میں 42 افراد جاں بحق، سرحد میں 7193 کچے اور 386 پختہ مکان، کشمیر میں 1362 اور قبائلی علاقوں میں 128 مکان تباہ ہوئے ✍ **25 فروری**: بچوں کو بے راہ روی پر ڈالنے والا نصاب قبول نہیں شجاعت، آغا خان بورڈ ختم نہیں ہوسکتا وزیر تعلیم، نصاب تعلیم ایسا ہو جو کسی کی اصلاح کر سکے، نصاب کو اسلامی اقدار کی روشنی میں ڈھالنا ہوگا، حکومت کو پارٹی کی رہنمائی سے کامیابی ملے گی صدر پاکستان مسلم لیگ، آغا خان بورڈ کو قانونی تحفظ حاصل ہو چکا ہے، کوئی حکومت یا وزیر اسے ختم نہیں کرسکتا، جاوید اشرف قاضی ★ صدر مملکت کو آئین میں ترامیم کا اختیار نہیں دیا گیا، سپریم کورٹ ★ شراب پی کر خاتون سے بدتمیزی کا الزام، سیکرٹری قومی اسمبلی کو معطل کر دیا گیا ✍ **26 فروری**: ایکنگ کا اجلاس 39 بڑے ترقیاتی منصوبوں کی منظوری 124.5 ارب روپے مختص، بلوچستان میں 9 ترقیاتی منصوبوں کے لئے 33.42 بلین روپے رکھے گئے ہیں، سرحد اور پنجاب میں پینے کے صاف پانی کی سکیموں کے لئے چار ارب روپے مختص کئے گئے ★ عراق میں القاعدہ کے مرکزی لیڈر ابو مصعب الزرقاوی کے قریبی ساتھی اور نائب محمد نجم ابراہیم کو گرفتار کرلیا گیا ✍ **27 فروری**: تل ابیب میں فدائی بم دھماکہ، 6 اسرائیلی ہلاک، 50 زخمی ✍ **28 فروری**: راولپنڈی سے چکوال جانے والی سکول بس کو حادثہ، 10 بچے جاں بحق، 58 شدید زخمی ★ لاہور ضمنی انتخاب: مسلم لیگ کے امیدوار فاروق امجد میر جیت گئے، حکمران جماعت کے امیدوار فاروق امجد میر نے 29268 ووٹ لئے جبکہ ان کے مدمقابل متحدہ اپوزیشن کے امیدوار نصیر بھٹہ کو 22278 ووٹ ملے، اپوزیشن نے فاروق امجد میر کی جیت کو کمپیوٹر کی جیت قرار دے دیا ★ کوئٹہ: مری کیمپ میں آپریشن، پولیس کا قلعے پر قبضہ 15 گرفتار، بھاری مقدار میں اسلحہ برآمد ✍ **یکم مارچ**: پٹرول 1.57، ڈیزل 1.04 روپے مہنگا، نئی قیمتیں آج سے لاگو ہونگی ★ عراق: تباہ کن فدائی کار بم دھماکہ 130 ہلاک، 148 زخمی ★ پنجاب بھر میں آج سے موٹر سائیکل سواروں کے لئے ہیلمٹ پہننا لازمی، خلاف ورزی پر جرمانہ ہوگا ✍ **2 مارچ**: مجلس عمل پنجاب کے جنرل سیکرٹری محفوظ مشہدی نے اپنے عہدے سے استعفیٰ دے دیا، مجلس عمل اپنے منشور سے ہٹ گئی ہے، 17 ویں ترمیم کے ذریعے مشرف کی آمریت کو تحفظ

دیا،محفوظ مشہدی کی پریس کانفرس★پی ٹی سی ایل نے چار نئی سروسز کا اعلان کر دیا، ون سیون انکوائری کو نیشن وائڈ کر دیا گیا،12 گھنٹوں میں خرابی دور نہ ہونے کی صورت میں شکایات خود بخود جی ایم کے پاس ٹرانسفر ہو جائینگی، اگلے12 گھنٹوں میں وی پی کے پاس پہنچ جائینگی، کسٹمر کیئر سینٹر میں نئے کنکشن کے لئے اپلائی کرنے کے چند سیکنڈ کے بعد کنکشن دیا جائیگا، جمیل خواجہ کی پریس کانفرنس★افغان حکومت نے 30ہزار مربع کلومیٹرز مین امریکہ کے حوالے کر دی، یہ زمین 50 سال تک امریکی قبضے میں رہے گی **3 مارچ**: دینی مدارس کے پانچوں وفاقوں کو بورڈ کا درجہ دینے کا فیصلہ، وزارت مذہبی امور، وزارت تعلیم، داخلہ اور پانچوں وفاقوں کے سربراہوں کی باہمی مشاورت کے بعد مسودہ تیا کر کے اسمبلی میں پیش کیا جائیگا، ملک بھر کے مدارس کی اسناد کو قانونی حیثیت مل جائیگی، بورڈ کی طرف سے مدارس کے طلباء کو میٹرک، ایف اے، بی اے اور ایم اے کی جاری ہونے والی سندیں دوسرے تعلیمی بورڈز کی طرح شمار ہونگی، منظوری نیشنل سیکورٹی کونسل نے دی★بلوچستان میں بارشوں سے پھر تباہی، 13 جاں بحق، 400 لاپتہ، کوھستان اور بالاکوٹ میں 10 افرد برفانی تودوں تلے دب گئے **4 مارچ**: ڈی جی خان اور نوشکی میں پٹڑی بم دھاکوں سے اڑا دی گئی، کرچی، لاہور اور ملک کے دیگر علاقوں کا بذریعہ ریل رابطہ منقطع★بلوچستان: بارشوں نے پھر تباہی مچادی، 14 جاں بحق، سینکڑوں لاپتہ، متعدد علاقے سیلاب میں ڈوب گئے **5 مارچ**: بلوچستان میں شدید بارشیں جاری، کچے مکانات گرنے سے 15 افراد جاں بحق **6 مارچ**: لاہور سے نارووال جانے والی ٹرین کو حادثہ، 9 افراد جاں بحق 110 زخمی، بابکوال اور سری رام کے قریب ٹرین 211 ب کی آخری بوگی الٹ گئی، کئی مسافر ٹانگوں اور بازوؤں سے محروم، امدادی ٹیم موقع پر پہنچ گئی★پاسپورٹ میں پگڑی اور ٹوپی والی تصاویر لگانے پر پابندی **7 مارچ**: چوری کے جرم کو بھی حدود آرڈیننس میں شامل کر دیا گیا، چار ہزار تک کی چوری کرنے پر ہاتھ کاٹنے، دوسری بار یہی جرم کرنے پر پاؤں کاٹنے کی سزا مقرر، تیسری بار ایسا کرنے پر عمر قید ہوگی، بھوک یا خوف سے کیا گیا جرم حدود میں شمار نہیں ہوگا، ملزم کے اعتراف جرم کے بعد حد تسلیم کی جائے گی، ملزم کو بلا وارنٹ گرفتار کیا جائے گا★القاعدہ سے تعلق کا الزام، امریکیوں نے افغان فوج کے جنرل محمد اعظم کو گرفتار کر لیا، تفتیش کے لئے بگرام ائربیس پر منتقل کر دیا گیا ہے، ترجمان وزیر دفاع **8 مارچ**: پاکستان نے بھارت کے 700 قیدیوں کی رہائی کا اعلان کر دیا **9 مارچ**: وفاقی وزارتوں میں 30 ارب کی کرپشن کا انکشاف، رپورٹ صدر وزیر اعظم کو ارسال **10 مارچ**: قادیانیوں سے متعلق آئینی ترمیم ہیں ہوگی، وفاقی کابینہ **11 مارچ**: عراق: خودکش اور گوریلا حملوں میں 67 افراد ہلاک★عراق اور گوانتانامو

بے میں تشدد سے 6 قیدی جاں بحق ہوئے، امریکی فوجی کی رپورٹ ✍ **12 مارچ**: انٹرنیٹ کے ذریعے ایف آئی آر درج کرائی جاسکے گی، خصوصی ویب سائٹ کی تیاری شروع15★ مارچ20 اپریل دونئی غیر ملکی موبائل کمپنیاں سروس کا آغاز کریں گی ✍ **13 مارچ**: احتساب عدالت قرضہ نادہندگی ریفرنس کی سماعت، فیصل صالح کا نام ایگزٹ کنٹرول لسٹ میں شامل کرنے کا حکم ★ دینی مدارس کے وفاقوں کو بورڈ کا درجہ دینے کے لئے کمیٹی قائم، صوبوں کو ایک ماہ رجسٹریشن مکمل کرنے کا حکم ★ ہالینڈ قادیانیوں کی طرف سے مقامی زبان میں مترجم قرآن کریم کی تقسیم، مسلمانوں میں تشویش کی لہر ڈور گئی ✍ **14 مارچ**: عراقی مجاہدین نے امریکی F-16 مار گرایا، حملوں میں 3 امریکیوں سمیت 27 ہلاک ★ ✍ **15 مارچ**: القاعدہ ارکان کا علاج کرنے پر، کراچی کے 2 ڈاکٹر بھائیوں کو 7،7 سال قید کی سزا ★ ✍ **16 مارچ**: پٹرول، ڈیزل مزید مہنگا، نئی قیمت 45.53 روپے اور 26.39 روپے فی لیٹر ہوگئی ★ کمانڈر خلیل الرحمٰن نے سرحد کے گورنر کی حیثیت سے حلف اٹھالیا ✍ **17 مارچ**: دہشت گردی کے خلاف ابھی پاکستان کو بہت کچھ کرنا ہے، امریکہ ★ یورپی ممالک کا مشترکہ اجلاس، جہادی تربیت لینے والے مسلمانوں کے خلاف کاروائی کا فیصلہ ✍ **18 مارچ**: ایف سی اور بگٹی قبائل میں شدید لڑائی، 50 افراد مارے گئے: بگٹی، 3 اہلکار جاں بحق ہوئے: ایف سی ★ مظفر آباد تا چکوٹھی سڑک کی مرمت کے لئے 7 کروڑ روپے کی گرانٹ جاری ✍ **19 مارچ**: سوئی، مچھ: مظاہرین پر فائرنگ، ٹرینوں میں دھماکے، 4 جاں بحق درجنوں زخمی ★ شمالی علاقہ جات کے چیف سیکرٹری اور آئی جی پی کو تبدیل کردیا گیا، تبدیلی کا فیصلہ وزیراعظم کی زیر صدارت اعلیٰ سطحی اجلاس میں کیا گیا، ندیم منظور چیف سیکرٹری، سرمد سعید آئی جی مقرر ✍ **20 مارچ**: بلوچستان دھماکوں سے لرز اٹھا، 25 جاں بحق، سوئی میں فوج تعینات، حکومت نے 7 نکاتی امن فارمولا دے دیا 2 ★ ہزار رینج والے شاہین ٹو میزائل کا کامیاب تجربہ، دفاعی اداروں اور دفاعی اثاثوں پر فخر ہے، صدر مشرف ★ وفاق المدارس کا کنونشن سنٹر اسلام آباد میں ''تقسیمِ انعامات کانفرنس'' منعقد کرنے کا فیصلہ

غسل واجب ہونے کی حالت میں کھانا پینا

جس مَرد یا عورت پر غسل واجب ہو تو نہانے سے پہلے کچھ کھانا پینا گناہ تو نہیں، لیکن اگر غسل نہ کرسکے تو اس حالت میں ہاتھ، منہ دھو کر اور کلی کر کے کھائے تو بہتر ہے۔

Music in Knocking

By Mufti Muhammad Rizwan Translated By Abrar Hussain Satti

In the on going days the curse of music is spreading quickly .It seems that the resurrection day is coming and the dangers of revealing of Allah, s anger have increased .In olden days the music was limited to the musical instruments, but now from some time this plague is being the part of our daily life. Even those things which have no little relation with the music now are full of music e.g. in our houses knocking bells, telephone bells, the mobile phone bells, and the bells of wall clocks etc .If we give some stress upon our mind we come to know that the aims of these bells are only used to inform someone about the incoming calls, persons, or time. But we are sorry to say that we are involved in music so closely that normal attention is not sufficient for us. Even when we do not listen to our beloved music in these things we do not pay attention .This example rises to our situation that once a sweeper fainted. People tried their best to bring him back in sense, but all the struggles got vain. At last a pulse expert opined that he is a sweeper and a sweeper has closely relation with latrine and the offensive smell. They did so and made him smell stools he came back in sense at once and stand up. Quite like this the worshiper of music does not pay their attention towards any thing except music. They choose such ring tones for their mobile sets which are exciting to the desires with the music. Even complete songs have been loaded in the mobiles. Some music

lovers do not switch off their mobiles in mosques even during the prayer time. Thus they disturb all the persons whom are offering their prayers in the mosque. We also look such watches in the mosques which alert about time with musical voices. No example of carelessness from Allah's fear we shall look after that? When the House of Allah (Mosque) is not pure from this satanic voice (music) and charm of fornication then what kind of humility and spiritualism is left in our prayers? To valuate it, we need the spiritual power. But here the music has not only cooled but made them silent and has killed the religious passion by creating disunity in hearts. For the sake of Allah, be fearful, when we can fulfill our requirements simply without music then what troubles us to use our vote in the favour of this cursed voice of music .If we did not change our behavior and preferred to musical tones blindly then that day is not far from us that the companies who make these things will stop feeding simple bells .Then all people will compel to adopt this curse throughout their lives and will be deprived of the company of Angels.